# مسیح کے خاص دوست

مصنّفہ

## پادری جے آر۔ ملّر صاحب

مترجّمہ

مسٹر ایم۔ ایل رلیا رام بی۔ اے۔ ایل ایل بی

## منقول از مسیحی

پنجاب ریلجس بُک سُوسائٹی

انارکلی لاہور

سنہ ۱۹۰۷ء

قیمت ۸/ P. R. B. S. LAHORE. ۱۰۰۰

Scanned with CamScanner

# مسیح کے خاص دوست

Scanned with CamScanner

# فہرست مضامین


| باب نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
| --- | --- | --- |
| ۱ | یسُوع اور اُس کے پیشرو | ۱ |
| ۲ | مسیح کا پیارا شاگرد یوحنّا رسول | ۱۰ |
| ۳ | پطرس | ۱۹ |
| ۴ | توما | ۲۶ |
| ۵ | مریم اور مرتھا | ۳۶ |
| ۶ | دوستی کی شرائط | ۴۶ |
| ۷ | دوستوں کا انتخاب | ۵۶ |
| ۸ | احسان فراموش دوست | ۶۸ |
| ۹ | یسُوع کی والدہ شریفہ | ۷۷ |
| ۱۰ | یسُوع کی انسانی طبیعت | ۸۶ |
| ۱۱ | یسُوع کا اپنے دوستوں کو تسلّی دینا | ۹۵ |
| ۱۲ | دوستوں سے الوداع | ۱۰۷ |
| ۱۳ | مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد کی دوستی | ۱۲۰ |
| ۱۴ | یسُوع خود کیسا دوست تھا | ۱۳۲ |


نام کتاب: مسیح کے خاص دوست
مصنفہ
پادری جے۔ آر۔ ملر صاحب
مترجمہ
مسٹر ربیا رام بی اے ایل ایل بی
منقول از مسیحی
پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور
۹۰۷

# مسیح کے خاص دوست

## باب - ۱

### یِسُوع اور اُس کا پیشرو

اکثر دینی تصویروں میں دونو یُوحنّا مسیح کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک دائیں اور دوسرا بائیں ہاتھ۔ ہر بات میں یہ دونو ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ بپتسمہ دینے والا تو جنگل کا رہنے والا ایک تُند خو آدمی تھا اور رسول اعلےٰ درجہ کی رُوحانی لطافت اور حلیم مزاجی کا نمونہ تھا۔ اگر یُوحنّا بپتسمہ دینے والا پُرانے عہد کی پیشینگوئیوں کا ایک کِھلا ہؤا پُھول تھا تو یُوحنّا رسُول نئے عہد کی خوشخبری کا پکا ہؤا پھل۔ تواریخ میں بھی وہ اسی طرح مسیح کے دائیں بائیں ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک تو اُس کے آگے آگے اُس کی راہ تیار کرتا ہے۔ دوسرا اُس کے پیچھے آکر اُس کی رسالت کا مطلب ظاہر کرتا ہے۔ یِسُوع میں ہو کر اُن کا آپس میں میل ہؤا۔ دونو اُس کے دوست تھے۔ غالباً بپتسمہ پانے کے دن تک یِسُوع کی اپنے بپتسمہ دینے والے سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اس میں کچھ تعجب نہیں۔ بچپن میں اُن کو ایک دوسرے کے قریب رہنے کا اتفاق نہیں ہؤا تھا۔ علاوہ ازیں، وہ چھوٹی عمر میں ہی جنگل میں رہنے کو چلا گیا۔ ممکن ہے کہ وہ کبھی یِسُوع سے ملنے نہ آیا ہو۔ اور یِسُوع بھی کبھی اُس سے ملنے نہ گیا ہو +

تاہم اُن کی مائیں آپس میں نزدیکی رشتہ دار تھیں۔ چاروں انجیلوں کے

شروع میں ہی اُن دونوں کی پیدائش کا حال بڑی خوبی سے اکٹھا دیا گیا ہے۔ جبرائیل ہی نے دونوں مبارک عورتوں کو مبارک باد دی۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ یہ دونوں بچپنے میں اکٹھے رہتے۔ اگر یہ اکٹھے پرورش پاتے تو نہ معلوم اُن کی سیرتوں پر کیا کچھ اثر ہوتا۔ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی تُند رسخت اور لوگوں سے الگ رہنے والی طبیعت مسیح کی حلیم مزاجی پر کیا اثر کرتی اور مسیح کی خوش طبعی شیریں مزاجی اور محبّت والی طبیعت یوحنّا کے مزاج اور سیرت پر کیا اثر ڈالتی +

آخر کو جب ان دونوں کی باہم ملاقات ہوئی تو یوحنّا پر ایک عجیب اثر ہؤا۔ مسیح کے چہرے ہی میں کچھ ایسی بات تھی جس سے اِس جنگل کے رہنے والے دلیر منّاد پر بھی خوف سا چھا گیا۔ یوحنّا اُس آنے والے کا منتظر اور اُس کی آمد کے لئے چشم براہ تھا جس کا کہ وہ پیشرو تھا۔ ایک دن مسیح نے آکر اُس سے بپتسمہ پانے کی درخواست کی۔ یوحنّا نے اب تک کسی کو بپتسمہ دینے میں تامّل نہ کیا تھا۔ کیونکہ جو کوئی اُس کے پاس آتا اُس کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی پانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ لیکن اس شخص کے چہرہ پر جو اب اُس کے سامنے بپتسمہ لینے کو کھڑا تھا دلی قدسیّت کا ایسا نور چمکتا تھا کہ اُس سے یوحنّا دہشت زدہ سا ہو گیا اور کہنے لگا کہ "میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں"۔ مگر یسُوع نے جواب میں کہا کہ "اب تو ہونے ہی دے"۔ اس بات سے یوحنّا کی دہشت اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ یسُوع نے اُوپر کو آنکھیں اُٹھا کر دُعا کی اور آسمان کُھل گیا اور اُس قدّوس کے سر پر ایک سفید کبوتر آ ٹھیرا۔ روایت ہے کہ اُس نُور سے یردن کی ساری وادی روشن ہوگئی اور خدا کی آواز بھی یہ کہتی سُنائی دی کہ یہ یسُوع میرا پیارا بیٹا ہے +

یوحنّا کے ساتھ یسُوع کی دوستی کا آغاز یُوں ہؤا۔ یہ ایک عجیب موقع تھا۔ صدیوں سے مسیح کے آنے کی پیشینگوئیاں ہو رہی تھیں اور اب یوحنّا نے اُس کو دیکھ لیا۔ اُس نے اُس کو بپتسمہ دے کر اُس کا کارِ منصبی اُس کے سپرد کیا۔ اِسی لئے یوحنّا پیغمبروں میں سب سے بڑا ہے۔ اس نے اُس مسیح کو دیکھا جس کی اُس کے متقدمین نے صرف پیشینگوئی کی تھی۔ مسیح کی اس ملاقات سے یوحنّا کی تُند طبیعت

بہت کچھ نرم ہو گئی ہو گی۔ مسیح اور اُس کے پیشرو کی باہمی دوستی دیر تک نہ رہی۔ لیکن وہ مضبوط اور سچّی تھی۔ اور بہت موقعوں پر اس دوستی کی سچائی اور مضبوطی پرکھی گئی +

یُوحنّا کی مُنادی اور لوگوں کے اُس کے پاس آنے کی خبر یروشلیم تک پہنچی اور سنہڈرین یہودیوں کی ـــــ مجلس نے چند آدمی بیابان کو بھیجے کہ یُوحنّا سے دریافت کریں کہ تو کون ہے۔ اُن کا یہ خیال تھا کہ شاید یہی مسیح نہ ہو۔ اس لئے اُنہوں نے اُس سے چند سوال کئے۔ "کیا تُو ایلیاہ ہے"؟ "کیا تو وہ نبی ہے"؟ "نہیں۔ تو پھر تُو کون ہے؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تُو اپنی نسبت کیا کہتا ہے" +

اِس سے یُوحنّا کو یہ موقع ملا کہ اگر وہ چاہتا تو سب سے اعلےٰ عزّت کا دعویدار ہوتا۔ اُس کو یہ کہنے کا موقع تھا کہ ہاں میں ہی مسیح ہوں یا چُپکا رہتا۔ اور اُن کے اس خیال کو قائم رہنے دیتا۔ اور چونکہ اُن دنوں لوگوں کا یہ عام خیال تھا کہ مسیح ایک دُنیاوی بادشاہت قائم کرنے کو آتا ہے۔ وہ اُس کو تخت پر بٹھانے کی کوشش کرتے۔ لیکن وہ صداقت اور مسیح کا ایسا وفادار تھا کہ اُس کو کیسی ہی آزمائش کیوں نہ ہوئی ہو اُس نے اس موقع کو بالکل جانے دیا اور یہی جواب دیا کہ "بس ایک آواز ہوں"۔ محض ایک آواز۔ اس عجز و انکسار سے اُس نے اپنی حقیقی عظمت کا اظہار کیا +

سچ۔ ایک آواز ہی بڑے بڑے کام کر سکتی ہے وہ ایسے الفاظ بول سکتی ہے جن کی گونج چار دانگ عالم میں پھیل جائے۔ اور وہ ایک عالم کی برکت کا وسیلہ ہوں۔ لوگوں کو کام کرنے کی تحریک دلائے۔ غمزدوں کو تسلّی۔ ناامّیدوں کو اُمّید اور مایوسوں کو ہمّت دے۔ اگر کوئی شخص محض ایک آواز ہو۔ اور اگر اُس آواز میں سچّائی۔ محبّت اور زندگی ہو تو اُس کی خدمت بڑی باا ثر اور کارگر ہو گی +

بائیبل کا زیادہ حِصّہ ایک آواز سا ہے جو گزشتہ زمانہ کی گہرائی میں سے آتی ہے۔ ہم اُن سب مقدّسین کے نام سے بھی آگاہ نہیں۔ جنہوں نے رُوح القدس کی تحریک سے یہ عجیب باتیں قلمبند کیں۔ بہت سے شیریں زبوروں کے لکھنے

والوں کا ہم کو پتہ بھی نہیں۔ لیکن محض اس باعث سے اُن کی قدر کچھ کم نہیں ہوتی نہ اُن کے تسلّی بخش اثر میں کچھ فرق آتا ہے۔ حالانکہ وہ محض آواز ہیں۔ ایک ایسی آواز ہونا بھی جس کو مرد و زن بخوشی سُنیں اور جس کے الفاظ ہر جگہ اپنا عمدہ اثر ڈالیں بڑی بات ہے *

یُوحنّا کا اپنی نسبت یُوں کہنا اُس کی فروتنی پر دال ہے۔ وہ دُنیاوی عزّت وشان کا خواہاں نہ تھا۔ اُس کو لوگوں کی مدح وثنا کی پرواہ نہ تھی۔ ایسی عزّت کی بطالت سے وہ آگاہ تھا۔ اُس کی یہی آرزو تھی کہ میں محض ایک آواز ہوں۔ اور دُنیا کو وہ خوشخبری سُناؤں جس کے سُنانے کو میں آیا ہوں۔ وہ جانتا تھا کہ میں ایک خاص پیغام دینے کو آیا ہوں اور اُس کو اپنی خدمت کی بجاآوری کی فکر تھی۔ اُس کو اس امر کی توچنداں پرواہ نہ تھی کہ میری عزّت اور حیثیّت کیا ہے لیکن اُس کو اس بات کی فکر تھی۔ کہ میں اپنے پیغام کو درستی سے سُناؤں *

ہم میں سے ہر ایک کو خدا کی طرف سے کچھ نہ کچھ پیغام ملا ہے کہ لوگوں کو سُنائیں۔ ہم اس دُنیا میں ایک خاص مطلب اور کام کے لئے آئے ہیں۔ اور خدا اور انسان سے تعلق رکھنے والی ایک خاص خدمت ہمارے سپُرد ہوئی ہے۔ اس امر کا کچھ مضائقہ نہیں کہ ہمارا نام لوگوں میں مشہور ہو یا نہ ہو۔ ہم عزّت اور ناموری پائیں یا لوگ ہمیں نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ لوگ ہمارا پیغام سُن لیں۔ اور اُس کا اثر اُن کی زندگیوں میں ظاہر ہو۔ یُوحنّا ایک لائق اور وفادار آواز تھا اور سچّائی اور خدا کی بادشاہت کے لئے اُس کی آواز صاف اور پُرزور تھی۔ اُس کا کام بادشاہ کے آگے آگے چل کر اُس کے آنے کی خبر دینا اور لوگوں سے یہ کہنا تھا کہ اُس کے آنے کے لئے راہ تیار کرو۔ اُس نے اپنی اس خدمت کو خوب اچھی طرح انجام دیا اور بادشاہ کے آنے پر یُوحنّا کا یہ کام پورا ہُوا *

بھیجے ہوؤں نے اُس سے یہ بھی پُوچھا کہ اگر تُو نہ مسیح ہے اور نہ ایلیاہ تو بپتسمہ کیوں دیتا ہے۔ یُوحنّا نے پھر اپنے دوست کی عزّت کی اور یُوں جواب دیا کہ "میں تو پانی

سے بپتسمہ دیتا ہوں پر تمہارے درمیان ایک کھڑا ہے۔ جس کو تم نہیں جانتے یہ وہی ہے جو میرے بعد آکر بھی مجھ سے زور آور ٹھہرا۔ مَیں اس کی جُوتیاں بھی اُٹھانے کے لائق نہیں"۔ یوحنّا نے مسیح کے ساتھ دوستی رکھنے کا دُنیا کو نمونہ دیا ہے۔ یہ بات کیسی افسوسناک ہے کہ مسیح کے اکثر پیرو یہ سبق نہیں سیکھتے۔ وہ اونچی جگہوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ لوگوں میں بزرگی پائیں۔ اور ہر ایک زبان پر اُنہیں کا ذکر خیر ہو۔ مسیح کے نزدیک وہی لوگ بزرگی پاتے ہیں جو اپنی خودی کو بھول جاتے ہیں۔ تاکہ مسیح عزّت پائے۔ یُوحنّا نے کہا کہ میں اپنے دوست کی جُوتیاں اُٹھانے کے بھی لائق نہیں کیونکہ یہ میرا دوست نہایت عظیم الشّان اور شاہ بلند اقبال اور ہر طرح سے بزرگی اور عزّت کے لائق ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ میرا کام تو صرف ظاہری ہے لیکن تمہارے درمیان ایک ایسا شخص ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ اُس کو دلوں تک پہنچنے کی قدرت حاصل ہے۔ کاش کہ مسیح کا ہر پیرو اس امر کی پہچان پائے کہ مسیح کی خدمت میں اُس کا کیا درجہ ہے۔ یُوحنّا نے مسیح کے حق میں اُس کی آزمائش کے بعد پھر گواہی دی۔ ایک نوجوان کی طرف مخاطب ہو کر اُس نے کہا "کہ دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کے گُناہ اُٹھائے جاتا ہے"۔ یُوں یُوحنّا نے اپنے دوست کی بڑی عزّت کی۔ ہاں اُس دوست کی جو دُنیا کے گُناہ اور غم و رنج کا اُٹھانے والا تھا۔ شاید یُوحنّا کو ابھی تک یہ علم نہ تھا کہ مسیح جہان کے واسطے صلیب پر اپنی جان دیگا۔ تاہم کسی نہ کسی طرح اس کو یہ رویا ملی کہ مسیح اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے بچائے گا اور اس لئے اُن لوگوں کے سامنے جو وہاں کھڑے تھے۔ اُس نے یہ گواہی دی کہ یہ خدا کا بیٹا ہے اور یُوں اپنے دوست کی اَور بھی عزّت کی +

اس کے دو ایک دن بعد یُوحنّا نے اپنے دو شاگردوں سے کہا کہ دیکھو خدا کا برّہ اور پھر اُن سے یہ ہدائیت کی کہ میری پیروی چھوڑ کے مسیح کے پیچھے ہو لو۔ یہ اُس کی شریف دوستی کا ایک اَور ثبوت ہے۔ اُس نے خود اپنے شاگردوں سے کہا کہ نئے مالک کے پیچھے ہولیں۔ ایسا کرنا سہل نہیں ہے۔ اور اپنے دوستوں

کو دوسرے کی خدمت کے لئے دے دینا بڑے حوصلہ کا کام ہے +

یُوحنّا کی دوستی اور وفاداری کا ایک اَور ثبوت یہ ہے۔ یُوحنّا کے شاگرد مسیح کی دن بڑھتی ترقّی اور شہرت پر رشک کھاتے تھے۔ جو بھیڑ کہ پہلے یُوحنّا کے پیچھے آتی تھی۔ اب وہ اُس کے پیچھے ہو لی۔ وہ یُوحنّا سے بڑی محبّت رکھتے تھے اور یہ امر اُن کے حافظہ میں ابھی تازہ تھا کہ مسیح کے کام شروع کرنے سے پیشتر اور بعد میں بھی کیونکر یُوحنّا نے اُس کے حق میں گواہی دی۔ اور لوگوں کی توجّہ اُس کی طرف پھیر دی۔ اس لئے اُن کے نزدیک یہ بات معلوم نہ ہوتی تھی کہ مسیح اپنے دوست اور مددگار کو نقصان پہنچا کر آپ عزّت پائے۔ اگر یُوحنّا ایسا شریف اور یسوع کا وفادار دوست نہ ہوتا تو اپنے شاگردوں کی ایسی باتوں سے ضرور مسیح کے ساتھ اُس کی دوستی میں خلل آجاتا۔ اکثر لوگ ایسی خوشامد آمیز تسلّی سے لاعلاج نقصان کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے کم اندیشوں کی جھوٹی ہمدردی سے رشک کی چنگاری بھڑک کر شعلہ زن ہو جاتی ہے +

لیکن یُوحنّا کے جواب میں بڑی شرافت پائی جاتی ہے۔ ہر دلعزیزی نے اُسے بگاڑا نہیں تھا۔ ایسے شخص بہت کم ہیں۔ جو بڑی بڑی کامیابیاں اور اقبالمندی پاکر بھی حلیم اور فروتن اور منکسرالمزاج بنے رہیں۔ شہرت اور ہر دلعزیزی جاتے رہنے کا وقت اس سے بھی بڑھ کر سیرت کا معیار ہے۔ خصوصاً جب کوئی اَور یہ ہر دلعزیزی پاتا ہو۔ ایسی حالت میں بہت کم شخص اپنی شیریں مزاجی کو قائم رکھتے بلکہ اُلٹے تلخ مزاج ہو جاتے ہیں +

یُوحنّا ان دونو کسوٹیوں پر پُورا اُترا۔ ہر دلعزیزی سے وہ مغرور نہ ہؤا۔ اُس کے جاتے رہنے سے اُس کا مزاج تلخ نہ ہؤا۔ ہر حالت میں وہ حلیم اور شیریں مزاج بنا رہا۔ اِس کا بھید یہ تھا کہ وہ اپنی رسالت میں وفادار رہا۔ اُس نے ایک موقع پر فرمایا کہ "انسان کچھ پا نہیں سکتا جب تک اُس کو آسمان سے نہ دیا جائے"۔ جو عزّت اور رعب اُس کو لوگوں پر حاصل تھا وہ اُس کو آسمان سے دیا گیا تھا۔ اب وہ عزّت اُس سے چھین کر مسیح کو دی گئی۔ جو کچھ خدا کی طرف سے ہؤا وہ درست تھا اور اُس میں بگلہ

کرنا واجب نہ تھا +

پھر یوحنّا نے اپنے دوستوں کو صاف صاف یاد دلایا کہ میں مسیح نہیں ہوں بلکہ اُس کا پیشرو۔ اُس نے مسیح کے ساتھ اپنا تعلق بڑے مؤثر طور سے ظاہر کیا۔ یسوع دُولھا لیکن یُوحنّا صرف دُولھا کا دوست تھا جو دُولھا کی عزّت سے خوش ہوتا ہے۔ واجب بھی یہی تھا کہ دُولھا عزّت پائے اور اُس کا دوست پیچھے کو ہٹ جائے۔ دُولہا دُولہا ہی کی پکار ہو اور اُس کا دوست فراموش کیا جائے۔ مسیح کے عزّت و شہرت پانے پر یُوحنّا نے خوشی کرنے سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ حالانکہ وہ خود ایسی شہرت پانے کے بعد لوگوں کی یاد سے جاتا رہا۔ ”ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں“۔ یُوحنّا کا کام تو پُورا ہو گیا اور مسیح کا کام ابھی شروع ہؤا تھا۔ یُوحنّا اس بات کو سمجھتا تھا اور اُس نے اپنے دوست کے عزّت و شہرت پانے پر ایسی وفاداری اور دلدادگی سے جس کی کہیں اور نظیر نہیں ملتی خوشی کا اظہار کیا۔ حالانکہ اس سے اُس کی اپنی عزّت کم ہو رہی تھی +

ہمیشہ کے لئے یہ شریف دوستی زندگی کا نمونہ ہے۔ رشک سے انسانی دوستی میں خلل آ جاتا ہے۔ کسی دوسرے کی عزّت و شان کے لئے جب کہ وہ ہماری ہی جگہ لے رہا ہو وفاداری سے کام کرنا مشکل ہے۔ دوستی کا تو کیا ذکر ہر کہیں رشک مطعون اور خدا کے ناپسند ہے۔ مسیح کے ساتھ دوستی میں بھی ہم کو محتاط رہنا چاہئے۔ کہ کہیں خودی ہماری دوستی میں نہ آ جائے۔ اُسی کی عزّت اور بادشاہت کی ترقی کا فکر رکھنا اور اپنا خیال نہ کرنا چاہئے +

مسیح کے ساتھ یُوحنّا کی دوستی کا تو اتنا بیان ہو لیا پر ہم دیکھتے ہیں کہ کئی موقعوں پر مسیح نے بھی یُوحنّا کے لئے بڑی گہری دوستی کا اظہار کیا۔ یُوحنّا کا قید ہونا ایک بڑا دردانگیز واقع ہے۔ جو اُس کی صداقت کی دیانتداری سے منادی کرنے کا باعث واقع ہؤا تھا۔ بلحاظ اِن تمام واقعات کے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اپنی قید کی تنہائی میں اُس کے دل میں یہ شک گزرا ہو کہ آیا یسوع سچ مسیح موعود ہے لیکن یاد رہے کہ اس دردانگیز وقت میں بھی یُوحنّا یسوع کا وفادار دوست رہا۔ جب اُس کے دل میں شبہ پیدا ہؤا تو اُس نے براہ راست یسوع سے پچھوا بھیجا۔ کاش کہ

Scanned with CamScanner

وہ سب جن کے دل میں رُوحانی باتوں کی نسبت شک و شُبہ پیدا ہو ایسا ہی کریں تو ہر حالت میں نتیجہ اچھّا ہو۔ کیونکہ مسیح شکّی دلوں کو ہر حالت میں تسلّی دینا جانتا ہے +

یُوحنّا کے بھیجے ہوؤں کی واپسی پر یسُوع نے وہ پُر زور کلمات فرمائے جن سے اُس کی اپنے پیشرو سے حقیقی دوستی ظاہر ہوتی ہے۔ یُوحنّا کے شک لانے سے مالک کے دل سے اُس کی جگہ جاتی نہ رہی۔ یسُوع جانتا تھا کہ یُوحنّا کے سوال پُوچھنے سے میرے شاگرد اُس کو کچھ نظرِ حقارت سے دیکھینگے۔ اس لئے یُوحنّا کے بھیجے ہوؤں کے جاتے ہی اُس نے یُوحنّا کی تعریف شروع کی۔ دوست کی غیر حاضری میں اُس کی تعریف کرنا دوستی کا ثبوت ہے۔ اکثر ظاہری دوستیاں اس کسوٹی پر پوری نہیں اُترینگی۔ یُوحنّا کے شک لانے پر یسُوع نے ملامت کی ایک بات بھی نہ کہی۔ بلکہ اس کی حد درجہ کی تعریف کی۔ اس نے اس کی مضبوطی اور اُس کے قائم رہنے کا ذکر کیا۔ یُوحنّا سر کنڈا نہ تھا جو ہوا کے جھونکے سے ہلے۔ نہ وہ کوئی خود پسند اور اپنے راحت و آرام کا طالب تھا بلکہ وہ ہر قسم کی خود انکاری اور مصیبتوں کی برداشت کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ یسُوع نے یُوحنّا کی اِن صفات پر یہ صفت ایزاد کی کہ اس دُنیا میں یُوحنّا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہوا بے شک یہ سچّی تعریف ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یسُوع نے اپنے اُس دوست کی جو راستبازی کی خاطر دُکھ اُٹھا رہا تھا۔ دوستی کا حق پُورا کیا +

ایک اور واقع سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسُوع یُوحنّا سے کیسی محبت کرتا تھا۔ یُوحنّا کی موت کے بعد یُوں ہؤا کہ اُس مرحوم نبی کے دوست قید خانہ میں جمع ہوئے اور اپنے اُستاد کے بے سر بدن کو لے جا کر بڑے غم اور عزّت سے دفنایا۔ پھر اُنہوں نے جا کر یسُوع کو اس ماجرے کی خبر دی۔ انجیل میں یُوں لکھا ہے کہ یہ سُنتے ہی یسُوع کشتی میں بیٹھ کر اکیلا ویرانہ میں چلا گیا۔ اپنے دوست کی افسوسناک موت کی خبر سُن کر اُسے ایسا رنج ہؤا کہ اُس نے تنہائی پسند کی۔ یہودیوں نے اُس کو لعزر کی قبر پر روتے دیکھ کر کہا کہ "دیکھو وہ اُسے کیسا پیار کرتا تھا"۔ یُوحنّا کی

موت کی خبر کے پانے پر یسوع کے رونے کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن وہ فوراً لوگوں سے جُدا ہو گیا تاکہ اکیلا ہو اور کوئی اُس کے رنج کو نہ دیکھے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اکیلے ہو کر وہ رویا کیونکہ یُوحنّا کو پیار کرتا تھا اور اُس کی موت پر متاسّف ہوُا +

یسُوع اور یُوحنّا کی دوستی کا بیان بڑا دلکش ہے۔ یُوحنّا کی وفاداری اور صدقدلی سے یسُوع کو بڑی تسلّی ملی ہوگی۔ اور یُوحنّا کے لئے مسیح کی دوستی بڑی خوشی کا وسیلہ ہوئی ہوگی +

یُوحنّا کے دردانگیز بیان پڑھنے سے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اُس کی موت بے وقت واقع ہوئی۔ جب اُس نے اپنی خدمت شروع کی تو کامیابی کی ہر صورت تھی۔ کچھ مدت تک وہ بڑے زور سے منادی کرتا رہا۔ اور ہزاروں اُس کی سُننے کو آتے تھے۔ پھر اُس کی شہرت کم ہونے لگی اور تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ زندان میں ڈالا گیا۔ اور پھر بڑی بے رحمی سے مارا گیا +

ہمارا دل کہتا ہے کہ کیا یہ تھوڑی سی خدمت اس لائق ہے۔ کہ انسان پیدا ہو اور اتنی تکلیفیں اُٹھا کر اس کے لئے تیار ہو۔ اس سوال کا ہم یہی جواب دے سکتے ہیں کہ یُوحنّا اپنا کام پُورا کر چکا تھا۔ وہ دُنیا میں صرف یہ کام کرنے کے لئے خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا کہ مسیح کے لئے راہ تیار کرے۔ مسیح کے آنے پر یُوحنّا کا کام پورا ہوُا۔ وہ مسیح کا دوست ہو کر بہشت میں داخل ہوُا اور دوسرے عالم میں شائد اب بھی اپنے خداوند کی خدمت میں لگا ہے +

# باب - ۲

## مسیح کا پیارا شاگرد یوحنّا رسول

محبّت سی دُنیا گویا نئی زندگی پا رہی ہے۔ یہ عظیم تبدیلی خدا کی محبت سے واقع ہو رہی ہے۔ مسیح کے پیشتر دُنیا میں محبّت نہ تھی۔ البتہ نوع انسان میں محبّت ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ یعنی حُب پدری۔ حُب مادری۔ حُب برادری۔ حُب وطن۔ اور ہاں صادق۔ پُر وفا اور مستقل انسانی دوستوں کے اکثر تذکرے پائے جاتے ہیں۔ دُنیا میں محبّت طبعی تو ہمیشہ سے ہے۔ لیکن مسیح کے آنے تک مسیحی محبّت نہ تھی +

یسُوع کا مجسّم ہونا دُنیا میں خُدا کی محبت کا ظاہر ہونا تھا تینتیس برس یسُوع دُنیا میں رہا۔ اور اپنے ہر قول اور فعل اور اپنی زندگی کے مبارک اثر سے محبت کا اظہار کرتا رہا۔ صلیب پر اُس کے دل کے چھد جانے سے اُس کی محبّت دُنیا میں پھیل گئی۔ جیسے مریم کی عطر دانی کے کھُلنے سے سارا مکان مہک گیا۔ ویسے ہی خُدا کی محبت سے جو مسیح کی زندگی اور موت میں ظاہر ہوئی دُنیا معمور ہو رہی ہے +

یسُوع نے اپنی محبت انسانی دلوں میں ڈالی تاکہ ساری دُنیا میں اُس کا اشتہار ہو۔ اور اُس سے فوراً ایک عجیب تبدیلی واقع ہوئی۔ پینتیکوست سے بعد کی نو ارسیخ کلیسیا مسیح کے شاگردوں میں ایک ایسی رُوح کا اظہار کرتی ہے جو دُنیا نے کبھی پیشتر دیکھی نہ تھی۔ اُن کی سب چیزیں مشترکہ تھیں۔ زور آور کمزوروں کی مدد کرتے تھے۔ اُن میں ایسا اتّفاق و اتّحاد تھا جو سچ مچ آسمان پر کا نمونہ تھا۔ تب سے آج کے دن تک محبّت کا خمیر کام کر رہا ہے۔ اُس کا اثر زندگی کے تمام صیغوں میں پایا جاتا ہے۔ فن۔ علم ادب۔ موسیقی۔ قوانین۔ تعلیم اور اخلاق میں۔ ہر ایک ہسپتال یتیم خانہ۔ پاگل خانہ اور اصلاح خانہ مسیح کی

Scanned with CamScanner

محبت کی تحریک سے قائم ہوا ہے۔ اس الٰہی محبت کے قوموں میں کام کرنے کا نتیجہ وما حصل مسیحی تہذیب ہے +

مسیح کی محبت کے دنیا میں پھیلانے اور اُس کے معنی بتانے میں شائد کسی اَور شاگرد نے اتنا کام نہیں کیا جتنا مسیح کے اس پیارے شاگرد نے کلیسیا کے قائم کرنے میں پطرس ایک بڑی طاقت تھا اور پولوس میں بھی بڑا مشنری جوش تھا اور اُس نے مسیحیت کی منادی زمین کی حدوں تک کی۔ یہ دونو رسول اپنی جگہ اور کام میں بڑے تھے۔ لیکن یُوحنّا نے دُنیا کو محبت کی برکت دینے میں اُن دونو سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ اُس کا اثر ہر کہیں پایا جاتا ہے۔ سارے شاگردوں میں زیادہ وہی یِسُوع کی مانند ہے۔ اُس کا اثر بنی آدم میں آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے۔ مسیحیوں میں محبت کی رُوح کے بڑھنے۔ بنی آدم کی فلاح و بہبودی کی کوششیں کرنے اور اس خیال کے جگہ پکڑنے سے اُس کا اظہار ہو رہا ہے۔ کہ مسیحی قوموں کے مابین جنگ قطعی ترک ہونا اور جھگڑوں کا فیصلہ بذریعہ پنچائت کے ہونا چاہیئے اور کہ تمام بنی آدم اعضائے یک دیگر اند۔

یِسُوع اور یُوحنّا کی اس دوستی کا تذکرہ نہایت دلچسپ ہوگا۔ کیونکہ اس مقدس دوستی میں یُوحنّا نے وہ کچھ سیکھا جو اُس نے اپنی زندگی اور کلام سے دُنیا پر ظاہر کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ اس دوستی کا آغاز کب ہوا۔ ایک دن یُوحنّا بپتسمہ دینے والا یردن کے کنارے اپنے دو شاگردوں کے ہمراہ کھڑا تھا۔ اُن میں سے ایک تو اندریاس تھا اور دوسرا ہم جانتے ہیں کہ یُوحنّا۔ کیونکہ یُوحنّا کی انجیل میں جہاں اس واقعہ کا ذکر قلمبند ہے دوسرے شاگرد کا نام نہیں دیا گیا۔ اِن دونو جوانوں نے ابھی تک یِسُوع کو دیکھا نہ تھا۔ لیکن یُوحنّا بپتسمہ دینے والا اُس کو جانتا تھا اور جب یِسُوع وہاں سے گزرا تو اُس نے اُس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ "دیکھو خدا کا برّہ"!

یہ دونو جوان یِسُوع سے بات کرنے کی غرض سے اُس کے پیچھے ہو لئے۔ ان کے قدموں کی آواز سُن کر یِسُوع نے پیچھے کو مُڑ کر دیکھا۔ اور اُن سے کہا کہ

تم کیا چاہتے ہو؟ اُنہوں نے دریافت کیا کہ اَے اُستاد تُو کہاں رہتا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ کہ "آؤ اور دیکھو" اُنہوں نے اُس کی دعوت بڑی خوشی سے قبول کی اور شام تک اُس کے ہاں ٹھیرے رہے۔ اس مبارک وقت میں جو کچھ گذرا اُس کا بیان کہیں درج نہیں۔ اگرچہ یہ معلوم کرنا بڑا دلچسپ ہوتا کہ یسُوع نے اپنے مہمانوں سے کیا فرمایا۔ مگر اُس کا تحریری حال کہیں نہیں پایا جاتا۔ تو بھی ہمیں یقین ہے کہ اس ملاقات سے یُوحنّا پر بڑا اثر ہُوا +

ہماری زندگی کے اکثر دن کسی خاص واقع سے نامدار نہیں۔ ہزاروں دن ایک سے ہی ہوتے ہیں۔ تاہم عموماً ہر ایک کی زندگی میں دو ایک دن ضرور کسی خاص واقع یا بات کے لئے نامدار ہوتے ہیں۔ کسی ایسے شخص سے پہلی ملاقات کے لئے کہ جس سے بعد میں زندگی بھر سابقہ رہے۔ یا اُس سے خاص گہری دوستی ہو جائے۔ یا کسی نئی صداقت کے ظاہر ہونے یا کسی ایسے فیصلہ کے لئے کہ جو بڑی برکت کا موجب ہو۔ ایسا دن اَور دنوں سے جُدا۔ الگ اور ممیّز رہتا ہے +

یُوحنّا کو عمر کی درازی نصیب ہوئی۔ لیکن اپنے آخری دن تک وہ اُس دن کو یاد کرتا ہوگا۔ جب کہ اُس نے یسُوع سے پہلی ملاقات کی اور اُس کے ساتھ ایسی مُبارک دوستی کا آغاز ہُوا۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ جیسے پہلی ملاقات میں ہی داؤد یونتن کو جان سا عزیز ہو گیا۔ ویسے ہی پہلی ملاقات میں ہی یُوحنّا اور یسُوع کے مابین وہ مقدس دوستی قائم ہو گئی جو یُوحنّا کی زندگی کے لئے بڑی بھاری برکت کا موجب ٹھیری +

یُوحنّا اپنے آپ کو اکثر اس نام سے لکھتا ہے کہ "وہ شاگرد جسے یسُوع پیار کرتا تھا" اس تعریف سے اُس کو خداوند کے خاص دوستوں میں بھی امتیاز ملتا ہے۔ یسُوع تمام رسُولوں کو پیار کرتا تھا لیکن اُس کے تین خاص رسُول تھے جو گویا اندرونی حلقہ سے متعلق تھے۔ ان تینوں میں یُوحنّا سب سے پیارا تھا۔ ہم کو معلوم نہیں کہ یُوحنّا میں ایسی کونسی صفت تھی کہ جس سے اُس کو ایسی عزت ملی۔ غالباً وہ یسُوع کا خالہ زاد بھائی تھا۔ کیونکہ اکثروں کا خیال ہے کہ یسُوع اور یُوحنّا

کی مائیں آپس میں بہنیں تھیں۔ لیکن یہ رشتہ داری اُن کی اس محبت کی وجہ ہو نہیں ہو سکتی۔ یُوحنّا میں ضرور کوئی ایسی صفات ہونگی جن سے وہ یِسُوع کا ایسا ہمراز دوست ہونے کے قابل ٹھیرا۔

ہم جانتے ہیں کہ یُوحنّا کے اطوار بڑے دل رُبا تھے۔ وہ محض ایک مچھوا تھا اور جوانی میں اُس کو علم یا تربیت پانے کے موقعے نصیب نہ ہوئے۔ اگر مریم اور سلومی آپس میں بہنیں تھیں تو پھر یِسُوع اور یُوحنّا دونوں داؤد کی نسل سے ہوئے۔ ایسی شریف شاہی اور بزرگ نسل سے ہونا بھی بڑی بات بھی ہے۔ یُوحنّا معمولی آدمیوں سے بیشک نرالا تھا۔ اپنی ذات اور فطرت کے لحاظ سے وہ بڑا ہمدرد اور دوست ہونے کے قابل تھا۔

یُوحنّا کی تصنیفات کے مطالعہ سے ہمارے سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ اپنی انجیل میں وہ کبھی بھی اپنا ذکر نام لے کر نہیں کرتا تاہم اُس کے مطالعہ سے اُس کی شیریں مزاجی ظاہر ہے۔ بعض کھیت اور مرغزار بوئے خوشگوار سے مہکے ہوتے ہیں اور ایک بھی پھول نظر نہیں آتا۔ پر غور سے دیکھنے پر چھوٹے چھوٹے پھول لمبے لمبے گھاس میں چھپے ملتے ہیں۔ ہر ایک قوم میں ایسے غریب مزاج شخص ملتے ہیں کہ جن کے نام سے لوگ واقف نہیں۔ لیکن اُن کا اثر چاروں طرف پڑتا ہے۔ یُوحنّا کی انجیل کا بھی یہی حال ہے۔ اُس کے لکھنے والے کا نام کہیں ظاہر نہیں ہوتا۔ لیکن اُس کی رُوح کا اثر ساری کتاب میں پایا جاتا ہے۔

اپنے آپ کو وہ جس پیرایہ میں ظاہر کرتا ہے اُس سے اُس کی سیرت کا پتہ لگتا ہے۔ مصنّف اپنے آپ کو چھپاتا ہے کہ یِسُوع کا نام اور اُس کا جلال روشن ہو اکثر دیندار اپنے خداوند کو بزرگی دیتے وقت بھی اپنا نام روشن حروف میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی اُستاد کو دیکھے وہ اُس کے دوست کو بھی دیکھ لے۔ یُوحنّا میں یہ رُوح بالکل مفقود ہے۔ جب یُوحنّا بپتسمہ دینے والے سے اُس کا نام پُوچھا گیا۔ تو اُس نے بتانے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں محض ایک آواز ہوں کہ بادشاہ کے آنے کا اعلان کروں۔ ویسے ہی یُوحنّا رسول بھی اپنا ذکر یُوں کرتا ہے کہ میں وہ ہوں جس کو اُستاد

پیار کرتا ہے ۔

یاد رہے کہ وہ یہ نہیں کہتا کہ میں وہ شاگرد ہوں جو یسوع کو پیار کرتا ہے اس سے تو فخر پایا جاتا کہ میں اور شاگردوں کی نسبت خداوند کو زیادہ پیار کرتا ہوں بلکہ یہ کہ وہ شاگرد جس کو یسوع پیار کرتا ہے۔ اس امتیاز سے سلامتی کا ایک بڑا بھید پایا جاتا ہے۔ ہماری اُمید اس میں نہیں کہ ہم یسوع کو پیار کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں کہ وہ ہمکو پیار کرتا ہے۔ ہماری بہتر سے بہتر محبت متلوّن اور بے ٹھکانا ہے۔ ایک دن تو وہ جوش و خوشی سے شعلہ انگیز ہے اور ہم دعوے کرتے ہیں کہ مسیح کی خاطر ہم جان دینے کو بھی تیار ہیں۔ اور دوسرے ہی روز کسی مایوسی دبے ہمتی کے وقت ہم کو شک پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم اُس سے محبت بھی رکھتے ہیں یا نہیں اگر سلامتی ہمارے مسیح سے محبت کرنے پر موقوف ہو تو وہ ویسی ہی متلوّن ہوگی جیسے ہمارے دل کی حالت۔ لیکن اگر مسیح کی محبت پر ہمارا تکیہ اور انحصار ہو تو کسی قسم کی دُنیوی تبدیلی سے ہمارے اطمینان میں فرق نہیں آئیگا ۔

اسی لئے یُوحنا کا مزاج بڑا سلیم اور اُس کا دل پُر اطمینان تھا۔ وہ غریبی اور فروتنی سے بھی خوش تھا وہ تکیہ اور بھروسہ کرنا جانتا تھا۔ وہ بڑا حلیم مزاج اور رُوحانی شخص تھا کسی صورت سے وہ کمزور اور نامرد نہ تھا ۔ جیسا کہ اُس کی بعض تصویروں سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال نہ صرف محض غلط بلکہ اہانت کرنے والا ہے۔ یُوحنا بڑا شریف اور صاحب اقتدار تھا۔ اُس کی خاموش طبیعت اور شیریں مزاج کے تلے ایک بڑی جوشیلی رُوح تھی۔ لیکن وہ مرد محبت تھا۔ اُس نے الٰہی اطمینان کے سبق سیکھ لئے تھے اور اپنے آپ پر اُس کو قابو حاصل تھا ۔

اِن باتوں سے اس شخص کی سیرت کا پتہ ملتا ہے جس کو یسوع پیار کرتا تھا اور جس کو اُس نے اپنی گہری دوستی میں لیا۔ جب یسوع اُس کو اوّل اوّل ملا۔ تو یُوحنا محض ایک لڑکا تھا۔ یسوع کی صحبت میں ہی اُس نے ترقّی کی۔ جس دن یُوحنا پہلی دفعہ یسوع کے مکان پر اُس کے پاس بیٹھا تو وہ اُس کی باتیں غور سے

Scanned with CamScanner

سُنتا تھا۔ اُس کی سیرت میں ترقّی اور سعادت مندی کے آثار تھے۔ اب یُوحنّا کی جو تصویر ہمیں نظر آتی ہے وہ اُس وقت کی ہے جب کہ مسیح کی محبت میں وہ نشوونما پا چُکا تھا۔ وہ یسُوع کی تربیت کا پھل ہے۔ دن بدن اُس کی جوان رُوح خداوند کی ہر ایک تحریک کا جواب دیتی اور نہائت خوب صورت بنتی گئی۔ بلاریب یُوحنّا کی وہ صفت جس سے وہ یسُوع کا ایسا دوست بننے کے قابل ٹھیرا اُس کی صاف دلی تھی۔ جس امر کا یسُوع اشارہ بھی کرتا وہ اُس کو سمجھتا اور اُس کو عمل میں لاتا بھی تھا ✦

اس تین سال کی دوستی کا بیان بڑا ہی دلچسپ ہوتا لیکن اُس کا بہت ہی تھوڑا ذکر قلمبند کیا گیا ہے۔ پہلی ملاقات سے چند مہینہ بعد سمندر کے کنارے پھر اُن کی ملاقات ہوئی۔ بعض وجوہات سے یُوحنّا اور اُس کے رفیقوں نے مچھلیاں پکڑنے کا کام پھر اختیار کر لیا تھا۔ علی الصّباح یسُوع نے آکر دیکھا کہ رات بھر کی بے پھل محنت کے بعد وہ بڑے مایوس اور شکستہ دل ہو رہے ہیں۔ اس پر اُس نے حوصلہ دیکر کہا کہ گہرے پانی میں جا کر فلاں جگہ پھر جال ڈالو۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ اُن کا جال مچھلیوں سے پُر ہو گیا۔ اس الٰہی قدرت کے اظہار سے مچھووں پر بڑا اثر ہؤا۔ پھر یسُوع نے اُن سے کہا۔ کہ میرے پیچھے آؤ اور میں تُم کو آدمیوں کا مچھوا بناؤنگا۔ اور وہ اپنی کشتی چھوڑ کر فوراً مسیح کے پیچھے ہو لئے ✦

اب یُوحنّا سب کچھ چھوڑ کر مسیح کے ساتھ ہو لیا وہ شب و روز اُسی کے پاس رہتا اور ہر کہیں اُس کے ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ وہ اُس کے مدرسہ میں تھا اور بڑا تیز فہم طالب علم تھا۔ اُس کے کچھ عرصہ بعد اُسے ایک اور بلاہٹ آئی۔ یسُوع نے اپنے بارہ رسول چُنے اور اُن میں یہ پیارا شاگرد بھی تھا اس انتخاب اور بلاہٹ سے اُس کو مسیح کی اور بھی قربت حاصل ہوئی۔ اب ہر دم مسیح کے ساتھ ساتھ رہنے سے اُس کی سیرت کی تبدیلی اور بھی جلد واقع ہونے لگی ✦

یُوحنّا اور اُس کے بھائی یعقوب دونو کو ایک عجیب لقب دیا گیا ہے۔ یسُوع نے اُن کو بُوانرگیس یعنی ابنِ رعد کا نام دیا۔ اس نام دینے سے یسُوع کی ضرور کوئی خاص مراد ہوگی۔ شائد رعد سے ہمّت اور کام کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ کہ یُوحنّا

کی رُوح میں آگ کا سا جوش تھا۔ یُوحنّا کی تصنیفات سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی بابت یہ بات ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ وہ ایسا مرد محبّت معلوم ہوتا ہے کہ ہم سمجھ نہیں سکتے کہ کوئی متضاد صفت بھی اُس میں ہو سکتی ہے۔ لیکن اس امر کی شہادت ہمارے پاس ہے کہ طبیعتاً وہ بڑا جوشیلا تھا۔ لیکن اس جوش پر اُس کو قابو حاصل تھا۔ یُوحنّا کی سیرت کا اندازہ ہم اُس کی تصنیفات سے لگاتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ بڑھاپے میں لکھی گئیں۔ جب کہ وہ محبّت کے سبق بخوبی سیکھ چُکا تھا۔ جوانی میں وہ بڑا تیز مزاج اور جوشیلا تھا۔ یِسُوع کی زیرِ تربیت اُس نے اپنے مزاج پر پُورا پُورا قابو پایا۔ اس تیز مزاجی کی مثال ایک مشہور واقعہ سے ملتی ہے۔ کسی گاؤں کے لوگوں نے خداوند کو قبول کرنے سے انکار کیا اور یُوحنّا اور اُس کے بھائی نے چاہا۔ کہ آسمان سے آگ نازل کروا کر اُن کو تباہ کر ڈالیں۔ لیکن یِسُوع نے اُن کو یاد دلایا کہ میں دُنیا میں لوگوں کو تباہ کرنے نہیں بلکہ اُن کے بچانے کو آیا ہوں ۔

ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ اُس کے رسولِ محبّت بننے سے پیشتر خداوند کو کتنی دفعہ اُسے یہ سبق سکھانا پڑا۔ مقدس پولوس نے اپنے بڑھاپے میں کہا کہ میں نے یہ سیکھا ہے۔ کہ خواہ کسی حالت میں ہوؤں۔ اُسی میں خوش رہوں۔ یہ واقعہ ہماری تسلّی کا موجب ہے۔ کہ وہ ہمیشہ یُوں کہنے کے قابل نہ تھا اور کہ اُس کو بھی یہ سبق ایسے ہی سیکھنا پڑا جیسے ہمیں سیکھنا پڑتا ہے۔ اس امر سے بھی ہم کو تسلّی ملتی ہے کہ یُوحنّا کو بھی محبّت و حلیمی کا سبق سیکھنا پڑا۔ اور یہ سبق سہل نہ تھا ۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یِسُوع کی دوستی کے وسیلے یُوحنّا نے یہ شیریں مزاجی اور محبّت کرنے والی طبیعت پائی۔ سعدی کے یہ اشعار کیسے معنی خیز ہیں۔

گلے خوشبوئے در حمّام روزے  رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری  کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم  ولیکن مُدّتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد  دگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یُوحنّا کو یِسُوع کے ساتھ دلی قربت حاصل تھی۔ اور اس حلیم دل کی محبّت نے

اُس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ اور اُس کی صورت بدل دی۔ جو شخص محبّت کا یہ سبق سیکھنا چاہیئے وہ اس راز کو سمجھ لے۔ یسوع میں قائم رہنے سے یسوع بھی ہم میں قائم رہتا ہے اور اُس کے ہم میں قائم رہنے سے ہم اُس کی صورت پر ڈھلتے جاتے ہیں۔ یسوع کے محبّ خاص ہونے کے باعث یُوحنّا کو بڑے بڑے مبارک تجربے نصیب ہوئے اُس کی صورت بدلنے کا وہ شاہد تھا جب کہ ایک ساعت کے لئے مسیح کا اصلی جلال اُس کے جسم کے جامہ میں سے ظاہر ہؤا۔ اس رویا کو یُوحنّا کبھی نہ بھُولا۔ اُس کا اثر اُس کے دل پر بڑا گہرا ہؤا۔ جب یسوع نے گتسمنی میں ایذا اُٹھائی تو وہاں بھی یہ یسوع کے نزدیک تھا اور محبّت سے اُس کو تسلّی دیتا تھا +

اس آخری تجربہ سے اشارہ ملتا ہے کہ یسوع اور یُوحنّا کی دوستی کس قسم کی تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دوستی یُوحنّا کے لئے بڑی برکت اور راحت کا موجب تھی اور اس سے اُس کی ساری سیرت بدل گئی۔ لیکن یہ دوستی یسوع کے لئے کیا تھی؟ اُس کے لئے بھی وہ ضرور باعث راحت تھی۔ اُس کا دل بھی محبّت وہمدردی کا خواہاں تھا۔ گتسمنی کے دُکھ کا سب سے بڑا غم آمیز جزو یسوع کی مایوسی تھا۔ جب کہ وہ محبّت کا بھُوکا تسلّی اور قوّت پانے کی اُمّید سے اپنے تین چُنے ہوئے شاگردوں کے پاس آیا اور اُن کو سوتے پایا +

یُوحنّا جو عشاء کے وقت یسوع کی چھاتی پر تکیہ کئے ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کی یہی تصویر اکثر ہمارے ذہن میں رہتی ہے۔ یہ جگہ بھروسہ اور اعتبار کی ہے۔ وہی لوگ چھاتی پر سر رکھتے ہیں۔ جن کو بڑا اُنس اور محبّت ہو۔ دل کے نزدیک یہ محبّت کی جگہ ہے۔ ہاں یہ جگہ سلامتی کی ہے۔ کیونکہ وہ ابدی بازوؤں کی آغوش میں ہے اور اس پناہ میں اُس کا بال بیکا نہیں ہوسکتا۔ جس رات یُوحنّا یسوع کی چھاتی پر تکیہ کئے بیٹھا تھا۔ وہ دُنیا میں سب سے تاریک رات گزری ہے۔ تمام غمزدہ ایمانداروں کے لئے تسلّی کی جگہ یہی ہے۔ اور اس چھاتی پر ابھی اور بہت ایمانداروں کے لئے جگہ ہے۔ یُوحنّا یسوع کی چھاتی پر تکیہ کئے ہوئے تھا۔ ہاں کمزوری زور پر اور ناتوانی قادر مطلق کی مدد پر تکیہ کئے ہوئے تھی۔ ہمیں بھی سیکھنا چاہیئے کہ اپنا سارا بوجھ مسیح پر

ڈال دیں اور اُسی پر تکیہ کریں۔ کیونکہ یہ مسیحی ایمان کا استحقاق ہے +

ایک موقع پر تو یوحنا اپنی معمولی فروتنی کو بھول گیا تھا۔ نئی بادشاہت میں سب سے اعلےٰ جگہ پانے کے لئے اُس نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر درخواست کی۔ یہ صرف ایک شہادت اس امر کی ہے کہ یوحنا بھی ہمارا سا مزاج رکھتا تھا۔ یسوع کو اُن شاگردوں پر ترس سا آیا۔ اور اُس نے اُن سے بڑی حلیمی سے کہا۔ کہ "تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو"۔ پھر اُس نے اُن سے سمجھایا کہ بڑی جگہیں محنت و مشقت اور خدمت و تکلیف اُٹھانے سے ملتی ہیں۔ آخری عمر میں یوحنا نے خداوند کے اِن الفاظ کا مفہوم سمجھا۔ اُس نے مسیح کے نزدیک ترین جگہ پائی۔ لیکن کسی دُنیوی تخت کے زینہ پر نہیں۔ یہ نزدیکی محبت کی تھی اور اُس کا زینہ فروتنی۔ خود فراموشی اور خدمت تھی +

آخری دم منظروں میں یوحنا کے ساتھ ٹھیرنے سے یسوع کو بڑی تسلی ہوئی ہوگی۔ اگروہ اور رسولوں کے ہمراہ باغ سے ایک دم کے لئے بھاگ گیا۔ تو وہ فوراً واپس ہوا۔ کیونکہ وہ خداوند کی آخری عدالت کے وقت اُس کے ساتھ تھا۔ اور پھر صلیب پر سے یسوع نے دیکھا کہ اُس کے عزیز دوستوں کا ایک گروہ بہ دل شکستہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور ان دوستوں میں یوحنا بھی تھا۔ یسوع نے جب اپنی ماں کو یوحنا کے سپرد کیا اور اُسے اُس کو اپنے ہاں لے جاتے دیکھا تو اُسکے دل سے ایک بڑا بوجھ اُتر گیا۔ دوستی کا یہ ایک اعلےٰ اظہار تھا کہ اُس نے اپنے تمام دوستوں میں سے یوحنا کو چُنا کہ "عورتوں میں سے اُس مبارک" خاتون کو پناہ دینے کا مقدس نصیب پائے +

یسوع اور یوحنا کی اس دلکش دوستی کے بیان سے ظاہر ہے کہ ہر ایک مسیحی کیلئے اپنی اپنی جگہ کیا کچھ ممکن ہے۔ ہر مسیحی کے لئے مقدس یوحنا بن جانا تو ممکن نہیں۔ لیکن یسوع کے ساتھ خالص اور گہری محبت رکھنا ہر ایک مسیحی کا استحقاق اور حصہ ہے۔ اور جو کوئی اس دوستی کے زمرہ میں داخل ہوگا وہ اپنے دوست کی صورت پر ڈھلتا جائے گا +

Scanned with CamScanner

# باب - ۳

## پطرس

نئے عہد نامہ میں شمعون کا ذکر اوّل اوّل اُس موقع پر آتا ہے جبکہ یردن کے کنارے اُس کی یسوع کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اُس کا بھائی اُس کو وہاں لایا تھا۔ وہیں ایک ایسی دوستی پیدا ہو گئی جو نہ صرف شمعون کے لئے نہائت ضروری اور مفید بلکہ ساری دُنیا کے لئے بڑی بھاری برکت کا موجب ٹھیری +

یسوع نے بڑے غور اور دلچسپی کی نظروں سے اُس پر نگاہ کی۔ اس کی نگاہ اُس کی جان تک جا پہنچی اور اُس نے شمعون کی سیرت کو پڑھ لیا۔ نہ صرف اُس کی اُس وقت کی حالت کو پہچان لیا بلکہ یہ بھی کہ فضل کی تاثیر سے وہ کیا کچھ بن سکتا اور کیا کچھ انجام دے سکتا ہے۔ اُس نے اُس کو ایک نیا نام دیا اور یسوع نے اُس پر نگاہ کر کے کہا کہ "تُو شمعون ہے تُو کیفا یعنی پتھّر (پطرس) کہلائیگا" +

یورپ کے ایک مشہور عجائب گھر میں رمبرانڈ نامی ایک مصوّر کی دو تصویریں پہلو بہ پہلو رکھی ہیں۔ ایک تو اُس کی پہلی کوشش کا نتیجہ ہے جو بالکل ناقص اور ادھوری ہے۔ دوسری ایک اعلےٰ درجہ کی تصویر آپ اپنی نظیر ہے۔ یُونہی ان دو ناموں شمعون اور پطرس میں اوّل تو ہم کو ایک سیدھا سادہ مچھوا ملتا ہے کہ جس پر ابھی یسوع کا اثر نہ پڑا تھا۔ اور دوم ہم کو اُس کی اُس وقت کی حالت نظر آتی ہے جبکہ یسوع کی دوستی سے اُس کا دل محبّت والا اور اُس کی زندگی بار آور ہو گئی تھی۔ جبکہ یسوع کی تعلیم سے اُس نے دانشمندی حاصل کر لی۔ اور اُس کے دل میں بڑی بڑی مقدّس تحریکیں اور آرزوئیں پیدا ہو چکی تھیں۔ ہاں جبکہ جنگ و ناکامی۔ توبہ و معافی۔ غم و رنج کے تجربے اُس پر اپنا اثر کر چکے تھے +

"تُو شمعون ہے"۔ اُس وقت اُس کا یہ نام تھا۔ "تُو کیفا کہلائے گا" یہ اُس

کی آیندہ حالت کی طرف اشارہ ہے۔ سیرت یا رُتبہ کی تبدیلی ظاہر کرنے کے لئے نام بھی اکثر بدل دیا جاتا ہے۔ ابرام کو جب وعدہ دیا گیا تو اُس کا نام بھی ابراہیم یعنی "قوموں کا باپ" سے بدل دیا گیا۔ یعقوب کو جس کے نام کے معنی دھوکا اور فریب دینے والا ہے۔ خدا کے ساتھ کشتی کرنے۔ اُس کی پُرانی انسانیت کے شکست پانے اور ایمان اور اعتقاد سے غالب آنے پر اسرائیل یعنی خدا کے ساتھ شہزادہ کا نام دیا گیا۔ شمعون نے یسوع کے پاس آنے اور اُس کے ساتھ دوستی پیدا کرنے پر ایک یہ نیا نام پایا کہ "تُو کیفا کہلائے گا" +

اس سے یہ مُراد نہیں کہ شمعون کی سیرت اُسی وقت بدل گئی اور اُس کو وہ صفات حاصل ہو گئیں جو اُس کے نام سے ظاہر ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع نے پہچان لیا کہ یہ شخص کیسی مضبوطی۔ توانائی اور استقلال۔ جن کا نشان پتھر ہے حاصل کر سکتا ہے۔ اور کہ فضل کے اُس میں تکمیل پانے پر اُسکی سیرت ایسی ہوگی۔ یہ نیا نام اُس حالت کی پیشین گوئی تھا جو یسوع کے اثر سے اُس کو حاصل ہوئی۔ ابھی تو وہ صرف شمعون ہے۔ جلد باز۔ جوشیلا اور گھمنڈی اور اس لئے کمزور اور بے استقلال +

اس شخص کی تبدیلی ہاں شمعون کے کیفا میں تبدیل ہونے کے چند طریق اور وسائل پر ہم غور کرینگے۔ تین برس کی دوستی کے بعد یہ شخص اپنی خدمت کے لئے تیار ہؤا۔ یہ طریق سہل نہ تھا۔ شمعون کو بہت سے مشکل سبق سیکھنے پڑے۔ ضرور تھا کہ خود اعتمادی فروتنی سے بدل جائے۔ تیز مزاجی کو چھوڑ کر وہ اپنے آپ پر قابو پائے۔ تکبّر کی جگہ اَوروں کی عزّت کرے۔ بے پروائی کی جگہ فکرمند ہو۔ جلد بازی چھوڑ کر دانشمند اور کمزوری چھوڑ کر زور آور بنے۔ یہ ساری سرگذشت ان الفاظ میں ملفوف تھی کہ "تُو کیفا یعنی پتھر کہلائیگا" +

یردن کے کنارے اس دوستی کا آغاز ہؤا۔ دوستی سے ساری زندگی اور اُس کے مقاصد اور انجام بدل جاتے ہیں۔ ہم کبھی کہہ نہیں سکتے کہ کسی کے ساتھ اتفاقیہ ملاقات کا نتیجہ بھی کیا ہوگا۔ لیکن یسوع کے ساتھ دوستی کے پیدا ہونے

سے بہتری کے بڑے بڑے موقعے ملتے ہیں۔ نئے نام کے پانے سے شمعون کے دل میں زندگی کے معانی کا نیا خیال پیدا ہو گیا ہو گا۔ اُس کی رُوح کو نئی رویا ملی ہو گی۔ اور اُس کے دل میں نئی نئی آرزوئیں پیدا ہوئی ہونگی۔ اُس وقت سے زندگی اُس کو پہلے سے عزیز اور گراں قدر معلوم دی ہو گی۔ اُس کو ایسی ایسی اُمیدیں پیدا ہو گئیں جن کا اُس کو خواب وخیال تک نہ تھا۔ اگر کسی کی زندگی میں یسوع کو یہ جگہ مل جائے تو اُس کا یہی حال ہوتا ہے۔ سیرت کا ایک نیا خیال دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمارا مطمح اور ہدف ہی اَور ہو جاتا۔ اور ایک ایسی رویا ملتی ہے۔ جس سے زندگی کے تمام خیالات بدل جاتے ہیں۔ مسیح کی دوستی بڑی تحریک دلانے والی ہے ✠

کچھ مہینوں بعد شمعون کو ایک بُلاہٹ ملی اور اب یسوع کے ساتھ اُس کو گہرا اور دائمی تعلق حاصل ہؤا۔ یہ واقع دریائے گلیل پر ہؤا۔ شمعون اور اُس کے رفیق مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ ساری رات محنت کرنے پر بھی اُن کو کچھ نہ ملا تھا صُبح کے وقت یسوع نے شمعون کی کشتی سے ممبر (پُلپٹ) کا کام لیا اور بھیڑ کو جو کنارے پر کھڑی تھی وعظ وتلقین کرتا رہا۔ پھر اُس نے اہل کشتی سے کہا کہ گہرے میں لے چلو اور تم شکار کے لئے اپنے جال ڈالو۔ شمعون نے کہا یہ تو محض تضیع اوقات ہے تاہم اُس نے خداوند کا حکم مانا اور مچھلیوں کا غول گھِر آیا ✠

اس معجزے سے شمعون کے دل پر بڑا اثر ہؤا اور اُس نے محسوس کیا کہ میں الٰہی حضوری میں ہُوں اور اُس کو اپنے گُناہوں اور نالائقی کا خیال ستانے لگا اور اُس نے یسوع کے پاؤں میں گِر کر کہا " اے خداوند میرے پاس سے جا اس لئے کہ میں گُنہگار ہوں "۔ لیکن یسوع نے اُس کو تسلّی دے کر کہا کہ " خوف نہ کر "۔ اور پھر فرمایا کہ " اب سے تُو آدمیوں کا شکار کیا کریگا "۔ شمعون کا ماہی گیری کا کام تو ختم ہؤا۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر مسیح کے پیچھے ہو لیا اور پورے طور پر اُس کا شاگرد بنا۔ یسوع کے ساتھ اُس کی دوستی مضبوط اور گہری ہوتی گئی۔ اُس نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا اور یسوع کے ساتھ مفلسی اور بے وطنی اختیار کی ✠

Scanned with CamScanner

مسیح کے گھرانے میں رہنے سے شمعون نے اپنے خداوند کی زندگی کا ہر ایک پہلو دیکھا۔ خلوت یا جلوت میں جو کچھ خداوند فرماتا شمعون سُنتا تھا اور جس جس امر سے خداوند کی سیرت ۔ مزاج اور طبیعت کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ شمعون کے مشاہدہ سے گزرتا تھا۔ اِس امر کا اندازہ لگانا بالکل ناممکن ہے کہ ان سب باتوں سے شمعون کی زندگی پر کیا کچھ اثر ہؤا۔ وہ ہمیشہ مسیح کی سیرت میں نئی نئی چیزیں دیکھتا اُس کے لبوں سے نئی نئی باتیں سُنتا اور اُس کی زندگی سے نئے نئے سبق سیکھتا تھا۔ ایک نیک مرد کی صحبت میں ہر دم رہنے سے ضرور اچھا اثر ہوتا ہے یسُوع کے ساتھ ایسی دوستی کے تعلق میں رہنا ایک مقدس نصیب ہے اور اُس سے شمعون پر جو کچھ اثر ہؤا ہم اُس کا اندازہ لگا نہیں سکتے +

رسالت کی بُلاہٹ کے پانے پر شمعون پر بڑا اثر ہؤا ہوگا۔ وہ نہ صرف بارہوں میں شامل ہی تھا بلکہ اُس کا نام سب میں اول تھا۔ اُس کا نام ہمیشہ پہلے دیا جاتا ہے ۔ وہ اُن سب میں ممتاز اور اُن کا رہبر ہونے کو تھا اور اُن میں اُس کو اول جگہ حاصل تھی۔ کوئی نیک دل شخص ایسی عزت پانے پر مغرور اور متکبر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اَور بھی فروتن اور منکسر المزاج۔ کیونکہ اس امتیاز سے اس کی ذمہ واری اَور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مردِ نیک اس امر کی پہچان سے کچھ خوف زدہ سا ہو جاتا ہے کہ خُدا مجھے دنیا میں جگہ اور کام کرنے کو دیتا اور اَوروں کو برکت دینے کے لئے مجھ سے کام لے رہا ہے۔ اُسے چاہئے کہ اپنی اعلےٰ بُلاہٹ کے لائق چال چلے۔ اُس کو ایک قسم کی پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔ مقدس خدمت کے لئے خدا نے اُسے الگ کیا ہے +

ایک اَور واقعہ سے شمعون پر بڑا اثر ہؤا اور وہ اس امر کی پہچان تھی کہ یسُوع المسیح ہے۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ اس صداقت کا انکشاف اُس کے دل پر کیسے ہؤا۔ لیکن یہ یقین اُس کے دل میں ایسا مضبوط ہو گیا کہ وہ اُس کے اظہار سے باز رہ نہ سکا۔ وہ قیصرہ فلپیؔ کے علاقے میں تھا۔ یسُوع اپنے بارہ شاگردوں کو دُعا کے لئے الگ ویرانہ میں لے گیا تھا۔ یہاں اُس نے اُن سے

دو سنجیدہ سوال پُوچھے۔ اوّل تو اُس نے پُوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ یعنی یہ کہ میں کون ہُوں؟ جواب سے ظاہر تھا کہ اُس کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال تھے اور اُن میں سے کوئی بھی ٹھیک نہ تھا۔ پھر اُس نے اُن بارہوں سے کہا کہ تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون نے جواب میں کہا کہ "تُو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے"۔ یہ اقرار بڑا جامع تھا۔ ہاں وہ اس امر کا اظہار تھا کہ یسُوع مسیح ہے اور یہ کہ وہ الٰہی وجود ہاں زندہ خدا کا بیٹا ہے +

شمعون کا یہ عجیب اقرار اُس کی زندگی میں ایک بڑا نامدار موقع ہے۔ یسُوع نے شمعون کے حق میں کلمہ دُعائیہ کہا اور پھر پیشین گوئی کی کہ "تُو پطرس ہے"۔ اور اُس کا نیا نام لیا جو اب اُس پر صادق بھی ٹھیرتا تھا کیونکہ شمعون کی پُرانی انسانیت مر رہی تھی اور وہ نئی انسانیت اختیار کر رہا تھا۔ "تُو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا"۔ اس سے شمعون کی آئندہ حالت اور بھی صاف ظاہر ہوتی تھی۔ یہ گویا خداوند کے اُس بیان کی توضیح تھی کہ "تُو کیفا کہلائے گا"۔ تمام رسُولوں کا گویا وکیل ہو کر پطرس نے مسیح کا اقرار کیا اور یُوں خداوند سے عزت پائی +

لیکن مسیح کی پہچان اُس نے ابھی تک پُوری پُوری نہیں پائی تھی۔ شمعون یہ تو مانتا تھا۔ یسُوع المسیح ہے لیکن مسیح کی نسبت اُس کا خیال ابھی تک دنیوی تھا۔ اس لئے اُس وقت سے یسُوع نے اپنی رسالت کی بابت رسُولوں کی تعلیم دینی شروع کی کہ مجھے ضرور ہے کہ بہت دُکھ اُٹھاؤں اور قتل کیا جاؤں۔ اس پر شمعون نے بڑی غلطی کی جو اپنے خداوند کو صلیب سے روکنے کی کوشش کی اور بڑے زور سے کہا کہ "اے خداوند خدا نہ کرے۔ یہ تجھ پر ہرگز نہیں ہونے کا"۔ اُسے فوراً اُس کا یہ سخت جواب ملا کہ "اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو جا تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے"۔ شمعون کو ایک نیا سبق سیکھنا تھا۔ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور رُوح القدس کے آنے تک اُس نے یہ سبق کما حقہٗ نہ سیکھا کہ رُوحانی زندگی میں رُتبہ کا

Scanned with CamScanner

پیمانہ خود فراموشی کی خدمت کا پیمانہ ہے +

اس سے ہمیں محبّت اور دوستی کا ایک بڑا سبق ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ جن شخصوں سے ہم بڑی محبّت رکھتے ہوں اُن کے لئے ہم شیطان کا کام دیں۔ اور یہ یُوں ہوتا ہے کہ ہم اُن کو محنت مشقّت۔ خدمت اور پُرخطر رسالت سے جس کے لئے خدا اُن کو بُلا رہا ہو باز رکھنے کی ترغیب دیں۔ ہم کو لازم ہے کہ بڑی احتیاط اور اپنی محبّت پر قابو رکھیں تاکہ کہیں اپنے دوستوں کے لئے راہ آسان کرنے کی غرض سے اُن کو اُس راہ سے پھیر نہ دیں جو خُدا نے اُن کے لئے تیار کی ہے +

یُوں شمعُون کو سبق پر سبق سیکھنا پڑا اور ہر سبق کا حاصل فروتنی تھا۔ یُوں ہم آخری شب اور اُس کی افسوسناک افتاد تک پہنچتے ہیں۔ پطرس کا انکار ایک سخت مایُوسی تھا۔ جیسے پطرس نے خود کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ ناممکن بات تھی وہ شیر سا بہادر تھا۔ اُس کی محبّت یسُوع کے ساتھ حقیقی اور صادق تھی اُس نے پتّھر کا نام پایا تھا۔ تین سال تک وہ یسُوع سے تعلیم پاتا رہا اور رسُولوں میں اُس کو خاص عزّت اور ہر دلعزیزی حاصل تھی۔ اُس کو اِس خطرہ کی پیشتر سے آگاہی بھی حاصل تھی۔ تاہم باین ہمہ وجُوہ یہ شاگردوں میں بہادر اور عزیز۔ یہ مردِ چٹان۔ بڑی بے عزّتی سے گرا۔ اور گرا بھی ایسے وقت کہ جب چاہئے تھا کہ اپنے مالک کی محبّت سے وہ بڑا دلیر اور وفادار ہوتا +

مسیح کے پُرمحبّت حلم نے اُس کو بچا لیا۔ خداوند نے جب پطرس کا انکار سُن کر اُس پر نگاہ کی تو اُس کے دل میں کیسا درد پیدا ہوا ہوگا +

اس محبّت کی نگاہ کے بعد پطرس باہر جا کر زار زار رویا۔ آخرکار اُسے خداوند کا فرمایا یاد آیا اور اُسے معلوم ہوتا تھا کہ بس میری معافی کا وقت گزر چُکا۔ لیکن یسُوع کے دل میں تو اُس کو وہی جگہ حاصل تھی اور وہ ایک نیا مخلوق ہو کر اپنی اس خواری میں سے اُٹھا +

پطرس کی تربیت میں اُس کا یہ انکار کرنا ایک بڑی ضروری جگہ رکھتا ہے۔ اُس آخری رات تک شمعُون کی سیرت میں ایک بڑا دھبّہ تھا۔ خود اعتمادی

اُس کی کمزوری کا ایک بڑا جزو تھی۔ شائد اس عیب کے دور کرنے کا سوائے اس کے کوئی اور طریق نہ تھا کہ اُس کو گرنے کی اجازت دی جاتی۔ کم از کم ہم کو اتنا معلوم ہے کہ انکار کے اس تلخ تجربہ اور پھر توبہ کرنے سے پطرس کی کمزوری جاتی رہی توبہ سے وہ نیا مخلوق بن گیا۔ آخرکار وہ گُناہ کی قید سے رہا ہوا۔ اُس نے فروتنی کا سبق سیکھ لیا تھا۔ پھر اُس کے لئے خداوند کا انکار کرنا ممکن نہ تھا کچھ عرصہ بعد جھیل پر پرکھنے والے سوال کے تین دفعہ دُہرانے پر وہ بحال اور خدمت پر پھر لگایا گیا۔ "میرے برّے چرا۔ میری بھیڑوں کی گلّہ بانی کر"۔

یہ مقصد پورا ہوا۔ اس نئے انسان کی رویا سچ نکلی۔ شمعون کیفا بن گیا۔ یہ طریق بڑا لمبا اور گراں تھا لیکن ضرورت سے زیادہ لمبا اور گراں نہ تھا۔ پتھر گھس رہا تو بُت تیار ہو رہا تھا۔

شائد تم کہو کہ شمعون کو پطرس بننے میں بڑی قیمت دینی اور محنت کرنی پڑی شائد تم پوچھو کہ کیا یہ اس قابل تھا کہ اتنی قیمت دی جاتی اور کیا پطرس کے لئے یہی بہتر نہ تھا کہ وہ چھوٹے کا مچھوا بنا رہتا اگر یہ ہوتا تو پھر وہ محض ایک مچھوا بنا رہتا اور اپنی مقررہ عمر تک اپنے ہمسایوں کے ساتھ رہ کر سمندر کے کنارے دفنایا جاتا۔ اب بھی اس کی زندگی افلاس اور محنت و خدمت کی زندگی تھی۔ اُس سے وہ مضبوط چٹان سی انسانیت پیدا کرنے میں بڑی محنت اور دقت اُٹھانی پڑی۔ لیکن آج کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اس قابل نہ تھا؟ پطرس کی یہ اعلےٰ درجہ کی مسیحی آدمیت بیس صدیوں سے دُنیا کے سامنے ایک ایسی سیرت کا نمونہ رہی ہے جس کی تکمیل ہر مسیحی کو کرنی چاہئے۔ ایک ایسی زندگی جس کے اثر سے لاکھوں کو اعلےٰ اعلےٰ تحریکیں اور آرزوئیں ملی ہیں جو قیمت سیرت کی اس شرافت اور اس مقدس تاثیر کی توسیع کے لئے دی گئی کیا کچھ زیادہ تھی؟

لیکن ذرا اپنی تو کہو؟ ہم میں سے بعض کو اس خوب صورتی اور طاقت کا پانا مشکل ہے۔ جو خداوند نے ہمارے لئے مقرر کی ہے۔ شائد ہم کو نقصان۔ امتحان آزمائش اور غم کے تجربوں میں سے گذرنا ضرور ہو۔ زندگی کے بڑے بڑے سبق

لینے ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک دن میں سیکھے نہیں جاتے۔ نہ اُن کا سیکھنا ہی سہل ہے۔ لیکن کتنی ہی قیمت دینی کیوں نہ پڑے زندگی اس قابل ہے۔ کہ ہم یہ سبق سیکھیں۔ سونا اس قابل ہے کہ وہ پاک وصاف ہونے کے لئے آگ میں ڈالا جائے۔ ہیرا اس قابل ہے کہ اپنی چمک اور شان پانے کے لئے کاٹا اور تیار کیا جائے۔ زندگی اس قابل ہے کہ خداوند کی شبیہ کے اُس میں پیدا کرنے اور خدمت کے لائق بنانے کے لئے جتنی تربیت اور سختی ضروری ہو اُس کی وہ برداشت کرے۔ کہتے ہیں کہ شاعر جو کچھ اپنی جگرسوز نظموں میں ہم کو سکھاتے ہیں اُن کا تجربہ وہ مصیبتوں میں پاتے ہیں۔ اگر ایک ہی مصرعہ بڑی بڑی تحریکیں دلائے اور دُنیا کی برکت کا موجب ہو تو اُس کے لکھنے میں جتنی قیمت دی گئی ہو وہ تھوڑی ہے۔ تئیسویں زبور کے لکھنے کے لئے داؤد کو بہت کچھ مصیبت اُٹھانی پڑی لیکن اب اس کا خیال نہیں کہ اُس زبور کے لئے اُس کو بہت قیمت دینی پڑی ٭

# باب ۔ ۳

## توما

یسوع اور توما کی دوستی کے آغاز کا بیان کہیں قلمبند نہیں ۔ ہمیں معلوم نہیں کہ توما کب یسوع کے شاگردوں میں شامل ہوا۔ اور اوّل اوّل یسوع کی طرف کیسے رجوع لایا۔ کیا اُس کو کوئی دوست یسوع کے پاس لایا۔ کیا وہ خداوند کی شہرت سُن کر آپ سے آپ اُسے دیکھنے کو چلا آیا؟ کیا اُس نے خداوند کو کسی دن کلام کرتے سُنا اور یوں اُس کے کلام کے اثر سے اُس کی طرف کھنچ آیا؟ یا کیا یسوع نے خود اُس کے ہاں جاکر یا اُسے کام میں مشغول پاکر اُس کو بُلالیا اور کہا کہ میرے پیچھے آ؟

ان باتوں کی بابت ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ اُس کا ذکر اوّل اوّل بارہ رسولوں کی فہرست میں آتا ہے۔ چونکہ یہ رسول شاگردوں کے ایک وسیع مجمع میں سے چُنے گئے تھے۔ توما رسول بننے سے پیشتر یسوع کا شاگرد ہو گا۔ کچھ عرصہ سے توما اور یسوع آپس میں دوست تھے۔ اور اس امر کے یہی ثبوت موجود ہیں کہ اُن کی دوستی بڑی گہری اور مضبوط تھی۔ توما کا گو بہت ہی مختصر احوال اناجیل میں مرقوم ہے۔ تاہم اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ توما بڑا وفادار اور دلدادہ شاگرد تھا۔ اور یسوع اُس کے ساتھ نہائت برداشت اور حلم سے پیش آیا۔

نئے عہدنامہ میں بعض نہائت ہی عجیب تصویریں بار بار ملتی ہیں۔ اس لئے جہاں کہیں اُن کا ذکر آتا ہے ہم فوراً پہچان لیتے ہیں کہ یہ کس کی شبیہ ہے۔ مثلاً پطرس کا ذکر جہاں کہیں ہے اُس کی شبیہ وہی ہے۔ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی کام میں لگا ہے۔ یا کلام کرتا ہے یا کام۔ وہ ہمیشہ دانشمندی سے بھی کام نہیں لیتا لیکن اُس کا انداز نرالا ہے۔ بے صبر۔ خود اعتماد۔ جلد باز لیکن زندہ دل۔ ہر موقع پر ہم اُس کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ حالانکہ اُس کا نام بھی مذکور نہیں ہوتا۔ یُوحنا بھی ہمیشہ ایک ہی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مؤدّب۔ خاموش۔ پیارا قابل اعتبار اور محبت کا رسُول۔ اندریاس بہت کم دکھائی دیتا ہے لیکن ہر موقع پر وہ ایک ہی کام میں لگا ہے۔ کسی کو نہ کسی کو مسیح کی طرف لا رہا ہے۔ بیت عنیاہ کی مریم کا ذکر صرف تین موقعوں پر آتا ہے۔ لیکن اُس کو ہم ہمیشہ یسوع کے قدموں میں بیٹھا دیکھتے ہیں۔ حالانکہ مرتھا ہمیشہ اپنی خدمت میں مشغول ہے۔

توما کی شبیہ بھی ایک نرالے انداز سے کھینچی گئی ہے۔ یہ رسُول صرف تین موقعوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اُن سب میں شبیہ ایک ہی ہے اور ایسی صاف ہے کہ توما کی سیرت پطرس سے کچھ کم شہرت نہیں رکھتی۔ وہ ہمیشہ تاریک پہلو پر نظر ڈالتا ہے۔ ہم اکثر اُس کو شکّی مزاج سمجھتے ہیں لیکن اُس کا

Scanned with CamScanner

شک اس قسم کا نہیں جس سے تعظیم و ادب کی کمی اور نادانی اور بے فکری ظاہر ہو بلکہ اُس کی طبیعت کا جبلّی میلان اس طرف تھا کہ ہر بات کا کھوج لگائے اور ایسے ثبوت طلب کرے جن سے اُس کے حواس وحسّات کی تسلّی ہو۔ وہ مسیحی دین کے واقعات سے کسی قسم کا انکار نہیں کرتا۔ کیونکہ اُس کی طبیعت ایسی نہ تھی۔ کافی ثبوت کے بہم پہنچنے پر توما خوشی سے یقین کر لیتا تھا۔ وہ برابر یسوع کا سچّا اور دلدادہ دوست بنا رہا۔ خداوند سے اُس کو خاص اُنس تھا اور وہ موت تک اُس کی پیروی کرنے کو تیار تھا۔

پہلا موقع جب کہ توما ظاہر ہوُا لعزر کی موت تھا۔ یسوع اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر یردن کے پار اُتر گیا تھا۔ یہودی اُس کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ مگر وہ اُن کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ جب اُس نے سُنا کہ لعزر بیمار ہے تو جس جگہ تھا وُہیں دو دن اور رہا۔ پھر اُس نے بعد شاگردوں سے کہا کہ آؤ یہودیہ کو پھر چلیں۔ شاگردوں نے اُس کو یاد دلایا کہ ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تو پھر وہاں جاتا ہے۔ اُن کے خیال میں اب مناسب نہ تھا کہ بیت عنیاہ کے غمزدوں کو تسلّی دینے کی خاطر بھی وہ آپ کو معرض خطر میں ڈالے۔ یسوع نے ایک چھوٹی سی تمثیل سُنا کر یوں جواب دیا کہ جو شخص دن کو سفر کریں وہ خطرے سے محفوظ ہیں۔ کیونکہ وہ ٹھوکر نہیں کھاتے۔ اس تمثیل کا یہ مطلب تھا کہ اُس کی زندگی کے دن کی ابھی شام نہ ہوئی تھی اور اس لئے جو کام اُس کے سپرد کیا گیا اُس کو بلا خوف سر انجام دے سکتا تھا۔ جس کسی شخص کو خدا کوئی خاص کام کرنے کو دے وہ اُس کو ختم کئے بغیر مرتا نہیں۔ پھر یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ لعزر مر گیا ہے اور میں اُس کے جلانے کو جاتا ہوں۔

اس موقع پر توما ظاہر ہوتا ہے اُس نے اپنے ساتھ کے شاگردوں سے کہا کہ آؤ ہم بھی اُس کے ساتھ مرنے کو چلیں۔ اُس نے صرف تاریک پہلو ہی پر نظر ڈالی۔ اُس نے یہ امر تسلیم کر لیا کہ اگر یسوع یہودیہ میں پھر واپس آیا تو وہ ضرور مارا جائیگا۔ کچھ دیر کے لئے تو وہ بالکل بھول گیا کہ یسوع کو الٰہی قدرت

حاصل ہے اور یہ کہ جب تک باپ کا کام ختم نہ ہولے الٰہی حفاظت اُس کے سر پر سایہ فگن رہیگی۔ یسوع نے جو ابھی فرمایا تھا کہ جب تک میرے دن کی ساعت تمام نہ ہولے میں محفوظ ہوں اُسے وہ بالکل نہ سمجھا۔ اُس کو صرف یہودیوں کی مخالفت یاد رہی اور یہ کہ کیونکر وہ خداوند کے قتل کے درپے تھے۔ اُس کو یقین تھا کہ اگر یسوع واپس آیا تو وہ اپنے منصوبہ کو ضرور پورا کرینگے۔ بادلوں میں اُس کو تاریکی ہی تاریکی نظر آئی ؎

توما ایسے نیک لوگوں کا نمونہ ہے جو ہر جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ وہ صرف زندگی کے غم آمیز پہلو کو دیکھتے ہیں۔ اُن کو سرو کے درختوں میں ستارے دکھائی نہیں دیتے۔ خطرے کے وقت وہ بھول جاتے ہیں کہ ایسی ایسی الٰہی پناہ گاہیں بھی ہیں جن میں بھاگ کر ہم سلامتی پا سکتے ہیں۔ وہ خدا کے وعدوں سے واقف ہیں اور دوسروں کو سناتے بھی رہتے ہیں۔ لیکن جب اپنے سر پر پڑتی ہے تو اُن کو اُن کا خیال تک نہیں رہتا۔ مصیبتوں میں وہ الٰہی نوشتوں سے کسی قسم کی تسلی نہیں پاتے اور اُمید بھی اُن کے دل سے جاتی رہتی ہے وہ بے ہمت سے ہو جاتے ہیں اور تاریکی اُن کی فضا سے ہر ایک ستارے کو چھپا دیتی ہے اُن پر کسی قسم کی مصیبت کیوں نہ آئے وہ صرف مصیبت ہی کو دیکھتے ہیں۔ مگر بادلوں پر کی روشنی اُن کو نظر نہیں آتی ؎

یوں زندگی کی مصیبتیں اور بھی دوبھر ہو جاتی ہیں۔ دل کے غمگین ہونے سے بوجھ اور بھی بھاری ہو جاتا ہے۔ ہر درد اور بھی تیز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُس کے جلو میں ایک بے ہمتی و دل شکنی ہوتی ہے غم و رنج نااُمیدی کے ساتھ اُٹھانے سے اور بھی تاریک ہو جاتا ہے۔ تاریک پہلو پر نظر ڈالنے سے ہر فکر بڑھ جاتی اور ہر خوشی کی حلاوت و شیرینی گھٹ جاتی ہے۔ جو شخص ہر چیز بے ہمتی و نااُمیدی کی آنکھوں سے دیکھے اُس کے نزدیک دُنیا کی خوب صورتی آدھی رہ جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے خوف بڑھ جاتے اور ذرا ذرا سی تکلیفیں پہاڑ ہو جاتی ہیں دُنیا کا ہمارے لئے پسندیدہ یا ناپسندیدہ ہونا ہمارے دل کی حالت پر موقوف

ہے۔ اور اگر دل میں اُمّید و خوشی نہ ہو تو ساری دنیا اندھیری نظر آتی ہے۔ زندگی میں ہم کو وہی کچھ ملتا ہے۔ جس کے پانے کی ہم میں توفیق ہے۔ جو شخص مختلف رنگوں میں امتیاز نہیں کر سکتا اُس کو نیچر میں کسی قسم کی خوب صورتی نظر نہیں آتی۔ جس کو علم موسیقی کا مذاق نہیں وہ نیچر کی ہم آہنگی کو سُن نہیں سکتا۔ جب ہمارے دلوں میں خوف جاگزین ہو تب تک ساری زندگی دہشت زدہ ہو جاتی ہے*

اور اگر دل اُمّید سے پُر ہو تو ہر خوشی دُگنی ہو جاتی ہے۔ اور غم آدھا ہو جاتا ہے۔ اس دُنیا میں غم و رنج تو ہر ایک کا حصّہ ہے۔ لیکن وہ تسلّی بھی پاتے ہیں تلخ پیالے پینے تو ہر ایک کو پڑتے ہیں۔ لیکن اُن کے پیالہ کی تلخی شیرینی سے بدل جاتی ہے۔ بھاری بوجھ ہر ایک کو اُٹھانے تو پڑتے ہیں۔ لیکن شادمان دل بوجھ کو ہلکا پاتا ہے۔ خوف و خطر تو ہر ایک کو درپیش ہے۔ لیکن مسرت آمیز ہمّت سے اُن کا ڈر جاتا رہتا ہے۔ دل میں اُمّید کی روشنی کے درخشاں ہونے سے ساری دُنیا منوّر نظر آتی ہے*

لیکن ہم نے توما کے ڈر کا بیان صرف ادھورا پڑھا ہے۔ خداوند کے یہودیہ کو آنے میں اُس نے صرف خطرہ ہی خطرہ دیکھا۔ "یہودی تو اُس کو مار ڈالینگے اُس کی موت یقینی ہے"۔ اُس وقت توما کے کچھ ایسے خیالات تھے۔ گو توما کا خیال تھا کہ یسوع جلد شہید ہونے کو ہے مگر وہ اُس سے جُدا ہونا نہیں چاہتا تھا۔ "آؤ ہم بھی اُس کے ساتھ مرنے کو چلیں"۔ اُس کے اس خوف کے ساتھ یسوع کے لئے دلی محبّت مخلوط تھی۔ یسوع کے بیت عنیاہ جانے اور توما کے اُس کی زندگی سے نا اُمّید ہو جانے کے خیال ہی سے اُس کی دلدادگی اور محبّت اور بھی پختہ ہو گئی۔ اور یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔ اُس کو یقین تھا کہ یسوع اپنی موت کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اُس کی وفاداری میں سر مُو فرق نہ آیا*

توما کا یہ مزاج قابل تقلید ہے۔ یہ حقیقی سپاہیانہ مزاج ہے۔ اسکی دلدادگی کامل اور اُس کی پیروی بلا شرط ہے۔ ہاں اُسکی ایک ہی شرط اور ایک ہی آرزو

ہے جس کا نام محبّت ہے۔ اور اُس کا ایک ہی قاعدہ ہے۔ جسے فرماں برداری کہتے ہیں۔ اُس پُر انجام کے خیال سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور گو اُس کا انجام موت ہو مگر وہ اُس سے کبھی تامل نہیں کرتا۔ خداوند اس قسم کی شاگردی چاہتا ہے۔ جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرے میرے لائق نہیں۔ جو کوئی اپنی زندگی سے نفرت نہ کرے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا۔ یسوع کے شاگرد کو ہمیشہ راضی اور تیار رہنا چاہئے تاکہ موت تک اُس کی پیروی کرے۔ توما نے شریف شجاعت سے اپنی دوستی کا ثبوت دیا۔ شجاعت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ فرائض کی راہ میں انسان بلا تامل قدم اُٹھائے چلا جائے۔ گو ذاتی نقصان ہی اُٹھانا کیوں نہ پڑے۔ جس سپاہی کا چہرہ بدنی کمزوری سے زرد ہو پر پھر بھی وہ ثابت قدمی سے آگے کو بڑھتا جائے۔ اُس قوی ہیکل سپاہی سے بدرجہا بہادر ہے جو بلا خوف گھمسان میں گھس جائے ✤

دوسری بار توما بالاخانہ میں ظاہر ہوتا ہے جبکہ رسول مقدس عشا کھا چکے تھے۔ یسوع نے اپنے باپ کے مکانوں کا ذکر کرکے فرمایا تھا کہ اب میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں اور میں پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤنگا۔ خداوند کے اس فرمان کا مطلب توما نہ سمجھ سکا۔ اُس نے کہا کہ "اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تُو کہاں جاتا ہے۔ پھر راہ کس طرح جانیں"۔ اُس نے یہ تو نہ کہا کہ جب تک میں خود دیکھ نہ لُوں یقین نہ کرونگا لیکن اُس کے سوال کا مفہوم یہی تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خداوند اپنی تعلیم کو زور اصاف الفاظ میں بیان کرے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تمام مسیحی اپنے ایمان کی بنیاد دریافت کریں کہ ہم کیوں مسیحی ہیں۔ یُوں اُنکا ایمان پختہ ہوگا اور وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ٹھوکر نہ کھائینگے۔ آزمائش و امتحان کے وقت اُن کا ایمان مضبوط اور ثابت رہے گا۔ کیونکہ وہ الٰہی صداقت کی چٹان پر قائم ہے ✤

توما کی داستان کا آخری واقعہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد کا ہے۔ پہلے سبت کی شام کو تمام شاگرد ایک بالاخانہ میں اکٹھے ان عجیب باتوں کا چرچا کرتے تھے

جو اُس روز واقع ہوئی تھیں۔ کسی وجہ سے توما اس جلسے میں حاضر نہ تھا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ غمگین مزاج ہونے کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہؤا۔ وہ یسوع کو سچے دل سے پیار کرتا تھا۔ اور اُس کا غم بڑا گہرا تھا۔ اُس دن چاروں طرف افواہیں پھیل رہی تھیں کہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے لیکن توما نے اس کا یقین نہ کیا۔ شائد یاس و نا اُمیدی کے سبب وہ اَوروں سے ملتا جُلتا نہ تھا۔ اور رونے اور ماتم کرنے کے لئے کبھی اپنے ساتھ کے شاگردوں سے نہ ملا۔

اس رات یسوع بند دروازہ میں سے اندر آ داخل ہؤا اور حسب معمول شاگردوں سے کہنے لگا کہ تمہاری سلامتی ہو۔ بعد میں باقی شاگرد توما سے کہنے لگے کہ ہم نے خداوند کو دیکھا ہے۔ لیکن اُس نے اُن کی بات نہ مانی یعنی اُس کو یقین نہ آیا کہ خداوند مسیح شاگردوں پر ظاہر ہؤا ہے۔ اُس کا خیال تھا کہ شاگردوں کو دھوکا ہؤا ہے اور اس لئے کہتا تھا کہ جب تک میں خود اُس کو نہ دیکھ لونگا یہ یقین نہیں کرنے کا۔ بلکہ علاوہ اس کے شہادت کا خوب موازنہ کرونگا۔ وہ میخوں کے سُوراخ بھی دیکھنا چاہتا تھا اور اُن میں اپنی انگلی ڈالنا چاہتا تھا۔

اس امر پر غور کرنے سے ہمیں فائدہ ہوگا کہ توما کے اس شکی مزاج نے اُس کا کیا کچھ نقصان ہؤا۔ اول تو وہ اُس رات رسولوں کے جلسے میں شامل ہونے سے محروم رہا۔ وہ غم و رنج کی حالت میں تنہا خلوت نشین رہا۔ غم میں اُس کو کوئی اُمید نہ تھی اور وہ تسلی نہ پاتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ جب یسوع شاگردوں پر ظاہر ہؤا تو توما حاضر نہ تھا اور یوں وہ اُس مکاشفہ سے محروم رہا جس سے دیگر شاگردوں نے بڑی تسلی پائی۔ اُس وقت سے اُن کا غم خوشی سے تبدیل ہو گیا۔ لیکن توما ایک اَور ہفتہ اُس غم کی تاریکی میں پڑا رہا جو مسیح کے صلیب پانے سے اُس پر چھا گئی تھی۔

شک لانے سے ہمارا ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ اُس کے باعث آسمانی اطمینان ہم سے پرے رہتا ہے۔ اکثر مسیحی غم کے پہلے صدمہ میں توما کا سا تجربہ پاتے ہیں۔ غم و رنج سے مغلوب ہو کر وہ تنہائی میں جا بیٹھتے اور اُس تسلی کے قبول کرنے سے جس کا

مسیح کی انجیل میں ذکر آیا ہے انکار کرتے ہیں۔ وہ اپنے کان بند کر لیتے ہیں
تاکہ محبت کی آوازیں جو بائبل میں سے اُن کو پکارتی ہیں نہ سُنیں اور اس طرح وہ الٰہی تسلّی
کو نہیں پاتے۔ ان کے چاروں طرف روشنی چمکتی ہے لیکن وہ اپنے دروازے
اور کھڑکیاں بند کر لیتے ہیں اور اپنے اندھیرے کمرے میں روشنی کو آنے نہیں
دیتے۔ سلامتی کا شیریں راگ چاروں طرف سُنائی دیتا ہے لیکن اُس کا کوئی
سُر اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہوتا +

اکثر مسیحی اپنے غم میں تسلّی پا نہیں سکتے۔ مسیحی دین کی بڑی بڑی صداقتیں
تو وہ مانتے ہیں مثلاً یسوع اُن کے لئے مُوا اور جی اُٹھا لیکن سخت مصیبت
کے وقت اُن کا ایمان کام نہیں دیتا۔ اس حالت میں وہ توما کی طرح تاریکی
میں چلتے ہیں۔ برعکس اس کے جو ایماندار مسیح کے جی اُٹھنے اور اُس میں غیر
فانی زندگی کے پانے کی صداقت کو دل سے مانتے ہیں وہ جُدائی کے صدمہ
کو کچھ محسوس نہیں کرتے لیکن اس اُمّید سے اُن کو بڑی تسلّی ملتی ہے کہ ہمارے
جو عزیز اب کچھ دیر کے لئے ہم سے جُدا ہو گئے ہیں ہمیشہ کی زندگی میں ہمارے شریک
اور حصّہ دار ہیں +

جس طریق سے خداوند نے توما کے اس شک کو دور کیا اُس سے ظاہر
ہے کہ توما کے لئے خداوند کی دوستی کیسی گہری اور صبر و برداشت والی اور
دانشمندانہ تھی۔ اُس نے یہ نہ کہا کہ اگر توما رسولوں کی شہادت کو نہیں مانتا تو وہ
اُس تاریکی میں پڑا رہے جو اُس کی بے ایمانی سے پیدا ہوئی تھی۔ جیسے کہ ایک
طبیب حاذق خطرناک زخم کو بڑی ہوشیاری اور نرمی سے باندھتا ہے ویسے
ہی اُس نے توما کے شک کا علاج بڑے حلم سے کیا۔ اُس کو کوئی جلدی نہ تھی
ایک ہفتہ تک اُس نے کچھ نہ کیا۔ ان دنوں میں توما کے غمناک دل کو اپنی اُس
سابقہ تسلّی کو جو از خود حاصل ہو جاتی ہے پا لینے کا کچھ موقع ملا۔ توما ابھی تک
کہتا تھا کہ میں ہرگز یقین نہ کرونگا۔ لیکن ایک ہفتہ کے گزرنے پر وہ بھی اور دل
کے ساتھ جلسے میں آگیا۔ شاید اس ایمان سے کہ خداوند جی اُٹھا ہے شاگردوں

میں ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی اور وہ ایسے خوش و خرّم نظر آنے لگے کہ اُن کی اِس حالت سے توما کا شک ویسا ہی مضبوط نہ رہا۔ کم از کم وہ یقین کرنا چاہتا تھا ہاں وہ ایمان لانا چاہتا تھا۔ اس رات یسُوع پھر کمرہ میں آیا۔ دروازے بند تھے کہ یسُوع آیا اور بیچ میں کھڑا ہو کر بولا۔ تمہاری سلامتی ہو۔ پھر توما کی طرف متوجّہ ہوُا اور اپنے ہاتھوں کو سامنے کر کے اُس سے کہا کہ اپنی اُنگلی پاس لا کر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لا کر میری پسلی میں ڈال اور میرے جی اُٹھنے کے ثبوت کا بخوبی موازنہ کر لے۔ اب تو توما کو یقین ہو گیا اُس نے اپنے ہاتھ سُوراخوں میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اب اس کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ یسُوع کو روبرو دیکھنا۔ اس کی آواز کو سُننا اور اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے نشان دیکھنا۔ توما کے لئے بھی کافی ثبوت تھا۔ اُس کے تمام شک و شبہے جاتے رہے۔ خداوند کے قدموں میں گر کر وہ یُوں تضرّع کرنے لگا۔ "اے میرے خداوند۔ اے میرے خدا!"

یُوں یسُوع کی حلم سے توما بے ایمان ہونے سے بچ گیا۔ جب کبھی کوئی شخص شک کے تجربہ میں سے گذر رہا ہو تو ایک دانشمند اور وفادار دوست کا ہونا ایک بڑی برکت ہے۔ بعض اوقات نادانی سے لوگوں کے شک دور کرنے کی جگہ ہم اُن کو اور بھی مضبوط کر دیتے ہیں۔ اُن کو بحث و حجّت درکار نہیں بلکہ محبّت کی برداشت جو بولنے کے ٹھیک موقع کی منتظر رہتی ہے اور جس کو بہت بولنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی توما کو بحث و دلیل سے یقین نہ آیا بلکہ مسیح کے زخموں میں مسیح کی محبّت کا ثبوت پا کر۔

ہم کو اس امر سے تسلّی ملتی ہے کہ مسیح کے جی اُٹھنے کی صداقت کا توما کو مشکل سے یقین آیا۔ چونکہ اوّل اوّل ایک رسول نے بھی اس واقعہ پر شک کیا لیکن بعد ازاں دل سے قائل ہو گیا اس لئے یہ ثبوت اور بھی مضبوط اور یقین دلانیوالے ہو جاتے ہیں۔ اگر سارے رسُول اس کو جلدی سے مان لیتے تو اُن لوگوں کے لئے کچھ تسلّی نہ ہوتی جو آسانی سے انجیل کو مان نہیں سکتے۔ حالانکہ اُس کو سچے

دل سے ماننا چاہتے ہیں اس واقع سے کہ ایک رسُول شک لایا اور دیگر رسُولوں کی شہادت کے قبول کرنے سے انکار کرتا رہا لیکن آخر کار سچا اور پختہ ایمان لایا صاف ظاہر ہے کہ شک بالکل بے اُمید نہیں۔ اکثر اوقات یہ ایمان کے بڑھانے کا ایک وسیلہ ہوتا ہے +

توما کی داستان سے یہ ظاہر ہے کہ بعض ایماندار راستی سے شک رکھ سکتے ہیں۔ شک کی حالت میں بھی وہ محبت کرتا تھا۔ شاید توما سے بڑھ کر کوئی اور شاگرد یسُوع سے محبت نہ رکھتا تھا۔ اُس نے پطرس کی طرح کبھی بڑھ بڑھ کر دعوے نہ کئے۔ لیکن اُس نے کبھی مسیح کا انکار بھی نہ کیا۔ توما بہت ایمانداروں کے لئے تسلی کا باعث ہے کیونکہ اُس نے ظاہر کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ سچے مسیحی اور مسیح سے سچی محبت رکھنے والے ہوں تاہم اپنے ایمان کا کبھی فخر نہ کریں +

لاریب سوال کرتے رہنے کی نسبت ایمان رکھنا بدرجہا بہتر ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ سوال دیانتداری اور سچائی سے پوچھے جائیں اور ہماری وفاداری میں سرِ مُو فرق نہ آئے۔ لیکن صداقت کے پانے اور چٹان پر قائم رہنے کی غرض سے سوالات کا پوچھنا ایسے سہل ایمان سے بہتر ہے جو اپنی اُمید کی وجہ دریافت کرنے کی تکلیف نہیں اُٹھاتا اور اپنے عقیدہ کے مسائل کو یونہی از بر کر لیتا ہے اور اُس پر کبھی فکر نہیں کرتا +

یسُوع سے گہری اور مضبوط دوستی رکھنے کے باعث توما بچا رہا۔ توما کی سیرت کا خاصہ یہ تھا کہ وہ شکی مزاج تھا بلکہ یہ کہ شک کی حالت میں بھی وہ محبت کرتا رہا اُس کا شک اُس کی محبت کا پیمانہ تھا اور اُس کا شک محبت میں چھپ گیا۔ اگر مسیح کے ساتھ ہماری محبت سچی اور صادق ہو تو سوال کرنا کوئی بغاوت نہیں۔ بلکہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ پتھریلی پہاڑی راہوں سے محبت جلالی ایمان کی روشن چوٹی تک پہنچتی ہے۔ ایک شک کا رُخ تو موت اور تاریکی کی طرف ہوتا ہے لیکن ایسا شک بھی ہوتا ہے جو ہمیشہ سورج اور برکت پر اپنی نگاہ رکھتا ہے +

توما ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہم ہمیشہ ایک چیز کے تاریک پہلو

ہی کو دیکھیں اور پھر بھی سچے مسیحی ہوں۔ یسوع سے سچی محبت رکھیں اور اُس کے لئے جان دینے کو بھی تیار رہوں لیکن ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب سے اچھا طریق نہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہیگا کہ رسُولوں میں سے توما سب سے واجب التقلید ہے۔ یہ کہ اُس کی سیرت سب سے خوب صورت اور اُس کی زندگی سب سے شریف اور بہتر ہے۔ شک کی نسبت ایمان اور سوال پوچھنے کی نسبت اعتبار بہتر ہے۔ مغموم۔ اندوہگیں اور مایوس مسیحی کی نسبت خوش و شادمان رہنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے زندگی زیادہ شیریں اور خوب صورت ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہ وہ اور لوگوں کے دلوں کو بھی خوش کر دیتی ہے۔ مغموم دل مسیحی جہاں کہیں جاتا ہے تاریکی ہی ڈالتا ہے۔ ایک شادمان دل مسیحی شخص کی جس سے اُس کا واسطہ پڑتا ہے۔ برکت کا موجب ہے +

# باب - ۵

## مریم اور مرتھا

یسوع کے اِن بیت عنیاہ کے احباب کا تذکرہ نہایت دلچسپ ہے اس یاد ہی سے ہر غور پسند مسیحی کے دل میں شکر گزاری کے خیالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ اُس خاندان کی مہمان نوازی۔ پناہ اور محبت سے خداوند کو کیسی تسلی ملی۔ ایک روایت ہے کہ مسیح کے صلیب پانے کے دن جب وہ کلوری کی طرف جارہا تھا تو ایک پرند کو اُسے دیکھ کر ترس آگیا اور اُس نے نیچے کو اُڑ کر اُس کی پیشانی میں سے ایک کانٹا نکال لیا۔ کانٹے کے نکلتے ہی پیشانی میں سے خون بہ نکلا اور اُس کے چھینٹے پرند کے سینہ پر آپڑے۔ اُسی دن سے اُس کے سینہ پر ایک سُرخ نشان چلا آتا ہے۔ اسی وجہ سے اُس کا نام لال چڑیا پڑ گیا ہے۔ یقیناً بیت عنیاہ کے خاندان نے مسیح کے دل میں سے کئی کانٹے نکالے اور اُس کو شادمان کیا +

جس وقت کہ یہ پیارا مہمان اس خاندان میں تھا اُس وقت کے تین نظارے ہمیں ملتے ہیں۔ اوّل۔ خداوند اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک دن اس گاؤں میں داخل ہؤا۔ مرتھا نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا اور اُس کی خاطر تواضع کی۔ گھر کی مالک اور منتظم مرتھا تھی اور مریم نامی اُس کی ایک چھوٹی بہن تھی ÷

دوسری تصویر تو ایسی صاف ہے کہ گویا اس نظارے کی کسی نے عکسی تصویر اُتاری ہے۔ مریم ایک چھوٹا موڑھا اُٹھا کر خداوند کے پاؤں کے پاس آبیٹھی اور اُس کا کلام سنتی ہے۔ مرتھا اِدھر اُدھر گھر میں بھاگی پھرتی اور اُن مہمانوں کے لئے جو اچانک بلا اطلاع آپہنچے روٹی کا فکر کر رہی ہے۔ اور یہ کرنا ضروری تھا۔ مہمان نوازی نہایت مناسب ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مرتھا اپنے کام میں سلیم الطبع نہ رہی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "مرتھا خدمت کرتے کرتے گھبرا گئی تھی" ÷ اگر کسی کے ہاں بارہ تیرہ مہمان بے خبر کئے آجائیں اور اُن کی روٹی کا انتظام اُسی وقت کرنا ہو تو شائد کئی خواتین گھبرا جائیں اور طبیعت پر قابو بھی نہ رکھ سکیں۔ تاہم ہم کو یہی سبق ملتا ہے کہ مرتھا کو گھبرانا نہ چاہیئے تھا۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ وہ اُس سخت خدمت میں بھی سلیم الطبع اور شیریں مزاج بنی رہتی ÷

یہ مناسب نہ تھا کہ مریم کے ساتھ وہ ایسی بےصبری دکھاتی۔ گھبرائی ہوئی کمرے میں جو آئی اور مریم کو چپ چاپ مسیح کے پاؤں پاس بیٹھے دیکھا تو کچھ ناراض سی ہوئی اور خداوند سے یُوں اپیل کرنے لگی کہ "اے خداوند۔ کیا تجھے خیال نہیں کہ میری بہن نے خدمت کرنے کو مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے؟ اِس سے کہہ کہ میری مدد کرے" ÷

یہ تو میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ مرتھا کا یہ خیال غلط یا بےوجہ تھا کہ مریم کو اُس کی مدد کرنی چاہیئے تھی۔ یسوع نے بھی نہ کہا کہ وہ غلطی پر تھی۔ اُس نے صرف مریم کو یہ یاد دلایا کہ ایسی باتوں سے گھبرانا اور گڑگڑانا درست نہیں۔ "مرتھا تُو تو بہت چیزوں کے فکر و تردد میں ہے"۔ اُس نے مرتھا کی خدمت پر سرزنش ÷ کی بلکہ اُس کی گھبراہٹ اور گڑگڑاہٹ پر ÷

خداوند ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمارا بوجھ کتنا ہی بھاری اور وقت کتنا ہی تنگ کیوں نہ ہو۔ مگر مسیح کا سا اطمینان ہم کو دل میں رکھنا چاہیئے۔ مسیحی زندگی کا راز یہ نہیں ہے کہ فکر و تردد کے بغیر زندگی کیسے بسر کریں۔ کیونکہ یہ تو ناممکن ہے بلکہ یہ کہ بڑی بڑی خدمتوں اور فکروں میں بھی سلیم اور شیریں بنے رہیں +

دوسری تصویر میں ہمیں اس خاندان میں مصیبت اور تکلیف نظر آتی ہے ایک عزیز سخت بیمار ہے۔ اُس کے صحت پانے کی اُمید نہیں۔ دُکھ اور بیماری کے تجربوں سے شاید ہی کوئی مسیحی خاندان ناآشنا ہو۔ محبت اس بیمار کی خدمت کرتی رہی۔ اس کے لئے دُعا مانگتی اور اس کی صحت کا انتظار کرتی تھی۔ یسوع وہاں سے دور تھا تاہم اُس کو خبر بھیجی گئی۔ وہ آیا تو لیکن معلوم ہوتا تھا کہ دیر سے۔ دونو بہنوں نے جب کہ وہ اُسے جُدا جُدا ملیں تو یہی کہا کہ "اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا" لیکن ان بہنوں نے قدرت الٰہی کے صرف ایک جزو کو دیکھا۔ ہم تمام کو دیکھتے اور جانتے ہیں کہ یسوع ٹھیک وقت پر آیا۔ اُس نے اُن غمزدوں کو تسلی دی۔ اُن کے غم کو مٹا دیا۔ اور خاندان کو بہشت دائمی عطا کی +

تیسری تصویر ایک ضیافت کی ہے۔ یسوع کی عزت و شان میں ایک دعوت دی گئی۔ اُس کے صلیب پانے سے یہ چند روز پیشتر کا ذکر ہے۔ یہاں بھی دونو بہنیں اپنی اپنی سیرتوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ مرتھا تو حسب معمول خدمت میں لگی ہے اور مریم یسوع کے پاؤں پاس بیٹھی ہے۔ اور اُس دوست کے لئے جس نے اُن کے خاندان کے لئے اتنا کچھ کیا۔ اپنی عجیب محبت کا اظہار کر رہی ہے جو عطر اُس نے مسیح کے پاؤں پر ڈالا وہ اُس کے دل کی خالص محبت کا نشان تھا +

مریم کی یہ دلدادگی بڑی دلکش ہے۔ اُس کی تحریک محبت نے کی۔ محبت کے بغیر کوئی خدمت [illegible]سی ہی بڑی قیمتی اور کیوں نہ ہو خدا کی نظروں میں کچھ بھی منزلت نہیں رکھتی۔ دُنیا تو شاید تحسین و آفرین کے نعرے بلند کرے لیکن اگر محبت نہ ہو تو فرشتے بے اعتنائی سے مُنہ موڑ لیتے ہیں اور "اگر میں اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دوں ... اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں۔" محبت سے چھوٹی سے چھوٹی

خدمت بھی بڑی منزلت پاتی ہے۔ تاوقتیکہ ہم یسوع سے محبت نہ رکھیں ہمیں اُس کے لئے کوئی کام کرنا نہیں چاہئے۔ یہ تو یوں ہوگا کہ بے جڑ پودے باغ میں دبا دیں اور اُمید پھول اور پھل کی رکھیں۔ سب کاموں کی جڑ محبت ہونی چاہئے چونکہ مریم کا دل محبت سے شرابور تھا اس لئے اُس کے لئے مہنگا مول عطر لانا مشکل نہ تھا۔

محبت کا پھل خدمت ہے۔ لیکن یہی اُس کا سالم پھل نہیں۔ سیرت بھی اس پھل کا ایک جزو ہے۔ اگر ہم یسوع سے محبت رکھیں تو اُس کی خوب صورتی ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی۔ مسیح کی باتوں کے دل میں گھر کر جانے سے مریم بڑی حلیم اور پُر محبت بن گئی۔ یسوع کے ساتھ دوستی رکھنے سے ہم بھی یسوع کی مانند بن جاتے ہیں۔ لیکن اُس کے ساتھ خدمت بھی ضرور ہوگی۔ محبت نور کی مانند ہے اور چھپ نہیں سکتی۔ دل میں وہ بند بھی نہیں رہ سکتی۔ قید اور حبس میں بھی وہ رکھی جا نہیں سکتی۔ وہ تو چمکتی رہیگی اور بولے گی اور کام کرے گی۔ محبت ہی یسوع کو آسمان سے نیچے زمین پر لائی تا کہ وہ کھوئی ہوئی دنیا کا شفیع ہو۔ محبت ہی کی تحریک سے اُس کے رسول انجیل کی خوشخبری سُنانے کو دُنیا کی حدود تک چلے گئے۔

جیسے سنگتراش اپنے ذہن میں ایک نقشہ باندھ لیتا اور پھر اُس کے مطابق بُت تراشتا ہے۔ ویسے ہی جب تک کہ مسیح کی صورت کا ہر خط و خال زندگی میں ظاہر نہ ہو۔ کسی سیرت کو پاکیزگی اور قدوسیت کی خوب صورتی میں ڈھالنے کی کوشش کرنا کافی نہیں۔ کسی ایک خاص روحانی خوب صورتی سے انسان کامل مسیحی بن نہیں سکتا۔ مسیح کے قد کے اندازے تک پہنچنے کے لئے خدمت درکار ہے۔ اُس جوان نے کہا تھا کہ اے اُستاد میں نے لڑکپن سے ان سب پر عمل کیا ہے۔ اس پر یسوع نے اُس سے کہا "ایک بات کی تجھ میں کمی ہے جا جو کچھ تیرا ہے بیچ کر غریبوں کو دے"۔ اُس جوان کی زندگی کو جو اخلاقی طور پر قابلِ نمونہ تھی کامل بنانے کے لئے محبت کی خدمت درکار تھی۔

اکثر مسیحیوں کو اس سبق کے سیکھنے کی ضرورت ہے - وہ ہیں تو نیک - اُن کی زندگی بے عیب - اُن کی سیرت بے داغ اور اُن کے قول و فعل میں مطابقت ہے لیکن اُن میں ایک بات کی کمی ہے اور وہ خدمت ہے - مسیح سے محبت رکھنی ہمیشہ خدمت کی تحریک دلاتی ہے - ایک مسیحی فقیر کا ذکر ہے کہ خدا کو خوش کرنے کی غرض سے اُس نے کتاب مکاشفہ کے صفحوں کو اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق زرّین کرنا شروع کیا - اس مسرت بخش کام میں وہ ایسا محو ہو گیا کہ غریبوں اور بیماروں کی طرف سے جو وبا میں مبتلا ہو رہے تھے تغافل کرنے لگا - نقش و نگار کھینچتے کھینچتے وہ اپنے خداوند کے چہرے پر جا پہنچا - اس چہرے سے خداوند کی آمد ثانی کا جلال ظاہر تھا - لیکن اُس کا ہاتھ رُک گیا اور اپنی ہنرمندی بھول گیا - اس حیرت میں اُسے یہ عرفان ملا کہ چونکہ نقش و نگار کے شوق میں اُس نے خدمت کے فرائض سے تغافل کیا تھا اس لئے اُس کی یہ ہنرمندی اُس سے سلب کی گئی +

اس دریافت سے سرزنش اور تنبیہ اُٹھا کر اُس نے اپنے قلم اور رنگ کو بالائے طاق رکھ دیا اور بیماروں اور دُکھیاروں کی خدمت کرنے کو چل دیا - ان مصیبت زدوں کی خدمت وہ یہاں تک کرتا رہا کہ خود اُس نامراد مرض میں مبتلا ہو گیا - اُفتاں و خیزاں اپنی جھونپڑی کو واپس آیا کہ مرنے سے پیشتر اپنے اس چھیڑے کام کو ختم کرے - گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُس نے مدد کے لئے دُعا کی - لیکن کیا دیکھتا ہے کہ جلالی خداوند کی تصویر ایک فرشتہ مکمل کر چکا ہے اور ایسی خوب صورتی سے جو انسانی صنعت سے بالاتر تھی +

یہ ہے تو محض ایک روایت لیکن اس کا ماحصل قابل غور ہے - اکثر لوگ اپنی مسیحی زندگی میں سیرت اور چال چلن اور مزاج کو سُدھارنے اور اپنے فرائض منصبی کو وفاداری سے انجام دینے کی ہر دم کوشش تو کرتے ہیں لیکن اُس قانون محبت کو بھول جاتے ہیں جس سے مسیح کے ہر شاگرد کو خداوند کی طرح بھلائی کرنا چاہئے - مسیحی ہونا - دیانتدار - صادق - صابر - محنتی اور باسلیقہ

ہونے سے بھی کچھ بڑھ کر ہے۔ اُس سے مراد صلیب اُٹھا کر مسیح کے پیچھے پیچھے چلنا۔ لوگوں سے محبت رکھنا اور اُن کی خدمت کرنا ہے۔ اور اکثر اوقات اپنا مکان چنتا کام۔ دل پسند رفیق اور اسباب راحت و آرام چھوڑ کر محتاجوں مصیبت زدوں غریق گناہ لوگوں کی خدمت کرنا ہے۔ چونکہ یہ مسیحی فقیر اُن لوگوں سے تغافل کرتا تھا جو اُس کی خدمت کے محتاج تھے۔ اس لئے وہ خداوند کے چہرے کو نقش کرنے سے عاری ہو گیا۔ جس حال کہ کوئی مسیحی محبت کی خدمت سے تغافل کرتا رہے تو وہ اپنے خداوند کے چہرے کو اپنی رُوح پر نقش کر نہیں سکتا۔

مریم کے جٹا ماسی کا عطر لاتے کے بعد جو کچھ واقع ہوا اہم اُس پر غور کریں یسوع کے بعض شاگرد ناراض ہو گئے۔ ہر ایک کا اپنی اپنی محبت دکھانے کا طریق جُدا ہے۔ لیکن بعض لوگ دوسروں کے طریق کی ضرور عیب جوئی کرتے ہیں مسیحی کلیسیاؤں میں بھی یہی حال ہے۔ ایک ممبر دوسرے کے کام یا طریق پر اعتراض کرتا ہے۔ یاد رہے کہ یہوداہ اسکریوطی نے یہ طعن کی تھی کہ بہتر ہوتا کہ یہ عطر بیچ کر غریبوں کو دیا جاتا۔ مقدس یوحنا بڑے افسوس کے ساتھ ہم کو بتاتا ہے کہ یہوداہ کے اس پاکیزہ طعن کی اصلی غرض کیا تھی۔ یہوداہ کو غریبوں کی فکر نہ تھی بلکہ وہ چور تھا اور غریبوں کے لئے جو کچھ دیا جاتا اُس کو اپنے تصرف بیجا میں لاتا تھا۔

یسوع نے فوراً مریم کی حمایت میں اپنی آواز اُٹھائی اور ایسے طریق سے مریم کے دُکھیا دل کو عجیب تسلی ملی ہو گی۔ کسی شخص پر مسیح کی خدمت کرنے پر عیب جوئی کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ جن مسیحیوں کی محبت بھری خدمت پر اعتراض و طعن کئے جاتے ہیں وہ اس واقع سے تسلی پائیں جس میں مسیح نے ایک طعن کے اوپر مریم کی حمایت کی تھی۔

اس طعن پر مسیح نے کہا کہ "اُسے میرے دفن کے دن کیلئے رکھنے دے"۔ اس نے میرے لئے کار احسن کیا ہے۔ حالانکہ شاگردوں نے تو کہا تھا کہ اتنا روپیہ ضائع کیوں ہوا۔ مسیحی کاموں کی نسبت اکثر لوگ یہی کہتے ہیں۔ جو زندگی دوسروں کی

خدمت میں خود انکاری اور خود ایثاری میں صرف کی جائے اُس کو وہ تضیع سمجھتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ضائع وہ زندگیاں ہو رہی ہیں جو گُناہ اور عشرت کی دلدادہ ہیں۔ جو لوگ محض دُنیاوی زندگی بسر کرتے ہیں وہ اُس حیات کو ضائع کر رہے ہیں جس کے بچانے کو یسُوع نے اپنی جان دے دی۔ افسوس کہ فرشتوں کو یہ دنیاوی فیشن کی زندگی کیسی قابلِ ترس معلوم ہوتی ہوگی۔

"جو کچھ وہ کر سکتی تھی اُس نے کیا"۔ یہ بڑی اعلےٰ درجہ کی تعریف تھی۔ وہ اپنی عمدہ سے عمدہ نذر خداوند کے پاس لائی۔ شاید ہم اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں اور خود نثاریوں کو بہت بڑی منزلت دیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی بشرطیکہ وہ ہماری سب سے بہتر چیزیں ہوں تو شرف قبولیّت پاتی ہیں۔ لیکن مریم کا کام کوئی چھوٹا نہ تھا۔ عطر بڑا گراں بہا تھا اُس نے اُس بیش قیمت عطر کو تنگدلی سے خرچ نہ کیا بلکہ سارے کا سارا یسُوع کے سر اور پاؤں پر ڈال دیا۔ جو کچھ اُس نے دیا وہ اُس کا سب سے بہتر مال تھا۔

ہم اس سے سبق سیکھیں۔ کیا ہم اپنا سب سے عمدہ حصّہ مسیح کو دیتے ہیں اُس نے اپنا سب سے عمدہ انعام ہم کو دیا اور سب سے عمدہ بخششیں ہمیں ہمیشہ دیتا رہتا ہے۔ کیا ہم اپنا بچا ہوُا حصّہ اُس کو نہیں دیتے؟ پھر ہم خداوند کے ان الفاظ سے جو اُس نے مریم کی تحسین میں کہے اپنی ضمیر کو تسلّی دیتے ہیں کہ "جو کچھ وہ کر سکتی تھی اُس نے کیا"۔ آہ مریم کی خدمت تو بڑی گراں قدر تھی۔ اُس کا جو مال سب سے قیمتی تھا وہ اُس نے دیا۔ اگر ہماری ناچیز نذر سب سے عمدہ چیز نہ ہو تو یسُوع نے جو کچھ مریم اور اُس کے تحفہ کی نسبت کہا اُس سے ہم کو کچھ بھی تسلّی نہیں مل سکتی۔ بیوہ کی چھدام اُس کی سب سے عمدہ نذر تھی۔ اور گو اُس کی نذر بڑی کم قیمت تھی اُس نے اپنی سب سے عمدہ چیز دیدی ایک غریب عورت تو صرف ٹھنڈے پانی کا پیالہ ہی دے سکی۔ لیکن اگر ہم اپنی کثرت میں سے صرف تھوڑا سا دے دیں تو جو کچھ ہم کر سکتے ہیں وہ ہم نہیں کرتے۔

جائے غور ہے کہ اس مقدس خدمت میں عطر دانی بھی توڑی گئی۔ کسی بات سے دریغ کیا نہ گیا۔ شکستہ چیزوں کو بائبل میں ایک خاص منزلت حاصل ہے۔ جدعون کے ساتھیوں نے جب آپ کو دشمنوں پر ظاہر کیا تو اپنے گھڑے توڑ ڈالے۔ پولس اور اُس کے رفیق جہاز کے شکستہ ٹکڑوں پر تیر کر سمندر سے پار ہوئے۔ شکستہ دل کو خدا قبول کرتا ہے۔ یسوع کا بدن شکستہ ہوا تاکہ دُنیا کے لئے زندگی کی روٹی بنے۔ غم کی شکستہ چیزوں میں سے خدا خوب صورتی پیدا کرتا ہے۔ زمینی شکستہ اُمیدیں بسا اوقات بڑی بڑی آسمانی برکتوں کا آغاز ٹھیرتی ہیں۔ جب تک کوئی چیز شکستہ نہ ہو اُس کا حاصل ہم کو نہیں ملتا۔

ان برکتوں کی تحصیل کے لئے جو صرف غم و تکلیف ہی سے ملتی ہیں۔ خود غم بھی کوئی بڑی چیز نہیں۔ اگر خدا کی یہی مرضی ہو تو ہم شکستہ ہونے سے خوف نہ کھائیں۔ یُوں ہی خدا ہم کو خدمت کے قابل بنائے گا۔ عطر دانی کے ٹوٹنے ہی سے عطر کی خوشبو مہکی تھی۔

اس طعن پر خداوند نے یہ بھی کہا تھا کہ "اُس نے دفن کرنے کے لئے میرے بدن پر پہلے سے عطر ملا"۔ یہ لفظ "پہلے سے" بہت دلپسند ہے۔ یسوع کے گاڑے جانے پر نقودیمس بہت سا مُر اور لوبان اُس کے بدن پر ملنے کو لایا اور یہ اُس نے اچھا کیا۔ اس سے خداوند کی عزت مقصود تھی۔ نقودیمس کے ہم ہمیشہ مشکور رہینگے کہ جس خداوند سے ہم اتنی محبت کرتے ہیں اُس کو لائق طرح پر دفنانے میں نقودیمس کی شرمیلی محبت نے آخر کار ظاہر ہو کر ایسی مدد کی۔ لیکن مریم کی خدمت اس سے بھی بہتر تھی۔ وہ اپنا عطر پہلے سے لائی کہ بڑے غم کے وقت میں خداوند کو خوشی اور تسلی اور قوت ملے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس اظہار محبت سے خداوند کا دل شاد ہو گیا۔ آخری غمناک ہفتہ کے واقعات کے لئے اُس کی رُوح نے قوت پائی۔ اسی لئے خداوند نے یہ کہا تھا کہ "اُس نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے"۔

دوستی کی خدمت میں ہم کو سبق سیکھنا چاہئے۔ اکثر لوگ اپنے عزیزوں کے

اور مرگ اپنی محبت کے عطردان لاکر توڑتے ہیں۔ جس حال کہ اُن کے محبت بھرے الفاظ خوشی جرأت اور اُمید کا موجب ٹھیرتے تب تو وہ چُپ رہتے ہیں اور جب اُن کا عزیز کفن میں ٹھہر یاب پڑا ہو اور اُس کے کانوں میں اُن کی دلکش آواز جا نہ سکتی ہو تب وہ اپنی محبت کا اظہار شروع کرتے ہیں +

اکثر لوگ زندگی بھر مشکلات۔ آزمائشوں اور تکلیفوں کا سامنا بڑی بہادری سے کرتے ہیں اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر بوجھ اُٹھاتے اور بے غرض خدمت میں اپنی زندگی صرف کر دیتے ہیں اور کوئی بھی اُن کو ہمت نہیں دلاتا۔ نہ اُن سے اظہار دوستی کرتا ہے۔ لیکن اُن کے مرنے پر مدّاحوں کا ایک بڑا گروہ اُن کی عزت و تعظیم کرنے کو جمع ہو جاتا ہے۔ ہر شخص ذاتی مہربانیوں کو یاد رکھتا اور دوسروں کی مدد کا اعتراف شکر گذاری سے کرتا ہے۔ غمزدہ دوستوں کو محبت شکرگزاری اور قدردانی کے خطوط لکھے جاتے ہیں۔ کفن پر رکھنے کے لئے گلدستوں کے گلدستے بھیجے جاتے ہیں۔ جو کئی سال تک سخت راہوں میں بکھیرنے کے لئے کافی ہوتے۔ کئی نیک مرد اور خاتونیں جنہوں نے زندگی بھر محبت و ہمت کا لفظ تک نہیں سُنا اگر اپنی موت سے چند گھنٹے بعد اُٹھ کر دوستوں کی قدردانی اور محبت و اُلفت کے الفاظ سُنیں تو کیسے حیران ہوں۔ زندگی میں تو اُن کو خیال تک نہ تھا کہ ہمارے دوست اور مدّاح اتنے ہیں اور یہ کہ ہم اُنہوں کی مدد کا وسیلہ ٹھیرے ہیں +

ایک خادم الدّین کا ذکر ہے کہ مدت تک خدمت کرنے کے بعد اپنے وطن حقیقی کو رحلت کر گیا۔ اُس کی موت کے بعد ہی اُس کے احباب نے ایک جلسہ کیا اور اُس کی دلکش زندگی کا ذکر خیر کیا۔ کئی واقعات سُنائے گئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کی محنت موجب برکت ٹھیری تھی۔ متعدد لوگوں نے یکے بعد دیگرے مرحوم سے اپنی محبت اور شکرگزاری کا اظہار کیا۔ خادم الدّین کی بیوہ بھی اُس جلسہ میں حاضر تھی اور اس مہربانی اور اظہار محبت کے لئے اُس نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن ہچکیاں لے لے کر کہنے لگی کہ وہ اُس کے جیتے جی آپ نے

ان باتوں کا اظہار کیوں نہ کیا؟"

ہاں کیوں نہیں؟ بےغرضی سے اُس نے چالیس برس خدمت کی تھی۔ اُس نے تو اپنی جان سے بھی دریغ نہ کیا تھا۔ دن رات اُس کو اپنی جماعت کی فکر تھی اور جب کبھی وہ خدا کے کسی فرزند کی مدد کر سکتا تو اپنے آرام کا کبھی خیال نہ کرتا تھا۔ جماعت اُس سے محبت کرتی اور اُس کی محنتوں کی قدردانی کرتی تھی۔ لیکن اس عرصہ دراز میں کسی ایک نے بھی اُس کو نہ بتایا کہ جماعت آپ سے کیسی محبت رکھتی اور آپ کی محنتوں کی قدر کرتی ہے اور آپ کی شکرگزار ہے۔ یہ تو وہ جانتا تھا کہ خداوند میرے کام سے خوش ہے اور اس سے اُس کو ہمت ملتی تھی۔ اسی تحسین کا وہ آرزومند تھا۔ لیکن اگر اُس کی جماعت جس سے وہ محبت رکھتا۔ جس کے لئے وہ جیتا اور جس کی مدد اُس نے کئی صورتوں میں کی تھی کبھی اُس کو بتاتی کہ ہم آپ سے کیسی محبت رکھتے ہیں تو وہ کیسی تسلی پاتا اُس کا بوجھ ہلکا ہو جاتا۔ اُس کی جفاکشی سہل ہو جاتی اور خدمت کی خوشی اور بھی بڑھ جاتی +

ہمارے اکثر احباب۔ آشنا اور ہمسائے ہماری تسلّی اور دوستی سے قوت و شادمانی پا سکتے ہیں۔ ہم اپنے تمام پھول کفن کے لئے ہی رکھ نہ چھوڑیں۔ اور اپنی سنگ مرمر کی عطردانیوں کو اپنے عزیزوں کے مرتے دم تک سر بمہر نہ رکھیں۔ ہم ایسے وقت میں مہربانی کریں جب کہ مہربانی اپنا نیک اثر کرے۔ اگر ہم کو اپنے عزیزوں کے کفن کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہنا پڑے کہ "اگر میں کچھ مہربانی دکھاتا تو اُس کی راہ کو کچھ منوّر کر سکتا" تو ہمارا غم اور بھی بھاری ہو جاتا ہے +

جب یسوع نے فرمایا کہ تمام دُنیا میں جہاں کہیں انجیل کی منادی ہوگی۔ یہ بھی جو اُس نے کیا اُس کی یادگاری میں کہا جائے گا۔ تو اُس نے مریم کی بڑی عزّت کی۔ اُس کی اپنی موت کی یادگاروں میں مریم کی اس محبّت کی خدمت کو جگہ حاصل ہے۔ مریم کے عطر سے جیسے سارا کمرہ مہک گیا ویسے ہی آج کے دن تک مریم کی محبت کے ذکر سے ساری مسیحی دُنیا بھری ہے۔ اُس کی خدمت

Scanned with CamScanner

کے اثر اور خداوند کے اُس کی قدر دانی سے بے شمار خاندانوں کو برکت ملی اور لاکھوں زندگیاں شیریں اور صادق بن گئی ہیں +

# باب - ۶

## دوستی کی شرائط

ہر شخص کو جو اناجیل کا بغور مطالعہ کرتا ہے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح کی بلاہٹوں میں دو خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کی متضاد ہیں یعنی اُن کی وسعت اور تنگی دو ایسی کشادہ ہیں کہ اُن میں تمام بنی آدم شامل ہیں تو بھی اپنی شرائط کے لحاظ سے ایسی تنگ ہیں کہ صرف چند ہی اُن کو قبول کر سکتے ہیں +

انجیل کل دُنیا کے لئے ہے اور خدا کی لامحدود محبّت کی مانند وسیع ہے خُدا نے جہان کو پیار کیا۔ جب یسُوع لوگوں میں پھرتا تھا تو اُس کا دل سب کے لئے کھلا رہتا تھا۔ وہ کسی خاص قوم کا مربّی نہ تھا۔ اور نہ اُس کے نزدیک ایک شخص بھی ایسا تھا جس کو وہ چھوڑ سکتا یا جس کے ساتھ خلا و ملا میں گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ یا جس کو اُس کے ساتھ دوستی پیدا کرنے کا حق نہ تھا۔ اُس نے اپنے تئیں ابنِ آدم کہا جس سے کسی خاص شخص کا بیٹا مراد نہیں بلکہ ابنِ آدم اور اِس لئے وہ ہر شخص کا بھائی ہے جس میں انسانیت پائی جاتی تھی۔ اُس کے لئے اُس کے دل میں جگہ تھی۔ جہاں کوئی محتاج شخص پایا جاتا وہ اپنی ہمدردی ظاہر کرتا اور برکت دینا چاہتا تھا۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا کہ جو گناہ میں گر چکا ہو اور مسیح رحم اور محبت ظاہر کئے بغیر اُس کے پاس سے گذر گیا ہو۔ انسان ہونا اُس کے دل کے لئے گویا پروانہ ہمدردی تھا۔ یسُوع کی تمام بُلاہٹوں پر وسعت کی مُہر لگی ہوئی ہے ”اے تم لوگو جو

"تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" "جو میرے پاس آتا ہے میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا" "اگر کوئی پیاسا ہے مجھ پاس آئے اور پیئے" ایسے ایسے الفاظ ہمیشہ اُس کے لبوں سے نکلتے رہتے تھے۔ کوئی مرد یا عورت اُس کے ان الفاظ کو سُن کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ "اُن میں میرے لئے کچھ نہیں ہے" اُن میں کسی کو بھی الگ رکھنے کا اشارہ تک بھی موجود نہیں ہے۔ کسی خاص فرقہ مثلاً راستباز۔ معزّز۔ مہذّب یا غیر مہذّب۔ اشراف اور دولتمند کے آنے کی نسبت ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ یسُوع نے ایسا ایک لفظ بھی نہیں کہا صرف اُسی کو بُلاتا ہے جو تھکا اور بوجھ سے لدا ہؤا ہو۔ جو آسکتا ہے وہ قبول کیا جاتا ہے اور کسی طرح سے نکال نہیں دیا جاتا۔ جو کوئی پیاسا ہو وہ آنے اور پینے کے لئے بلایا جاتا ہے ÷

بعض اُستاد اپنی تعلیم کے مطابق خود ہی عمل نہیں کرتے وہ خدا کی عالمگیر محبت کا تذکرہ کرتے ہیں مگر لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس سے اُس محبت کا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ اگرچہ سب کو پیار کرنے کا اقرار تو کرتے ہیں۔ مگر جب کوئی ادنےٰ یا نیچ آدمی اُن کے پاس سے گذرتا ہے تو وہ اپنے دامن سمیٹنے لگتے ہیں۔ لیکن یسُوع ٹھیک خدا کی اُس محبت کے مطابق جس کی وہ تعلیم دیتا تھا زندگی بسر کرتا رہا۔ اُس کی نسبت یہ بات لفظی طور پر صادق آتی رہی۔ کہ اُس نے کسی کو جو اُس کے پاس آیا نکال نہیں دیا۔ اُس نے راستبازی کی اُن صفات کی تردید کی جو اُس کے لوگوں کے دینی اُستادوں نے بنائیں اور قائم کی تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنے عبادت خانوں یا عبادت کے موقعوں پر پڑھا کرتے تھے کہ "تو اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کر" مگر وہ پڑوسی کے لفظ کو ایک خاص قومی اور روحانی منتخب شدہ لوگوں کے دائرے تک محدود کر دیتے تھے۔ برعکس اس کے یسُوع نے سکھلایا کہ کسی شخص کا پڑوسی اُس کا وہی ہمجنس ہے جو محتاجی میں مُبتلا ہو گیا ہو خواہ کوئی ہی کیوں نہ ہو اس لئے جب کبھی کھوئے ہوئے اور رد کئے ہوئے لوگ اُس کے پاس آئے اُنہوں نے محسوس کیا کہ خدا

کی محبت نے اُس میں اُتار لیا ہے +

کتاب مقدس میں لکھا ہؤا ہے کہ ایک دفعہ تمام محصول لینے والے اور گنہگار اُس کی تعلیم سُننے کے لئے اُس کے پاس آئے لیکن یہودیوں کے دینی معلموں نے اُس میں نقص نکال کر یہ کہا کہ "یہ شخص گنہگاروں کو قبول کرتا اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے"! مگر اُس نے یہ کہہ کر اپنے اس طریق کی پشتی کی کہ میں کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھنے کے لئے ہی تو آیا ہوں"۔ ایک اور موقع پر اُس نے کہا کہ میں حکیم ہوں اور حکیم تندرستوں کے لئے نہیں بلکہ بیماروں کے واسطے ہوتا ہے میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بُلانے آیا ہوں۔ ایک غریب عورت جو گنہگار تھی اُس کی اس پُرمحبت دعوت کو کہ "اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ" سُن کر اُس کے اس کلام کی صداقت کو آزمانے کے لئے اُس کے پاس آئی اور روتی ہوئی اُس کے قدموں پر گر کر آنسوؤں سے اُنہیں بھگو دیا اور اپنے بالوں سے پُونچھ کر چُوما۔ تب اُس نے جٹاماسی کے عطر کا ایک ڈبا کھول کر تمام عطر اُس کے قدموں پر ڈال دیا۔ اُس کا ایسی عورت کو اپنے قدموں کے پاس ٹھہرا کر ایسا کرنے کی اجازت دینا عام دستور کے خلاف تھا۔ اگر وہ یہودی ربّی ہوتا تو اُس کو نفرت سے اپنے پاس سے دُور کر دیتا تاکہ چھُو کر اُس کو ناپاک نہ کر دے لیکن یسوع نے اُس عورت کو اپنے پاس ٹھہرنے دیا تاکہ وہ اپنی توبہ اور محبت کا کام پُورا کر لے۔ بعد ازاں اُس سے ایسی باتیں کہیں جن سے اُس کو یقین ہو گیا کہ اُسے معافی اور سلامتی حاصل ہو گئی ہے +

یسوع کی زندگی میں اُس کی وسیع بُلاہٹ کی صداقت کے بہت سے ثبوتوں میں سے یہ ایک ثبوت ہے۔ ہمیشہ کھوئے ہوئے اور گنہگار اُس کے پاس آتے تھے کیونکہ اُس میں کوئی ایسی خوبی تھی کہ اُن کے لئے اُس کے پاس آنا اور اُس سے اپنے گُناہ کے بوجھ کا ذکر کرنا اور بہتر زندگی کے حاصل کرنے کے لئے درخواست کرنا آسان تھا۔ چنانچہ اُس کے شاگردوں میں ایک محصول

Scanned with CamScanner

لینے والا تھا۔ جب یسوع نے اُس کو اپنا شاگرد بنانے کے لئے بلایا تو اُس کو اپنے دوستوں میں شامل کر کے اپنے نزدیکیوں میں شامل کیا۔ اور اب اُس کا نام آسمانی شہر کی بنیادوں میں سے ایک پر بطور "بڑے کے رسُول" کے کندہ ہے +

اس طرح سے ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کی محبت قولاً و فعلاً کیسی فراخ اور وسیع ہے۔ اُس کا دل ہر انسان کے لئے رحم سے معمور تھا۔ اُس کے پاس برکت تھی جسے وہ ہر رُوح پر نازل کرنا چاہتا تھا۔ جو چاہتا یسوع کا دوست بن سکتا تھا اور اُن میں جو اُس کے بہت نزدیک رہتے تھے شامل ہو سکتا تھا۔ کسی کے لئے اُس کا دروازہ بند نہیں تھا +

ایک اَور قسم کے الفاظ بھی ہیں جن سے اُن وسیع بلاہٹوں اور اس پُر فضل محبت کی حدبندی کی گئی ہے۔ بار بار یسوع اپنے شاگردوں کو مایوس کر دیتا تھا جب لوگ اُس کے پاس آتے تھے تو وہ اُنہیں کہتا تھا کہ فیصلہ کرنے سے پیشتر اُس نقصان کا اندازہ لگا لو جو تمہیں میری پیروی کرنے میں اُٹھانا پڑے گا۔ ایک فقرہ میں تین شخصوں کا حال درج ہے جو یسوع کے شاگرد بننے کے خواہاں تھے مگر وہ اُن کے لئے اپنی پیروی کرنا مشکل اور کٹھن بنا دیتا ہے +

ایک شخص اُس کے پاس آیا اور چکنے چپڑے انداز سے کہنے لگا کہ "جہاں تُو جائے میں پیچھے چلونگا"۔ اس سے بڑھ کر وہ اَور کیا کہہ سکتا تھا۔ کوئی شخص اس سے بڑھ کر نہیں کر سکتا تھا۔ مگر یسوع نے اس سرگرم فقیہہ کو مایوس کر دیا۔ اُس نے دیکھا کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اُس کا مطلب نہیں سمجھتا اور نہیں جانتا کہ اُس کو اس میں کتنا نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ اور شاگردی کی وہ ضروری صفات یعنی سختی کی برداشت اور خود انکاری میں اُس کی محبت قائم نہیں رہ سکیگی۔ اس واسطے اُس نے جواب میں کہ "لومڑیوں کی ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے لئے بسیرے ہیں مگر ابنِ آدم کے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں"۔ غرضیکہ اُس نے اپنی مفلسی اور بیکسی کی تصویر اُس کے سامنے کھینچ کر اُس سے کہا کہ "تم کو میری پیروی کرنے سے اُس حالت میں پہنچنا پڑیگا۔ کیا تم تیار ہو؟"

تب یسُوع دوسرے کی طرف متوجہ ہؤا اور اُس سے کہا " میرے پیچھے آ" لیکن اُس نے مہلت مانگی اور کہا " خداوند پہلے اجازت دے کہ اپنے باپ کو گاڑ آؤں" یہ درخواست بھی واجبی معلوم ہوتی تھی۔ تمام الہامی نوشتوں میں والدین کے فرائض کو اعلےٰ درجہ پایا گیا ہے تو بھی یسُوع نے کہا " نہیں "۔ " مُردوں کو اپنے مُردے گاڑنے دے مگر تُو جا کر خدا کی بادشاہت کی منادی کر"۔ اگر مشنری کام میں فوراً مشغول ہونے کے لئے باپ کی محبت کے پاک فرض کو بھی چھوڑ دینا پڑتا ہے تو شاگرد ہونا کیسا مشکل ہے +

یہ سُن کر تیسرے شخص نے بھی شاگرد ہونے کی درخواست کی مگر ساتھ ہی مہلت بھی مانگی کیونکہ اُس نے کہا کہ " میں تیرے پیچھے چلونگا لیکن پہلے میں اپنے گھر کے لوگوں سے رخصت ہو آؤں" یہ درخواست بھی مناسب تھی لیکن جواب اب بھی سخت دیا گیا یعنی " جو کوئی ہل پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دیکھتا ہے خدا کی بادشاہت کے لائق نہیں"۔ جو مسیح کی پیروی کیا چاہتا ہے اُس کے لئے گھر کے لوگوں سے آخری الوداع کرنا بھی منع کیا جاتا ہے +

ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسُوع نے لوگوں کے لئے شاگرد بننا نہ صرف مشکل اور مہنگا کر دیا بلکہ یہ ٹھیرایا کہ شاگرد بننے کے لئے خواہ کتنا ہی نقصان اُٹھانا پڑے اور انسانی محبت کے کیسے ہی پاک فرائض کو چھوڑنا پڑے۔ مگر مسیح کی بادشاہت کے کام کو اوّل درجہ دینا چاہئے +

اس قسم کی تعلیم کی ایک عمدہ مثال اُس جوان سردار کی ہے جس نے زندگی کی راہ جاننی چاہی تھی۔ ہم عموماً متلاشیوں کے لئے مسیح کی پیروی کو آسان بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یسُوع نے اُس دولتمند جوان کے لئے مشکل کام پیش کیا۔ اُس کے لئے تمام دولت کو چھوڑ کر خالی ہاتھ نئے مالک کی پیروی کرنی تھی۔ کیونکہ اُس نے اُس سرگرم مُتلاشی کو ایسا مایوس کر دیا۔ اُس نے اپنے دل میں دیکھا اور معلوم کیا کہ جب تک میں اپنے پر فتح نہ پاؤں تب تک سچا شاگرد ہو نہیں سکتا۔ سوال یہ تھا کہ وہ یا تو روپیہ کو رکھے یا یسُوع

کو۔ اُس کے سامنے ایسی کٹھن راہ پیش کی گئی کہ کم سے کم اُس دن وہ جوان یسُوع کو چھوڑ کر واپس چلا گیا +

فی الحقیقت ہر شخص کو شاگرد بنانے کے لئے اس قسم کا پیمانہ رکھا گیا۔ وہ جنہوں نے اُس کی پیروی کی سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ اُس کے پیچھے چل دئے اُن سے طلب کیا گیا تھا کہ وہ باپ اور ماں اور بچوں اور زمین کو چھوڑیں اور اپنی صلیب اُٹھا کر اُس کی پیروی کریں +

کیا وجہ ہے کہ یسُوع کی وسیع بلاہٹیں اپنی عملی صورت میں ایسی تنگ کی گئیں۔ اس کا جواب بہت سادہ ہے۔ یسُوع خدا کا مظہر تھا۔ وہ دُنیا میں محض اس لئے نہیں آیا کہ چند بیماروں کو چنگا کرے۔ اور چند تاریک گھروں میں اُن کے مُردوں کو زندہ کرکے از سرِ نو خوشی لائے اور اخلاقی اور رُوحانی تعلیم کا ایک طریقہ قائم کرے اور مہربانی۔ رحم اور محبّت کی خدمت کو شروع کرے بلکہ وہ اس لئے آیا تھا کہ کھوئی ہوئی دُنیا کو بچائے اور انسان کو گناہ کی حالت سے نکال کر پاکیزگی کی حالت میں پہنچا دے +

اور اس کام کے کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا۔ یعنی یہ کہ لوگ پھر خدا کی تابعداری میں لائے جائیں۔ یسُوع ہم کو اپنے عجیب دعووں اور تابعداری کی ذمّہ واریوں سے حیران کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر لوگ آرام چاہتے ہیں تو میرے پاس آئیں۔ اگر وہ ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہیں تو مجھ پر ایمان لائیں۔ وہ مجھے سب سے بڑھ کر پیار کریں وہ بغیر کسی قسم کی رکاوٹ اور حجّت کے میری فرمانبرداری کریں۔ وہ اپنے حال اور آئندہ کا تمام نفع میرے ہاتھوں میں سپُرد کر دیں۔ القصّہ یہ کہ وہ اپنے تئیں خدا کی جگہ رکھ کر سب کچھ جو خدا طلب کرتا ہے اُسے وہ اپنے لئے طلب کرتا ہے۔ اور اُن سے جو اُس کی تابعداری اختیار کرتے ہیں اُن سب برکتوں کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہ جو خدا اپنے فرزندوں کو دینے کا دعویٰ کرتا ہے +

اس طریق سے یسُوع لوگوں کو بچانا چاہتا تھا۔ انسانیت میں خدا کا

مظہر ہو کر وہ انسانوں کے پاس آیا اور خدا کو اُن کی پہنچ میں لا کر کہا۔ ''مجھ پر ایمان لاؤ۔ مجھے پیار کرو۔ مجھ پر بھروسہ کرو۔ میری پیروی کرو۔ اور میں تمہیں ابدی برکتوں تک پہنچا دوں گا۔'' اگرچہ دعوت تو عالمگیر ہے مگر اُس کی برکتیں صرف اُنہیں کو مل سکتی ہیں جو فی الحقیقت مسیح کو خدا کا بیٹا قبول کرتے ہیں۔ اگر یسوع نے اپنے پیروؤں سے مشکل باتیں طلب کیں۔ تو اُس کا سبب یہ تھا کہ لوگ کسی اَور طرح بچ نہیں سکتے۔ کوئی ہلکا اور آسان بندھن نہیں ہے کہ جس سے وہ اُس کے ساتھ باندھے جائیں۔ اُس کے ساتھ پیوست ہو جانے سے ہی وہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اگر کبھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے یسوع اپنی شاگردی سے کسی کو مایوس کرتا ہے تو اُس کا باعث یہ ہے کہ کوئی نئی زندگی کی نسبت جس کے لئے یسوع لوگوں کو بُلاتا تھا دھوکا نہ کھائے۔ وہ کسی کو اپنا پیرو بنانا نہیں چاہتا جو پہلے سے ہی حساب لگا کر یہ فیصلہ نہیں کر لیتا کہ آیا میں اُس کے ساتھ جانے کو راضی ہوں یا نہیں؟ لوگ مسیح کے ساتھ ایسی دوستی کر کے جو اَور سب رشتوں سے بڑھ کر ثابت ہو چکی ہو۔ آسمانی زندگی میں داخل ہو سکتے ہیں *

اس لئے دینِ مسیحی کے لئے جذبہ ہے۔ زِنزِنڈارف کا مقولہ یہ تھا۔ ''میرا ایک ہی جذبہ ہے اور وہ مسیح ہے۔'' مسیح کی طرف محبت ایک ایسی طاقت ہے کہ بیس صدیوں سے دُنیا کو تبدیل کر رہی ہے۔ شریعت اگرچہ بڑی ڈرانے والی طاقت سے تشبیہ دی گئی ہے مگر اس سے کبھی یہ کام پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ کامل سے کامل اخلاقی قانون خواہ کیسی ہی اعلےٰ حکومت سے کیوں نہ جاری کیا جائے مگر اندھیرے کو روشنی سے۔ بے رحمی کو رحم دلی سے اور سختی کو نرمی سے نہ بدل سکتا۔ وہ کونسی چیز ہے جو انجیل کو ایسی طاقت دیتی ہے جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لوگ مذہب یا عقائد ناموں یا اخلاقی نصیحتوں یا کلیسیائی طریق کی طرف بُلائے نہیں جاتے بلکہ محبت کرنے اور مسیح کی پیروی کرنے

Scanned with CamScanner

کو بلائے جاتے ہیں *

مسیح میں کونسی ایسی خوبی ہے جس کے باعث لوگ اُس کی طرف کھنچے جاتے اور سب سے زیادہ اُس کے لئے وفادار ہو کر اُس کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیتے اور ہر قسم کے خوف اور خطروں کے درمیان اپنی جان تک دے دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ اُس کی تعلیم ہے؟ کوئی شخص اُس کی مانند کلام نہ کرتا تھا۔ کیا یہ اُس کی وہ طاقت ہے جو معجزوں میں ظاہر کی گئی؟ کیا یہ اُس کی بے گناہی ہے؟ سب سے بڑا بدخواہ نکتہ چین اُس میں عیب نہ پا سکتا تھا۔ کیا یہ اُس کے کیرکٹر (خصلت) کی کامل خوب صورتی ہے۔ اُن باتوں میں سے نہ ایک اور نہ سب کے سب مسیح کی طرف عجیب وغریب کشش کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اس کا بھید صرف محبّت ہے۔ وُہ دنیا میں اس لئے آیا کہ خدا کی محبت کو ظاہر کرے۔ وہ انسانی جسم میں خدا کی محبت تھا۔ اُس کی زندگی محبّت ہی محبّت تھی۔ بڑے عجیب طریقے سے اپنی تمام زندگی میں اُس نے محبّت کو ظاہر کیا۔ لوگوں نے محبّت کو اُس کے چہرے میں دیکھا۔ اُس کے چھونے میں محسوس کیا۔ اُس کی آواز میں پہچانا۔ یہی بڑی بات تھی جو اُس کے شاگردوں نے اُس کی زندگی میں محسوس کی۔ اُس کی دوستی بے نظیر تھی ایسی نہ اُنہوں نے دیکھی اور نہ کبھی اُن کے خواب وخیال میں آئی۔ یہی باعث تھا کہ وہ اُس کی طرف کھنچ گئے اور اُس کو دل وجان سے پیار کرتے تھے۔ محبّت کے بغیر محبّت پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ زور سے پیدا نہیں ہو سکتی پاکیزگی سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ انعام دینے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ لوگ تمہارے انعاموں کو لے کر اُس کے عوض میں نفرت کرنے لگتے ہیں۔ مگر محبّت محبّت کو پیدا کرتی ہے۔ دل سے دل کو راہ ہے۔ یسوع نے لوگوں سے محبّت کی *

مگر وہ محبّت جو اُس نے اپنی زمینی زندگی کے دنوں میں اپنی دلکش اور مرغوب دوستی کے ذریعہ ظاہر کی۔ اُس کی محبّت کا سب سے اعلےٰ اظہار نہ

تھا۔ اُس کا سب سے بڑا اظہار اُس کا جان دینا تھا۔" اچھا گڈریا میں ہوں اچھا گڈریا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے"۔ یہ اُس کی محبّت کا سب سے عجیب ظہور تھا جو دُنیا میں ظاہر ہؤا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے خاص اور جانی دوست کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے مگر یسوع نے دشمنوں کی دنیا کے لئے اپنی جان دی۔ اگر اُس نے محض اپنے پیارے شاگرد اور بہادر پطرس کے لئے جان دی ہوتی۔ تو ہم اُس کا مطلب سمجھ سکتے۔ مگر اُس نے اپنا قیمتی لہُو جو ابدی خاصی کا لہُو تھا گنہگار انسانوں کے لئے بہایا مسیح کی یہی عجیب محبّت ہے جو آدمیوں کو اُس کی طرف کھینچتی ہے۔ اُس کی زندگی خاصکر اُس کی صلیب ہر ایک سے کہتی ہے "خدا تمہیں پیار کرتا ہے"۔ "خدا کے بیٹے نے اپنے تئیں تمہارے لئے دے دیا"۔ یسوعؔ نے اس عجیب بھید کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا۔ "اگر میں زمین پر سے اُوپر اُٹھایا جاؤں تو سب آدمیوں کو اپنے پاس کھینچ لونگا"۔ صلیب ہی سے اُسکی عجیب اور لاثانی طاقت ظاہر ہوتی ہے۔ صلیب کی کشش کا بھید محبّت ہے۔

"اُس نے مجھے پیار کیا اور اپنے تئیں میرے بدلے دیدیا"

اس طرح سے ہم دیکھتے ہیں کہ یسوعؔ بطور دوست کے کیسا ہے اور وہ اپنے پہلے شاگردوں کے حق میں کیسا تھا اور آج کیسا ہے؟ اُسکی دوستی کامل ہے۔ سب سے عمدہ اور گہرے دُنیاوی دوست اُس کامل نمونہ کا محض چھوٹا سا جزو ہیں۔ لیکن ہم دُنیا میں اُن کی بڑی قدر کرتے ہیں وہ ہمارے لئے بیش قیمت جواہر سے بھی قیمتی ہیں۔ ہم اَور ساری چیزوں سے محروم ہو سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اُن دوستوں کی جدائی گوارا نہیں۔ اُن سے ہم کو خوشی تسلّی اور پاک خیالات حاصل ہوتے ہیں۔ زندگی بغیر دوست کے سنسان اور خالی معلوم ہوتی ہے۔ سچ مچ محبّت سب سے بڑی چیز ہے۔ ساری دُنیا میں سوائے اُس کے کوئی چیز نہیں جو ہمارے دل کو تسلّی سے بھر سکے۔ اگرچہ دُنیاوی دوست بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ مگر اُن کی سب سے نزدیکی اور حقیقی

دوستی کامل دوستی کا جزو ہے۔ اس سے ہم کو برکتوں کا چھوٹا سا پیالہ حاصل ہوتا ہے۔ کبھی کبھی کمزوری کے باعث ایسے دوستوں کی مروّت روکی جاتی اور بعض حالتوں میں سختی سے مبدّل کی جاتی ہے۔ اُن کی سب سے بڑی مدد پر ہمیشہ بھروسہ نہیں ہو سکتا وہ اکثر بے موقع اور بے وقت ہوتی ہے ٭

مگر یسوع کی دوستی کامل ہے وہ ہمیشہ پُر از مروّت و محبّت ہوتی ہے۔ اُس کی مدد دانائی سے ہوتی ہے۔ اُس کی مہربانی آسمانی حرارت کی مانند ہے۔ جو اُس کی زندگی کو قائم رکھتی ہے جو اُسے قبول کرتا ہے۔ خدا کی تمام محبّت یسوع کی دوستی میں نازل کی جاتی ہے۔ اُس کا پیار اپنا ابدی بازوؤں کی پناہ میں آ جاتا ہے۔ یسوع کہتا ہے کہ "میں اور میرا باپ ایک ہیں"۔ اس لئے اُس کی دوستی باپ کی دوستی ہے۔ وہ جو سچائی سے اُس کو قبول کرتے ہیں اُنکی زندگیاں برکتوں کی دولت سے مالا مال ہو جاتی ہیں ٭

مسیحی زندگی میں عقائد کے لئے جگہ ہے اور اس کے مسائل گویا سچائی کا بڑا ڈھانچہ ہیں جن کے ساتھ ساتھ عقائد کی عمارت بنتی جاتی ہے جس سے یہ طاقت حاصل ہوتی جاتی ہے۔ عبادت بہت ضروری ہے۔ بشرطیکہ اُس کو ایمان اور رُوح القدس سے زندہ کیا جائے۔ رسومات کا پاک مقصد یہ ہے کہ ان کے وسیلے نہر کی طرح فضل کی دھار جاری ہو لیکن تمام رُوحانی زندگی کی جان یسوع کی دوستی ہے۔ یسوع کی محبت کو جو فہم سے باہر ہے جاننا زندہ دین ہے۔ عقائد نامے۔ عبادتیں اور رسومات اور سیکرمینٹ اُسی قدر ہمارے لئے برکت کا باعث ہوتے ہیں جہاں تک کہ وہ اُس محبّت کو ہم پر واضح کرتے ہیں اور ہم کو مسیح کے ساتھ نزدیکی والے اور شخصی رشتوں کی طرف کھینچتے ہیں ٭

یسوع کی دوستی ہماری نادار زمینی زندگی کو خاک سے اُٹھا کر خوبصورتی اور برکت کی حالت میں پہنچا دیتی ہے۔ یہ ہمارے لئے ہر چیز کو بدل دیتی ہے یہ ہم کو خدا کے حقیقی اور سچے فرزند بناتی ہے۔ یہ ہم کو اُس شے سے ملا دیتی ہے جو پاک اور حق ہے۔ یہ ہم میں مسیح کے لئے دوستی اُکساتی اور ہماری زندگی کی

تمام لہروں کو نئی اور پاک نالیوں میں پہنچاتی ہے۔ اس طرح سے یہ ہمکو ہمارے دوست کی جس کے ہم ہیں اور جس کی خدمت کرتے ہیں صورت میں ڈھالتی جاتی ہے +

اس طرح سے یسوع لوگوں کی زندگیوں کو نیا کر کے دُنیا کو بچا رہا ہے وہ آسمان کی بادشاہت کو زمین پر قائم کر رہا ہے۔ وہ نہ تو ہتھیاروں کے زور سے اور نہ شریعت کے ڈر سے بلکہ محبّت کے زور سے اپنی رعیّت بناتا ہے۔ لوگوں کو سکھلایا جاتا ہے کہ خدا اُنہیں پیار کرتا ہے۔ وہ پہلے یہ محبّت مسیح کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔ پھر اُس کی صلیب میں جہاں وہ خدا کا برّہ ہو کر اور دُنیا کے گناہوں کو اُٹھا کر مر گیا۔ اس محبّت کی زبردست تاثیر سے متاثر ہو کر وہ اپنے دل آسمانی بادشاہت کے حوالہ کرتے ہیں اس طرح سے محبّت کی فتوحات جاری رہتی ہیں۔ یسوع کی دوستی دُنیا کے گناہ اور بدی کو آسمانی پاکیزگی اور خوب صورتی میں بدل رہی ہے +

# باب - ۷

## دوستوں کا انتخاب

دوستوں کا چُننا انسان کی زندگی میں سب سے بڑی اور ضروری بات ہے۔ اکثر جوان دوستوں کے انتخاب میں غلطی کر کے اپنا سب کچھ کھو بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے لوگوں کو چُن لیتے ہیں جو اپنے اثر سے اُنہیں نیچے کھینچ لے جاتے ہیں اور قعرِ ذلّت میں گرا دیتے ہیں۔ اکثر شخصوں کا اخلاقی تنزّل اُسی روز سے شروع ہو جاتا ہے۔ جس روز وہ کسی نالائق دوست کو چُن لیتے ہیں۔ کئی عورتوں کی غم اور بُرائی کی زندگی اُس دن سے شروع ہوتی ہے کہ جس روز وہ کسی نکمّے دوست کو اپنے دل میں جگہ دیتی ہیں۔ برعکس اس کے

بہتوں کی خوشی واقبالمندی اور کامیابی وسرفرازی کی زندگی کا باعث یہ ہوُا ہے کہ وہ کسی پاک بشریف ۔ نیک اور فراخ دل کو اپنا دوست منتخب کرتے ہیں ۔ ایک دفعہ مسٹر براؤننگ نے چارلس کنگسلے سے پوچھا۔ "براہِ مہربانی آپ مجھے بتلائیے کہ آپ کی زندگی کا بھید کیا ہے تاکہ میں بھی اپنی زندگی کو ایسی ہی خوب صورت اور اچھی بناؤں"۔ اُس نے جواب دیا کہ "میرا ایک دوست تھا"۔ بہت لوگ ایسے ہیں جو اعلےٰ درجہ کے کیرکٹر یا عمدہ زندگی تک اسی طرح سے پہنچ گئے ہیں ۔ اُن کا ایک دوست تھا جو خدا سے عین وقت پر بھیجا جا کر اُنہیں مل گیا ۔ اُس نے اُن باتوں کو جو اُن کے کیرکٹر میں خوب صورت اور اُن کی زندگی میں عمدہ اور نیک تھیں اُن میں داخل کر دیا ؁

خداوند کا اپنے شاگردوں کا انتخاب ہمارے اپنے دوستوں کے چُننے کے پیرایہ میں متصوّر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ معمولی دوستوں سے بڑھ کر تھے ۔ اُس نے اُنہیں اپنا قائم مقام اور اپنی کلیسیا کی بنیاد بنایا تھا۔ تاہم اس ماجرے سے ہم اپنے لئے نصیحت حاصل کر سکتے ہیں ؁

یسُوع نے اپنے دوستوں کو بڑے تحمّل سے چُنا ۔ اُس کے شاگرد مہینوں سے اُس کے پاس رہتے تھے ۔ اپنی عام خدمت کے شروع کرنے کے کم از کم ایک سال بعد اُس نے بارہوں کو چُنا ۔ اُس کے پاس کافی وقت تھا کہ وہ اپنے پیروؤں کے گروہ سے واقف ہو ۔ اُن کے کیرکٹر کو آزما کر دیکھ لے اور اُن کی طاقت اور کمزوری کی ماہیت کو جانچ لے ؁

دوستوں کے چُننے کی نسبت بہت سی مہلک غلطیاں ناواجب جلد بازی کے سبب سے سرزد ہوتی ہیں ۔ ہم اُن کو جنہیں ہم دوست بنانے کا خیال کرتے ہیں جاننے کے لئے کافی وقت خرچ کریں اور اُن کے ساتھ دوستی کی سنجیدہ اور پختہ مُہر لگانے سے پیشتر اُنہیں بخوبی جان لیں ؁

یسُوع نے دوست کے انتخاب کو ایسا ضروری سمجھا کہ اُس نے اُس کو اپنی دُعا کا مضمون بنا لیا ۔ اُس نے تمام رات خدا کے حضور دُعا مانگی اور صبح

شاگرد منتخب کئے۔ اگر یسوع کو اپنے دوستوں کو انتخاب کرنے سے پیشتر ایسی دُعا کی ضرورت تھی تو ہم کو کتنا لازم ہے کہ اپنی زندگی میں نئے دوست بنانے سے پیشتر خدا سے صلاح لیں۔ ہم نہیں جان سکتے کہ اُس دوست کا ہم پر کیسا اثر پڑے اور اُس کے وسیلے ہم کہاں تک پہنچ جائیں یا اُس کے باعث سے ہم پر کیسے کیسے رنج اور تکلیفیں آئینگی یا ہماری رُوح کیسی خوب صورت یا بدصورت بنائی جائیگی۔ ہم کسی کو اپنا دوست قبول نہ کریں جب تک کہ خدا اُسے ہمیں نہ دے جوان اس سے بڑھ کر کسی اور بات میں الٰہی دانائی کے محتاج نہیں ہیں جتنے کہ اس بات کا فیصلہ کرنے میں کہ کون اُن کا دوست ہوگا۔ آخری عشا کے موقع پر یسوع نے اپنی دُعا میں اپنے دوستوں کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ "وہ تیرے تھے۔ تُو نے اُن کو مجھے عطا کیا ہے" جو شخص یہ کہتا ہے کہ "وہ یہ شے خدا نے مجھے دی۔ یہ دوست مجھے خدا نے عطا کیا"۔ اس سے دوستی بہت سی پاکیزہ ہو جاتی ہے ÷

یسوع نے اپنے دوستوں کو چُننے میں اُن سے آرام اور مدد حاصل کرنے کا اتنا خیال نہیں کیا جتنا اُس نے اس امر کا خیال کیا کہ وہ خود اُن کے لئے مدد اور تسلّی کا باعث ہو سکے۔ وہ اپنے لئے دوستی کا بھُوکا تھا۔ اُس کا دل بھی اُس کا اسی قدر محتاج تھا جیسا کہ ایک انسانی دل ہوتا ہے۔ جب کبھی کوئی اپنی محبّت کے اظہار میں اُس کے پاس کچھ لایا اُس نے اُس کو خوشی سے قبول کیا۔ اُس نے غریبوں۔ بچّوں اور محتاجوں کی دوستی کو قبول کیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بیت عنیاہ کا گھر بمعہ اپنے اعتبار۔ آرام۔ پناہ اور دلی محبّت کے جو اُس کو وہاں حاصل ہوتی تھی اس کے لئے کیسا دلکش تھا۔ انجیل کی تمام رقّت آمیز کہانیوں میں سے ایک یہ ہے۔ جب یسوع باغ میں ہمدردی کا بھُوکا ہو کر بار بار اپنے انسانی دوستوں کے پاس آتا تھا۔ اس اُمید سے کہ اُنہیں محبّت میں جاگتا پائے مگر اُس نے اُنہیں سوتے پایا۔ وہ کلمات جو اُس موقع پر اُس کے لبوں سے نکلے کہ "تم ایک گھنٹہ بھر بھی میرے ساتھ جاگ نہ سکے" بڑی مایوسی

کے الفاظ تھے۔ یسوع اپنے لئے دوستی کی برکتوں کا بھوکا تھا اور بارہوں کے چُننے میں وہ اُن کے ساتھ اپنی رفاقت میں تسلی اور طاقت حاصل کرنے کی اُمید رکھتا تھا +

لیکن اُس کی سب سے دلی خواہش یہ تھی کہ وہ اُن کے لئے برکت ہو۔ وہ خدمت کروانے کے لئے نہیں بلکہ خدمت کرنے کے لئے اور دوست حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوست بننے کے لئے آیا تھا۔ اُس نے بارہوں کو چُنا تاکہ اُنہیں عزت اور نیکی میں سرفراز کرے۔ اور اُن کی زندگیوں کو پاک وصاف اور مفید بنائے تاکہ اُنہیں اپنے گواہ قرار دے اور کہ وہ اُس کو انجیل کو پھیلانے اور اُس کی زندگی اور تعلیم کو دُنیا پر ظاہر کرنے کا وسیلہ ہوں۔ وہ اپنے لئے کچھ نہ چاہتا تھا۔ بلکہ اُس کا دل ہر دم بے غرض محبت سے پُر تھا +

ہم یسوع سے سیکھتے ہیں کہ دوستی کی سب سے ضروری بات یہ نہیں ہے کہ ہم دوستوں کی تمنا رکھیں بلکہ یہ کہ ہم دوست ہونے کی خواہش کریں نہ کہ اوروں سے فائدہ اور مدد حاصل کریں۔ بلکہ اوروں تک برکتیں پہنچائیں بسا اوقات دوستی محض خودغرضی کی بنا پر کی جاتی ہے تاکہ اُس سے خوشی یا دل کی مُراد حاصل ہو۔ برعکس اس کے اگر اوروں کا بھلا کرنے اور اُنکی مدد اور خدمت کرنے کے لئے دوست ہونے کی خواہش کی جائے تو ایسی خواہش مسیحی خواہش ہوگی۔ اور زندگی اور کیرکٹر (سیرت) کو بہتر بنائے گی +

اس خیال سے ہم کو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ یسوع نے کس قسم کے لوگوں کو اپنا دوست بنانے کے لئے چُن لیا۔ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا تھا آسمان سے اُتر کر اپنی قوم کے بڑے مہذب اور تعلیم یافتہ آدمیوں کو جو ذی فہم اور عقلمند اور بارُعب ہوتے اپنے لئے دوست منتخب کرتا لیکن بجائے اس کے کہ یروشلیم کو جاکر ربیوں۔ کاہنوں۔ فقیہوں اور حاکموں میں سے اپنے لئے رسول انتخاب کرے۔ اُس نے سادہ اور عام لوگوں خصوصاً گلیل کے مچھوؤں

Scanned with CamScanner

میں سے دوست چُنے۔ اُس کا ایک سبب یہ تھا کہ وہ اُن لوگوں میں سے اپنے دوست چُن لے جو اُس کی طرف راغب ہو چکے تھے اور اُن میں سے کوئی بڑا عالم یا تہذیب یافتہ نہ تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اُس نے مرتبہ۔ عزت۔ نام۔ دُنیاوی رُعب یا انسانی دانائی کی نسبت دل کی خوبیوں کی زیادہ پروا کی۔ اُس نے اُنہیں اپنے پاس رکھنا چاہا تاکہ وہ اُس کے ساتھ رہ کر اُسکا سا مزاج حاصل کر لیں۔ اور اُس کے وفادار اور ہمدرد رسول بن سکیں +

یسوع نے اَن پڑھے اور غیر تربیت یافتہ آدمیوں کو اپنے گھرانے میں شامل کیا اور فوراً ہی اپنے بڑے کام کے واسطے اُنہیں تیار کرنے لگا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ یسوع نے بارھوں کو چُنا تاکہ اُس کی تعلیم لوگوں میں دُور دُور تک پھیلائیں اور کہ وہ اُس کے کلمات کو جمع کریں اور اپنے اثر کو بہت سے شاگردوں پر صاف اور موثر طور سے ڈالیں تاکہ وہ مِٹ نہ سکے +

اس نے اُنہیں اپنے نزدیکی رشتہ میں قبول کیا اور اپنی بادشاہت کی بڑی بڑی سچّائیاں سکھلائیں اور اپنی زندگی کی مُہر اُن پر لگائی اور اُن میں اپنی رُوح پھُونکی۔ ہم رسُولوں کو بڑے آدمی سمجھتے ہیں وہ بڑے آدمی بن گئے اُن کے اثر نے بہت سے مُلکوں کو بھر دیا اور آج کل تمام دُنیا اس سے پُر ہے۔ وہ تخت پر بیٹھ کر تمام قوموں کی عدالت کرتے ہیں۔ لیکن جو کچھ وہ بن گئے اس کا باعث یسوع کے ساتھ دوستی تھا۔ اُس نے اُنہیں تمام بزرگی دی۔ اُس نے اُنہیں یہاں تک تربیت دی کہ اُن کی جہالت تہذیب میں تبدیل ہو گئی۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اُس نے خلوت میں بہت سا وقت اُن پر خرچ کیا۔ وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے۔ اُنہوں نے اُس کی تمام زندگی دیکھی +

اُن کے لئے تین برس تک یسوع کے ساتھ رہنا۔ اُس کے ساتھ کھانا اُس کے ساتھ پھرنا۔ اُس کی تمام گفتگوؤں کو سُننا۔ اُس کے صبر۔ مہربانی اور فکروں کو دیکھنا۔ اُن کے لئے فخر کا باعث تھا۔ اُس کے ساتھ رہنا گویا بہشت

میں رہتا تھا کیونکہ یسوع خدا کا بیٹا یعنی خدا مجسّم تھا۔ جب فیلبوس نے یسوع سے کہا "خداوند ہمیں باپ کو دکھلا کہ یہ ہمارے لئے کافی ہے"۔ یسوع نے جواب دیا "جس نے مجھے دیکھا ہے اُس نے باپ کو دیکھا ہے"۔ اس لئے یسوع کے ساتھ رہنا خدا کے ساتھ رہنا تھا۔ اگرچہ اُس کے جلال کو انسانیت کے پردے نے کسی قدر دھندلا سا کر رکھا تھا تو بھی اُس کی اُلوہیت میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ تین سال تک شاگرد خدا کے ساتھ رہے اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ اُن کی زندگیوں میں ایسی تبدیلی ہوگئی اور جو کچھ اُن میں بہتر تھا وہ محبت کے خوشگوار موسم میں کہ جس میں وہ رہتے تھے انگور کی طرح باہر نکل آیا۔

اُس نے بارہوں کو چُنا۔ غالباً اس لئے کہ اسرائیل کی بارہ قومیں تھیں تاکہ یہ تعداد جاری رہے۔ ایک انجیل نویس لکھتا ہے کہ اُس نے اُن کو دو دو کر کے بھیجا کیوں؟ چونکہ تمام دُنیا میں انجیل کی بشارت دینی تھی۔ کیا بہتر نہ ہوتا کہ وہ ایک ایک کر کے بھیجے جاتے۔ اس طرح وہ دُگنی جگہوں میں جا سکتے تھے۔ کیا ایک ہی جگہ دو دو کر کے بھیجنا طاقت کا ضائع کرنا نہ تھا؟

اس میں شک نہیں ہے کہ یسوع نے سوچ کر ہی ایسا کیا۔ اگر ایک ایک جاتا تو وہ تنہائی محسوس کرتا مگر دو دو کر کے جانے سے وہ ایک دوسرے کی محبت کا فائدہ اُٹھا سکتے تھے۔ اُن دنوں میں انجیل کی بہت مخالفت کی جاتی تھی اور اکیلے کے لئے مخالفت کا سامنا مشکل ہوتا۔ بھائی کی رفاقت دل کو نہایت مضبوط اور دلیر بنا دیتی ہے ہم نہیں جانتے کہ کہاں تک ہم اپنے ساتھیوں کے مقروض ہیں۔ کہاں تک ہم کو اُن سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ کتنی دفعہ اُن کے بغیر ہم دل شکستہ اور مایوس ہو جاتے ہیں۔

---

علم ادب میں خوشی کی سب سے عمدہ تعریفوں میں سے ایک الیور وینڈل ہومس نے اس طرح کی ہے کہ "خوشی غم کے آتش کدہ پر کھڑی ہے"۔ جب اُس کی پیاری بیوی گذر گئی اور ایک بوڑھا اُس کو تسلّی دینے کے لئے آیا تو

اپنے سفید سر کو ہلا کر کہا کہ اب بچاؤ کی کم اُمید ہے۔ سچّا ساتھی عجیب تسلّی بخش ہے۔ تنہائی دُکھدائی ہے۔ تم ایک کوئلے سے آگ نہیں جلا سکتے۔ لکڑی کا اکیلا ٹکڑا نہیں جل سکتا لیکن دو کوئلوں اور لکڑی کے دو ٹکڑوں کو ساتھ ساتھ رکھ دو تو آگ خوب تیزی سے جلنے لگے گی۔ یسُوع نے اپنے شاگردوں میں سے دو دو کو جوڑ دیا تاکہ باہمی دوستی سے ایک دُوسرے کو اُکسائیں ۔

بارہوں کو اس طرح کا ایک اَور سبب بھی تھا ان میں سے ہر ایک کمزور انسان تھا۔ یعنی اُن میں سے کوئی ہر امر میں کامل نہیں تھا۔ ہر ایک میں اُس کی اپنی خاص طاقت اور خاص کمزوری تھی۔ یسُوع نے اُن کو اس طرح جوڑ دیا کہ ہر ایک دو مل کر ایک نیک آدمی بن جائے۔ جلد باز اور اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے پطرس کو محتاط اور دیکھ بھال کے کام کرنے والے اندریاس کی ضرورت تھی۔ توما جو شکّی تھا متّی پکّے ایماندار کے ساتھ جوڑا گیا۔ کسی اتفاق سے یہ بارہ چھ حصّوں میں تقسیم نہیں ہوگئے تھے۔ یسُوع جانتا تھا کہ آدمی میں کیا ہے اور اُس نے اُن آدمیوں کو ایسے طور سے آپس میں ملا دیا تاکہ ہر ایک میں جو کچھ سب سے بہتر ہے وہ باہر آجائے اور اس طرح سے اُن کی زندگیوں کو جوڑ کر اُن کے قصوروں اور کمزوریوں کو خوب صورتی اور طاقت میں بدل دیا۔ اُس نے سب کو یکساں بنانے کی کوشش نہیں کی۔ اُس کی یہ کوشش نہ تھی کہ پطرس یوحنا کی طرح چُپ چاپ اور حلیم بن جائے یا توما متّی کی طرح سرگرم اور پکّا ایماندار ہو جائے۔ اُس نے ہر شخص کی شخصیّت کو دیکھ کر اُسی کو نشوونما میں لانے کی کوشش کی۔ اُس کا پطرس کی تیز سرگرمی کو مستقل مزاجی اور احتیاط میں ڈھالنا گویا پطرس کو اُس سے جو اُس کی نیچر میں سب سے عمدہ ہے محروم کرنا تھا اُس نے اپنے رسولی گھرانے میں اس قدر مختلف مزاج کے نمونے پائے جس قدر کہ آدمی پائے جاتے ہیں اور ایک میں کسی خاص خوبی کی زیادتی دوسرے کی کمزوری پر غالب آگئی ۔

یسُوع کے اپنے شاگردوں کو تربیت دینے کے طریقے پر غور کرنا خالی از

Scanned with CamScanner

دلچسپی نہ ہوگا۔ سچّی دوستی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی دوست کی زندگی کو آسان بنایا جائے۔ بلکہ یہ کہ دوست کو کچھ بنا دیا جائے۔ یہی خدا کا طریقہ ہے وہ ہر بوجھ کو جس کے نیچے وہ ہمیں دبا ہؤا دیکھتا ہے جلدی سے اُٹھا نہیں لیتا۔ وہ ہماری اُن دُعاؤں کا جو ہم مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے لئے۔ یا اُن آزمائشوں سے بچنے یا اُن قربانیوں کے لئے جو ہم کو کرنی پڑتی ہیں مانگتے ہیں۔ فی الفور جواب نہیں دیتا۔ وہ ہم کو سختی یا نقصان یا دُکھ سے نہیں بچاتا۔ وہ ہمارے لئے آسانی نہیں کرتا۔ بلکہ ہم کو کچھ بنانا چاہتا ہے۔ ہم بوجھ کے نیچے دب جاتے ہیں۔ والدین بڑی غلطی کرتے ہیں۔ جب کہ وہ اپنے بچوں کو سخت کاموں یا تربیت سے بچانے کا خیال کرتے ہیں۔ وہ جو اپنے پیارے کے لئے محض خوشی اور آرام کی تلاش کرتا رہتا ہے۔ نکمّا دوست ہے۔ ”زندگی میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کوئی شخص ہم کو بہتر سے بہتر کام کرنے کے لائق بنادے“۔

یسُوع سچّا اور حقیقی دوست تھا۔ اُس نے کبھی کوشش نہیں کی کہ بوجھ کو ہلکا کردے یا راستے کو صاف یا کشمکش کو آسان کردے۔ اُس نے اپنے شاگردوں کو ایسے آدمی بنانا چاہا کہ جو دنیا کے مقابلے میں کھڑے ہو سکیں۔ وہ جن کے کیرکٹر اُس کی زندگی کے ہر کام میں پاکیزگی کی خوب صورتی کا عکس ڈالیں وہ جن کے ہاتھوں میں اُس کی انجیل محفوظ رہے جب کہ وہ اُس کے ایلچی ہو کر دُنیا میں جائیں۔ اُس نے ہر ایک رسُول کے روبرو اعلےٰ پیمانہ رکھ دیا۔ اور اُس کو اُس پیمانہ کے مطابق کام کرنے کی مدد دی۔ اُس نے اُنہیں سکھایا کہ صلیب کا قانون زندگی کا قانون ہے۔ اور کہ اپنی جان بچانا اُس کو کھو دینا ہے۔ اور محض اُسی وقت جبکہ ہم اپنی جان کھو دیتے ہیں یا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں محبت کی خدمت میں دے دیتے ہیں تو ہم نے الحقیقت اُس کو بچا لیتے ہیں *

کسی کو آدمی بنا دینا آسان نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض ملکوں میں سارنگی بنانے والے اپنے کاریگر ہاتھوں سے سارنگی کو توڑتے اور اُس کی از سرِ نو مرمّت کرکے اُسے ایسا عمدہ باجہ بنا لیتے ہیں کہ اگر وہ نیا اور ثابت اور مکمل رہتا

تو ایسا نہ بن سکتا۔ خواہ ہمارے مالی معاملات کی نسبت یہ سچ ہو یا نہ ہو۔ مگر انسانی زندگیوں کی نسبت ضرور سچ ہے۔ ہم بغیر تنبیہ۔ دُکھ اور خرچ کی طاقت۔ خوب صورتی عزت اور دوسروں کو مدد کرنے کی حالت تک نہیں پہنچ سکتے۔ یسوع کی بابت بھی لکھا ہے کہ وہ بھی دُکھوں سے کامل کیا گیا۔ اُس میں گناہ نہ تھا تو بھی اُس کو یہ کاملیت کشمکش۔ آزمائش۔ دُکھ اور غم کے وسیلے حاصل ہوئی تاکہ وہ ہمدرد دوست یا مددگار نجات دہندہ ہو سکے۔ رسولوں میں سے بھی کوئی دُکھ اور مصیبت اُٹھانے کے بغیر یسوع کی شاہی طاقت کو حاصل کر کے اور اُس کا قائم مقام ہو کر بنی آدم کا مددگار ہونے کے درجہ تک نہیں پہنچا۔ اس دنیا میں کوئی شخص بھی آرام اور سہولیت کی سڑک پر چل کر جس پر پھول بچھے ہوں مفید یا حقیقی عزت کی زندگی تک نہیں پہنچا۔ ہم دُکھ اُٹھانے اور آنسو بہانے کے بغیر کبھی عمدہ اور معزز کام کرنے کے لائق نہیں بن سکتے۔ یہ ہمیشہ سچ ہے کہ "وہ چیزیں جو دُکھ دیتی اور وہ جو روک پیدا کرتی ہیں۔ انسان کی زندگی کو کاملیت کے درجہ تک پہنچاتی ہیں۔ اور صدمے۔ تنگیاں اور مصیبتیں خوشی کے دنوں سے بڑھ کر ہمارے دوست ہیں"۔ ہمارا حال کیسا ہے؟ زندگی ہمارے لئے حقیقی ہو جاتی ہے۔ جب کہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ خوشی اور غم۔ آرام اور تکلیف۔ کامیابی اور ناکامی تندرستی اور بیماری۔ شانتی اور کشمکش کی حالت میں خدا ہم کو انسان بنا تا رہتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ آیا ہم کرتے ہیں یا نہیں۔ ایک شخص ہے جو سخت آزمائش میں سے گذر رہا ہے۔ کئی مہینوں سے اُس کی بیوی سخت تکلیف اُٹھا رہی ہے۔ اس تمام عرصہ میں وہ مالی زیرباری اور ہمدردی کا بوجھ اُٹھا رہا ہے اور ہر لمحہ کا دُکھ جو اُس کی بیوی اُٹھا رہی ہے اُس کے دل کو تلوار کی طرح کاٹ رہا ہے۔ فکر اور راتوں کی بیداری اور تھکاوٹ کا بوجھ بلکہ بیوی کی بیماری کی سخت تکلیفات خدا کی پُر از محبت رغبت کا یقین دلاتی ہیں مگر اُس کی آنکھ زیادہ غور کے ساتھ اُس شخص پر لگی ہوئی ہے جو ہمدردی اور تردّد کا بوجھ اُٹھا رہا ہے۔ وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ آیا وہ شخص اُس آزمائش میں قائم رہ سکتا ہے یا نہیں اور یہ

کہ زیادہ سے زیادہ بہتر اور مضبوط بنتا جاتا ہے یا نہیں۔ مسیحی کی زندگی میں ہر مشکل اور تکلیف وہ بات اُس کے لئے نئی فتح پانے اور زیادہ آدمیت کے درجے تک پہنچنے کا ایک اور موقع ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ہم شاگردوں کی نسبت بہت تھوڑا جانتے ہیں۔ اُن میں سے چند کا کسی قدر زیادہ ذکر ملتا ہے۔ مثلاً پطرس۔ یعقوب اور یوحنا کو ہم بخوبی جانتے ہیں۔ کیونکہ الہامی کلام میں اُن کے نام بار بار آتے ہیں۔ متی سے اُس کی انجیل کے سبب جو اُس نے لکھی ہے واقف ہیں۔ توما کے نام سے بھی اُس کے شکوک کے باعث آشنا ہیں۔ اُس یہوداہ کا حال جو اسکریوتی نہ تھا بہت کم معلوم ہے۔ باقیوں کی نسبت ہم سوائے اُن کے ناموں کے اور کچھ نہیں جانتے۔ بہت تھوڑے بائبل کے پڑھنے والے ہونگے جو بارہوں کے نام بھی بتلا سکتے ہیں۔

اناجیل میں رسولوں کا مفصل احوال درج نہ کئے جانے کا ایک سبب یہ ہے کہ بائبل صرف ایک ہی نام کی عظمت کو قائم کرتی ہے۔ یہ سوانح عمریوں کی کتاب نہیں بلکہ خداوند یسوع مسیح کی کتاب ہے۔ ہر رسول اپنے مالک کا اکیلا دوست ہے جس میں اور کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ ہم اُن کی سنجیدہ تقریروں اور لمبے لمبے سفروں کا جو اُس کی گہری رفاقت میں اُنہوں نے کئے اور دلوں کے کھولنے اور کمزوریوں اور ناکامیابیوں اور بہت دعاؤں کا جو اُنہوں نے آپس میں ملکر کیں خیال کر سکتے ہیں۔ ہم یقین کر سکتے ہیں کہ ان تین سال کے عرصے میں خداوند کے دل کے مبارک انکشاف کے باعث اُن میں سے ہر ایک کے دل میں اُس کی پاک دوستی کی علیحدہ علیحدہ تشریح تھی۔ لیکن اس کی نسبت تمام نئے عہد نامے میں ایک لفظ بھی درج نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے حالات کا ظاہر کرنا مناسب نہ تھا۔

ہم کو یہ بھی یقین ہے کہ بارھوں میں سے ہر ایک نے یسوع کے صعود کے بعد بہت عمدہ کام کیا۔ لیکن کسی نے اُس کو قلمبند کر کے محفوظ نہیں رکھا۔ روائتیں تو ہیں مگر اُن میں تاریخ بہت ہی تھوڑی ہے۔ کتاب اعمال رسولوں کے اعمال کی کتاب

نہیں ہے۔ اُس میں یُوحنّا کا بہت تھوڑا اور پطرس کا کچھ اُس سے زیادہ۔ پولس کا بہت زیادہ اور باقیوں کا سوائے اس کے کہ پہلے باب میں اُن کے ناموں کی فہرست پائی جاتی ہے کچھ ذکر نہیں ہے +

ضرورت نہیں کہ ہم اس کی بابت کچھ فکرمند ہوں۔ ہر زمانے کے بھلے اور مفید لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہؤا ہے۔ صرف چند نام محفوظ رہ جاتے ہیں۔ اور بہتوں کے نام فراموش ہو جاتے ہیں۔ دُنیا اپنے مربیوں کا بہت تھوڑا حال محفوظ رکھتی ہے۔ لیکن ایک ایسی جگہ ہے جہاں چھوٹی سے چھوٹی مہربانی جو مسیح کے نام سے کی جاتی ہے لکھی اور یاد رکھی جاتی ہے +

بہت عرصہ کا ذکر ہے کہ ایک گہری وادی میں ایک خوب صورت پودا اُگا جو ہوا میں لہراتا تھا۔ ایک دن یہ گویا اس امر کی شکائت کرتا ہؤا گر پڑا کہ کوئی اس کی خوب صورتی کو یاد نہ کرے گا۔ مگر کچھ دن ہوئے کہ ایک شخص جو علم طبقات الارض کا ماہر تھا اپنی علمی تحقیقات میں اپنا ہتھوڑا لے کر وہاں گیا اُس نے اپنا ہتھوڑا ایک چٹان پر مارا اور اُس کے جوڑ میں ایک پودے کی صورت بنی ہوئی دیکھی۔ جس کا ہر رگ و ریشہ بلکہ نازک سے نازک پتّیوں کی صورت موجود تھی۔ یہ وہی پودا تھا جو زمانوں پیشتر اُگا اور سبزی کے ڈھیر میں گر گیا۔ وہ تو مر گیا۔ مگر اُس کی یادگار محفوظ رہی جو اب تک ظاہر ہے +

ویسا ہی حال گُمنام رسُولوں اور اُن سارے لوگوں کا ہے جنہوں نے اپنی خوب صورت زندگیاں خدا اور انسان کے لئے بسر کیں اور دُنیا سے غائب ہو گئے۔ کوئی چیز جاتی نہیں رہتی اور نہ فراموش کی جاتی ہے۔ آئندہ زندگی میں یادگاریں قائم رہتی ہیں۔ ایک روز ہر چیز ظاہر کی جائیگی۔ مکاشفات کی کتاب میں لکھا ہے کہ آسمانی شہر کی بنیادوں پر بڑے کے بارہ رسُولوں کے نام لکھے ہیں۔ اگرچہ نیا عہد نامہ اُن کی لائق زندگیوں کے واقعات بیان نہیں کرتا مگر ابدی چٹانوں میں اُن کے نام کھودے گئے ہیں۔ جہاں ہر آنکھ ہمیشہ تک اُنہیں دیکھتی رہے گی +

اُن چُنے ہوئے دوستوں کی زندگیوں پر یسُوع نے اپنی صورت نقش کی۔ اُس کی مبارک الٰہی انسانی دوستی نے اُن کو اِنسان بنا کر اِس لائق کر دیا کہ اُس کا نام لے کر دُنیا کی حدّوں تک جائیں۔ یہ ایک نیا اور عجیب اثر تھا جو دُنیا پر پڑا یعنی یسُوع مسیح کی پاک دوستی رسولوں کے دلوں اور زندگیوں میں شروع ہوئی اور نے الفور اِس پُرانی دُنیا کو نئی بنانے لگی وہ جو ایمان لائے اُنہوں نے اپنے دلوں میں اُس عجیب دوستی کو حاصل کیا۔ اُنہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ایسے طور سے پیار کیا۔ کہ لوگوں نے اِس سے پہلے کبھی نہ کیا تھا۔ مسیحی ایک ہی خاندان کے طور پر آپس میں مل جُل کر رہنے لگے ٭

پنتیکوست کے دن سے یسُوع کی یہ عجیب دوستی جہاں کہیں انجیل پہنچائی جاتی ہے پھیلتی رہتی ہے۔ اُس نے اپنی عجیب محبّت کے باعث دُنیا کو مسیحی گھرانے دئے ہیں۔ اُس نے ہسپتال اور کوڑھی خانے بنائے ہیں۔ اور ہر مقام میں جہاں کہ خوشخبری سُنائی گئی ہے ہر قسم کے خیراتی کام جاری کئے گئے ہیں۔ یسُوع کی صلیب سے موسم بہار کی خوشگوار ہوا کی مانند نرمی کی لہر تمام دُنیا پر پھیل گئی ہے۔ یسُوع کی دوستی نے جو دُنیا کے لئے بطور وراثت کے اُس کے شاگردوں کے دلوں میں چھوڑی گئی عجیب کام کیا ہے۔ اور اُس کی خدمت اور اثر بڑھتا رہے گا۔ جب تک کہ ہر چیز جو بُری معلوم ہوتی ہے دُنیا سے جاتی نہ رہے گی اور خدا کی محبّت تمام زندگی میں پھیل جائیگی ٭

# باب - ۸

## احسان فراموش دوست

اس دُنیا میں محبت کا اکثر عوض نہیں دیا جاتا۔ بہتوں نے خالص اور پاک محبت کی۔ مگر اُن کو اس محبت کا کوئی عوض نہیں دیا گیا۔ ماں باپ کی محبت کا اکثر کچھ بھی بدلہ نہیں دیا جاتا۔ والدین اپنے بچوں کے لئے زندگی بسر کرتے ہیں۔ جب وہ بے کس اور معصوم ہی ہوتے ہیں تو وہ اُن پر اپنی محبت ظاہر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اُن کے لئے محنت کرتے۔ اُن کے لئے دُکھ اُٹھاتے۔ اُن کو آرام دینے کے لئے اپنے آرام کو ترک کر دیتے ہیں۔ اُن کے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ جب وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ تو اُنکی تیمارداری اور خبرگیری کرتے۔ اُن کے لئے دُعا مانگتے اور اُن کو تعلیم دیتے ہیں۔ دُنیا کی تمام محبتوں میں سے والدین کی محبت خدا کی محبت سے بہت کچھ مشابہ ہے۔ انسانی خوبیوں میں سے یہی ایک خوبی ہے جو آدم کے گناہ میں مبتلا ہونے کے وقت سے اب تک بغیر کسی قسم کے نقصان کے ویسی ہی چلی آتی ہے +

بچوں کے والدین کی فرمانبرداری کرنے سے جو بعض بعض گھرانوں میں دکھلائی دیتی ہے۔ دُنیا میں بہت تھوڑی چیزیں زیادہ خوب صورت ہونگی لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اس الٰہی محبت کا کچھ تبادلہ نہیں دیا جاتا۔ اکثر اس محبت کا جو بنی آدم کی بھلائی کے لئے ظاہر کی جاتی ہے بہت کم معاوضہ دیا جاتا ہے۔ بہت سے اپنی تمام زندگی اوروں کی بھلائی میں بسر کرتے ہیں مگر کوئی صلہ نہیں پاتے۔ بہتوں نے اپنے ملک کی بے غرض اور وفاداری سے خدمت کی ہے مگر کچھ صلہ نہیں پایا بلکہ بعض صورتوں میں وہ دُکھ میں چھوڑ دیئے گئے اور مفلسی اور فراموشی کی حالت میں مر گئے۔ اکثر قید خانے میں

ڈالے گئے یا قتل کئے گئے یا اُس ملک سے جلاوطن کئے گئے کہ جو اپنے جلال اور بزرگی کے لئے اُن کی حبّ الوطنی اور وفادار خدمت کا ممنون تھا۔ اسی طرح بہتوں کے دل ناشکرگزاری کے باعث ٹوٹ جاتے ہیں +

یسوعؔ دُنیا کا سب سے بڑا مربی تھا۔ کسی نے کبھی اُس کی مانند نہ تو قوم کو پیار کیا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ وہ الٰہی ایلچی تھا۔ جو دُنیا کے بچانے کے لئے آیا۔ اُس کی تمام زندگی محبّت کا مکاشفہ تھی۔ وہ محبت جو یسوعؔ مسیح میں ظاہر ہوئی وہ محض انسانی محبت نہ تھی بلکہ خدا کی محبّت تھی جس کی گہرائی اور مضبوطی لا انتہا ہے۔ تو بھی اُس کی اُس عجیب وغریب محبّت کا عوض ناشکرگزاری حاصل ہوا۔ "وہ دُنیا میں تھا اور دُنیا اُس سے بنائی گئی۔ اور دُنیا نے اُس کو نہ جانا"۔ صرف چند شخصوں نے اُسے پہچانا اور اُس کی محبّت کو قبول کیا لیکن بہتوں نے اُس کی کچھ پروا نہ کی۔ بلکہ اُس میں خوب صورتی نہ دیکھی اور اُس کی برکتوں کو رد کیا۔ اُس نے سب کی برداشت کی اور سب کی بھلائی کی اور اپنی محبّت کو ایسی منّتوں اور سماجتوں سے جن کی طرف کچھ توجّہ نہ کی گئی ضائع کیا یہاں تک کہ آخرکار اُنہوں نے ایک روز اُس کو مصلوب کیا۔ بدیں خیال کہ اس طرح سے ہم اُس کے قادر دل کے محبّت بھرے جوش کو بجھا دینگے +

یسوعؔ کی پاک دوستی کی احسان فراموشی کے اظہار میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اُن میں سے پہلی مثال وہ سلوک ہے جو ناصرۃ میں اُس کے ساتھ کیا گیا جہاں اُس نے پرورش پائی تھی۔ وہاں کے لوگوں نے تیس برس تک اُس کی زندگی کو جو اُس نے اُس گاؤں میں بسر کی تھی دیکھا تھا۔ وہ اُس کے بچپن کی حالت سے واقف تھے جبکہ وہ اُن کی گلیوں میں کھیلا کرتا تھا۔ جب وہ طاقتور جوان ہو کر وہاں رہتا تھا تو وہ اُسے روز بروز اپنے بیچ میں بڑھئی کا حقیر پیشہ کرتے ہوئے دیکھتے تھے +

یسوعؔ کی بے گناہ زندگی کا جو اُن تمام سالوں میں بسر کی گئی خیال کرنا دلچسپ ہوگا۔ اُس کے سر پر کسی قسم کا حلقہ نہ تھا مگر اُس کا انسانی کیرکٹر روشن تھا۔ اُسکے

Scanned with CamScanner

ہاتھوں سے سوائے فرائض۔ وفادارانہ خدمت یا مہربانی کے معجزوں کے کوئی اور معجزہ نہیں کیا گیا تو بھی ہم شک نہیں کر سکتے کہ اُس کی وہ زندگی جو ناصرۃ میں بسر ہوئی غیر معمولی فضل اور خوب صورتی کی زندگی تھی جس میں کامل بے غرضی اور اعلےٰ مددگاری کے نشان ظاہر ہوتے تھے ✦

آخر کار وہ ناصرۃ سے چلا گیا تاکہ بطور مسیح کے اپنی پبلک خدمت کو شروع کرے۔ اُس وقت سے لوگوں نے اُسے پھر نہ دیکھا۔ بڑھئی کی دوکان بند کی گئی ہتھیار بے استعمال پڑے رہے اور وہ صورت جس کو وہ روز روز دیکھا کرتے تھے اب اُن کی گلیوں میں دکھائی نہ دیتی تھی۔ ایک سال یا اُس سے کچھ زیادہ عرصہ کے بعد ایک دن وہ اپنے قدیم پڑوسیوں سے ملاقات کرنے کے لئے واپس آیا۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ٹھیرا اور سبت کے روز اپنے گاؤں کے عبادت خانہ میں گیا جہاں وہ اُن دنوں جایا کرتا تھا جبکہ وہ ناصرۃ میں رہتا تھا۔ جب اُس کو موقع دیا گیا تو اُس نے یسعیاہ نبی کی کتاب کھول کر وہ مقام پڑھا جہاں مسیح کے مسیح ہونے اور اُس کی خدمت کا مختصر مگر عجیب بیان پایا جاتا ہے۔ جب وہ پڑھ چکا تو اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ نبوت اب تمہاری شنید میں پوری ہو چکی ہے۔ یعنی کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے مسیح ہونے اور کام کی نسبت نبی نے پیشین گوئی کی ہے۔ کچھ دیر تک تو لوگوں نے اُس کے پُر فضل الفاظ کو بڑی خاموشی اور توجہ سے سُنا مگر بعد ازاں یہ دیکھ کر۔ کہ وہ جس کی نسبت ہم جانتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں بڑھئی کا کام کرتا تھا اب ایسا حیران کرنے والا دعویٰ کرتا ہے۔ غصہ سے بھر کر اُٹھے اور اُس کو عبادتخانہ سے باہر نکال دیا اور اگر وہ اُن کے بیچ سے نہ نکل جاتا تو وہ اُس کو پہاڑ کی چوٹی پر سے گرا دیتے ✦

وہ محبت سے اعلےٰ برکتیں لے کر اُن کے پاس آیا تھا مگر اُنہوں نے مع برکتوں کے اُسے نکال دیا۔ وہ اُن کے بیماروں کو چنگا کرنے۔ اُن کے اندھوں کو بینائی دینے اور لنگڑوں کو ٹانگیں دینے اور کوڑھیوں کو پاک صاف کرنے اور غمزدوں کو تسلی دینے کے لئے آیا تھا۔ لیکن اُس کو وہاں سے رحم کے کام کئے بغیر

جانا پڑا اور مصیبت زدہ برابر دُکھ اُٹھاتے رہے۔ اور اُس کی اُس دوستی کا صلہ جو وہ اپنے قدیم پڑوسیوں سے رکھتا تھا ناشکر گزاری ملا ۞

یسوع کی زندگی میں احسان فراموش دوست کی ایک اور مثال وہ دولتمند جوان ہے جو اُس کے پاس آیا۔ اس جوان کے کیرکٹر میں کئی عمدہ خوبیاں تھیں اور وہ سچائی کا سرگرم متلاشی بھی تھا۔ ہمیں صاف طور سے بتلایا جاتا ہے کہ یسوع اُس کو پیار کرتا تھا۔ جیسا کہ مرتھا۔ مریم اور لعزر کے ساتھ اُس کی محبت کا ذکر ہے ویسا ہی اُس شخص کے ساتھ بھی ہے۔ لیکن اُس کی محبت کا کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ جوان آدمی مسیح کی طرف بہت کچھ راغب ہؤا اور چاہا کہ اُس کے ساتھ چلے مگر وہ شاگردی کی شرائط پوری نہیں کر سکا۔ اس لئے واپس چلا گیا ۞

یہ خیال کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اگر وہ مسیح کو چُن لیتا اور اُس کے ساتھ ساتھ چلتا تو اُس کا کیا نتیجہ ہوتا۔ وہ ابتدائی کلیسیا میں اعلےٰ جگہ حاصل کرتا۔ اور تمام آنے والی نسلوں میں اُس کا نام یاد کیا جاتا۔ مگر اُس نے اپنے روپے کو مسیح سے زیادہ پیار کیا اور صلیب کی راہ کو جو اُس کے لئے مقرر کی گئی تھی رد کیا۔ اُس نے یسوع کی دوستی سے انکار کیا اور اس طرح سے اُس کو جو زندگی میں بہتر تھا۔ پھینک دیا۔ محبت کو اپنے دل سے باہر نکالنے میں اُس نے اپنے تئیں محبت سے باہر نکال دیا ۞

یسوع کی زندگی میں احسان فراموش دوستوں کی تمام مثالوں میں سے یہوداہ کا حال سب سے افسوسناک ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کس طرح مسیح کا شاگرد بنگیا اور کب وہ پہلے پہل یسوع کے پاس آیا یا کون اُس کو لے آیا۔ لیکن اس میں شبہ نہیں ہے کہ رسول چُنے جانے سے کچھ عرصہ پیشتر وہ مسیح کا پیرو ہؤا ہوگا۔ یسوع نے اُن کے لئے جنہوں نے اُس کے ساتھ رہنے کے لئے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا تھا فکر کی۔ رات بھر دُعا مانگنے کے بعد اُن میں سے بارہوں کو چُن لیا۔ تاکہ اُس کے خاص ایلچی اور گواہ ہوں۔ اُس نے اُن سب کو پیار کیا اور اپنے گہرے اور نزدیکی رشتہ میں شامل کیا ۞

خیال کرو کہ اُن کے لئے یسُوع کے ساتھ رہنا کیسا اعلےٰ حق تھا۔ اُنہوں نے اُس کی تمام باتیں سُنیں۔ اس کی زندگی کے ہر پہلو کو دیکھا۔ بعض دوستوں کی نسبت بہتر یہی ہے کہ ہم اُنہیں بہت اچھی طرح نہ جانیں۔ وہ اپنی پرائیویٹ زندگی میں ایسے نیک نہیں جیسا کہ اپنی پبلک زندگی میں۔ اُن کی زندگی ایسی ہے کہ زیادہ نزدیک ہو کر دیکھنے سے بہت عمدہ معلوم نہیں ہوتی۔ ہم اُن میں ایسی باتیں۔ عادتیں۔ طریقے۔ مزاج اور غرضیں دیکھتے ہیں جو اُن کی اس چمک دمک کو جو ہم دور فاصلے سے اُن میں دیکھتے ہیں مات کر دیتی ہیں۔ اُن کے ساتھ گہری رفاقت دوستی کو کمزور کر دیتی ہے۔ لیکن برعکس اس کے ایسے لوگ بھی ہیں کہ جس قدر ہم اُن کی پرائیویٹ زندگی سے واقف ہوتے جاتے ہیں اسی قدر زیادہ اُنہیں پیار کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ گہری رفاقت۔ اُن کے کیرکٹر کی خوبی رُوح کی عمدگی۔ دل کی کشادگی اور مزاج کی شیرینی یعنی اُن کی عادتیں۔ مزاج اور اعلےٰ خود انکاریاں جن سے زندگی کی خوب صورتی بڑھتی اور ہمارے دوست کی شخصیت دلکش معلوم ہوتی ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ یسُوع کے ساتھ گہری رفاقت ہی اُس کو دوستوں کے لئے دلکش اور خوب صورت بنا دیتی ہے۔ یہوداہ اس پُرفضل شخصیت کے زیرِ سایہ اور اُس عجیب محبّت کے اثر میں مہینوں تک رہتا رہا۔ اُس نے یسُوع کی خالص اور پاک زندگی کے مختلف پہلو دیکھے۔ اُس کی باتیں سُنیں۔ اُس کے کاموں کو دیکھا۔ بلاشبہ خداوند کے ساتھ اپنے شخصی رشتہ میں اُس نے شخصی دوستی اور محبّت کے بہت سے نشانات محسوس کئے۔

اناجیل کو بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہوداہ کو اکثر اُس گُناہ سے جس میں گر کر وہ آخرکار ہلاک ہو گیا۔ بار بار خبردار کیا گیا تھا۔ بار بار یسُوع لالچ کے خطرے کی نسبت گفتگو کرتا رہا۔ پہاڑی وعظ میں اُس نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی کہ اپنا خزانہ زمین پر جمع نہ کریں بلکہ آسمان میں اور کہا کہ کوئی شخص خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ مگر یہوداہ ایسا ہی کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

Scanned with CamScanner

ایک سے زیادہ تمثیلوں میں دولت کے خطرے پر زور دیا گیا تھا - کیا ہم شک کرسکتے ہیں کہ ایک ہی مضمون کی نسبت ان تمام نصیحتوں اور عبرتوں میں خداوند کے ذہن میں یہوداہ کا خیال تھا - وہ وفادار دوست کی طرح اُس کو اس گُناہ سے جو اُس کی زندگی کو نقصان پہنچا رہا تھا بچانے کی کوشش کر رہا تھا ‌+

لیکن یہوداہ نے یسُوع کی سچّی اور گہری محبّت کو رد کیا - اس کا اُس پر کچھ اثر نہ ہوُا - اس عرصہ میں اُس کے اندر روپیہ کا خوفناک لالچ بڑھتا رہا - پہلے اُس نے اُس کو چور بنایا - وہ روپیہ جو یسُوع کے دوست یسُوع کو دیتے تھے تاکہ وہ اپنی حاجتیں رفع کرے یا غریبوں کے لئے استعمال کرے - آخرکار یہوداہ جو خزانچی تھا اپنے لئے چرانے لگا - یہ پہلا قدم تھا - دوسرا قدم یہ تھا کہ اُس نے اپنے خداوند کو تیس روپے کے لئے بیچ دیا - یہ اُس کے لالچ کا جس کو وہ اپنے دل میں پالتا رہا چوری سے زیادہ خوفناک پھل تھا - چُرانا بذاتہٖ بُرا ہے - مگر یہوداہ کی طرح کلیسیا کے خزانہ کو چُرا لینا بہت کمینہ قسم کی چوری ہے لیکن دوست کو پکڑوا کر روپیہ لے لینے سے بڑھ کر اور کیا کمینہ گُناہ ہو سکتا ہے ؟ اُس دوست کو روپے کے لئے پکڑوا دینا جس کی محبت ہمرازی اور اعتبار میں برسوں بسر کئے ہوں جس کے ساتھ روز روز کھایا ہو اور جس کی دوستی کے طفیل مہینوں بلکہ برسوں سے آرام پایا ہو - کیا ایسے گُناہ کی شرمناک سیاہ تصویر کو کھینچنے کے لئے کافی الفاظ مل سکتے ہیں ‌+

اُن سب کے نام پر جو اُس مبارک جمعہ کے روز جُرم میں شریک ہوئے تواریخ کے صفحوں میں رُسوائی کا خاص داغ لگا ہوُا ہے - لیکن اُن میں سب سے زیادہ گہری رسوائی کا داغ یہوداہ کے نام پر لگا ہے - جس نے رسُول ہو کر چند روپیوں کے لئے اپنے عمدہ ترین دوست کو کمینہ دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار کروا کر دغابازی کی ‌+

یسُوع کی اس دوستی کا جو اُس نے یہوداہ سے کی یہ انجام ہوُا - یہ اُن برسوں کی محبت کا پھل تھا کہ جن میں وہ صبر سے تعلیم دیتا رہا - خیال کرو کہ

یہوداہ کیا بن سکتا تھا - وہ رسول ہونے کے لئے چنا اور بلایا گیا تھا یسوع کے دل میں کوئی وجہ نہ تھی کہ یہوداہ سچا اور لائق نہ بن سکتا تھا - خدا کا ارادہ کسی کی نسبت یہ نہیں ہے کہ وہ گناہ میں رہے - خدا کے مقصد میں یہوداہ کی نسبت دغا بازی اور رسوائی نہ تھی - اگر یہوداہ کے لئے سچا اور نیک بننا ناممکن ہوتا تو یسوع اُس کو بارہوں میں انتخاب نہ کر لیتا - یہوداہ گر گیا اس لئے کہ اُس نے پورے طور سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ نہ کیا تھا - اس نے خدا اور دولت دونو کی خدمت کرنے کی کوشش کی لیکن دونو اُس کے دل میں نہیں ٹھیر سکتی تھی - بجائے دولت کو باہر نکالنے کے دولت نے مسیح کو اُس کے دل سے باہر نکال دیا +

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض اوقات انسانی دل میدانِ جنگ بن جاتا ہے گویا وہ میدان واٹرلو ہے جہاں قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے - تم کس کو چاہتے ہو ؟ خدا یا دولت کو - یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا ہر ایک روح کو جواب دینا چاہئے - تمہاری روح میں اس لڑائی کا کیا حال ہے ؟ تمہارے میدانِ جنگ میں کون فتح مند ہے ؟ مسیح یا دولت ؟ مسیح یا عیش و عشرت ؟ مسیح یا گناہ ؟ مسیح یا خودی ؟ یہوداہ نے لڑائی ہار دی اور شیطان نے فتح پائی - مقام ہسلر میں ایک تصویر ہے جس میں یہوداہ خداوند کو پکڑوانے کے بعد رات کے وقت اِدھر اُدھر پھر رہا ہے - اتفاق سے وہ اُس جگہ آ پہنچتا ہے جہاں ایک کاریگر یسوع کے واسطے صلیب تیار کر رہا ہے - پاس ہی آگ جل رہی ہے جس کی روشنی اُن شخصوں کے چہرے پر پڑ رہی ہے جو اب سو رہے ہیں - یہوداہ کا چہرہ کسی قدر سایہ میں ہے مگر جونہی اس دغا باز کی آنکھیں صلیب اور اُن اوزاروں پر پڑتی ہیں جو کہ صلیب کے بنانے میں استعمال کئے گئے ہیں جس پر اُس کا دوست اُسی کے پکڑوانے کے باعث کھینچا جائے گا تو اُس کے چہرے پر غم اور کشمکش کے آثار دکھائی دیتے ہیں - اگرچہ وہ گندہ آلودہ ضمیر کا دُکھ اُٹھا رہا ہے مگر اپنی ہتھیلی کو رات کے وقت بڑی مضبوطی سے پکڑ کر اُٹھائے پھرتا ہے -

اس تصویر سے یہوداہ کے گناہ کا پھل ظاہر ہوتا ہے - وہ تھیلی بھی جس میں تیس روپیہ پڑے ہوئے ہیں بہت جلد مایوسی کے باعث پھینک دی جانے کو ہے ✤

احسان فراموش دوستی! ہاں اُس مبارک دوستی کو اپنے دل سے باہر رکھ کر یہوداہ نے اُمید کو اپنے دل سے باہر رکھا- ان سب باتوں سے بڑی نصیحت یہ حاصل ہوتی - ہے کہ یسُوع مسیح کی دوستی کو رد کرنا کیسا خطرناک ہے - اس کی دوستی ہی نجات اور ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کرنے کی اکیلی راہ ہے - وہ لوگوں کو بُلاتا ہے کہ اُس کے پاس آکر اُس کی پیروی کریں اور اُس کے دوست بنیں - وہ صرف اسی طرح خدا کے پاس آسکتے ہیں - اور اُس کے گھرانے میں قبول کئے جاسکتے ہیں ✤

جب ہم اس نتیجہ کا خیال کرتے ہیں کہ جو اُس سچائی سے سیکھ سکتے ہیں تو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے کہ ہر رُوح کو خدا کی تمام محبت کے لئے اپنے دل کو بند کر لینے اور اس محبت کی لامحدود برکتوں کو رد کر دینے کی کیسی طاقت حاصل ہے - ممکن ہے کہ ہم زندگی بھر مسیح کے نزدیک رہیں - جبکہ اُس کا فضل ایک سمندر کی مانند ہمارے آس پاس بہ رہا ہے تو بھی ہمارے دل الٰہی محبت سے کچھ برکت نہ پائیں ہم خدا کی محبت کو ویسے ہی بے فائدہ بنا سکتے ہیں جیسے سُورج کی کرنیں جہاں تک کہ اُن سے ہمارا تعلّق ہے بیابان کی ریت پر پڑ کر بے فائدہ ہو جاتی ہیں - وہ محبّت جس کا بدلہ محبّت سے ادا نہیں کیا جاتا اور جو ہمارے دلوں میں گھس کر اُنہیں گرم اور نرم نہیں کر دیتی - اور ہماری زندگی کو عمدہ - ملائم اور پُر برکت نہیں بنا دیتی - بے فائدہ ظاہر کی جاتی ہے - یہ ہماری بے ایمانی کے سبب بے فائدہ بنائی جاتی ہے - ہم اپنے لئے مسیح کی موت کو بھی بے فائدہ بنا دیتے ہیں - یعنی جہاں تک ہمارا تعلّق ہے ہم اُس قیمتی زندگی کو ضائع شُدہ ظاہر کرتے ہیں - اگر ہم یسُوع کی محبّت کو اپنے دل میں آنے نہیں دیتے تو یسُوع کا مرنا ہمارے لئے بے فائدہ ہے ✤

اکثر انسانی محبت کی احسان فراموشی دل کو کڑوا کر دیتی ہے - جب پاک دوستی

کی بے قدری کی جاتی ہے اور اُس کو رد کیا جاتا ہے اور جب کسی کو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے بے فائدہ محبت کی۔ دُکھ سہا اور خود انکاری کی جبکہ مجھے محبت کے پاک اور مفت اظہاروں کے صلہ میں ناشکرگزاری اور بُرائی حاصل ہوئی تو ایسی صورت میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ دل اپنی مٹھاس کو کھو دیتا اور ٹھنڈا اور سخت ہو جاتا اور بھلائی کرنے سے رُک جاتا ہے۔ لیکن یسوع کے دل پر اُس کی محبت اور دوستی کی احسان فراموشی سے ایسا اثر نہیں ہوا۔ بہت شخصوں کی زندگی میں یہوداہ جیسا شخص اُن کی مہربانی اور نیکی کے تمام کاموں کو روک دینے اور محبت کے چشموں کو بند کرکے آنے والی نسل کو اُن کی نیکی کی دولت سے محروم کر دینے کو کافی ہے۔ لیکن باوجودیکہ یسوع کی محبت رد کی گئی اور اُس کا بدلہ بدی دیا گیا تو بھی اُس کا دل ماں کی طرح مہربان اور محبت کرنے کے لئے زور آور اور میٹھا بنا رہا *

حقیقی زندگی بسر کرنے کے متعلق بھاری سوالوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہم کس طرح زندگی کے سخت سے سخت تجربوں میں بھی اپنے دل کو سرگرم۔ پُر محبت اور مدد کرنے والا رکھ سکیں۔ ہم وقتاً فوقتاً اَوروں سے دُکھ سہنے کے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ خواہ ہم کیسی ہی راست بازی کی زندگی بسر کریں تو بھی اَوروں کی بے انصافی کا دُکھ سہنا پڑے گا۔ کئی دفعہ جبکہ ہم نے اَوروں کے ساتھ بھلائی کی ہے ہمیں اُس کا صلہ ناشکرگزاری حاصل ہوا ہے۔ بہت سے اُن مہربانیوں کو جو اُن پر کی جاتی ہیں بہت بھول جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کو یاد نہیں رہتا کہ اُن کی ضرورت اور دُکھ کے وقت اَوروں نے اُن کی مدد کی ہے اور وہ اَوروں کی ضرورت کے وقت مدد نہ کرنے کے باعث اپنی دوستی کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض وقت اعلےٰ درجہ کی مہربانی کے عوض سخت ظلم اُٹھانا پڑتا ہے *

جب محبت کے سلوک کا صلہ ناشکرگزاری اور بُرائی حاصل ہوتا ہے تو دل کی محبت کا چشمہ کڑوا ہو جانا آسان ہے لیکن اس کا انجام یہ ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

کہ ہم زندگی کے حقیقی مقصد کو جس سے ہماری بھلائی ہوتی اور جس کو ہر قسم کے ایسے تجربوں سے کہ جن میں ہو کر گذرنا پڑتا ہے نقصان نہیں پہنچتا کھو بیٹھتے ہیں۔ اُن کی طرف سے جن کا ہم بھلا کرتے ہیں کسی قسم کی احسان فراموشی بے انصافی یا نا لائقی ہماری سچی محبت کی مٹھاس کو کڑواہٹ سے تبدیل نہ کر سکے۔ تازہ پانی کے چشموں کی طرح جو سمندر کے کنارے ہوتے ہیں۔ جن کے اوپر اگرچہ کھارے پانی کی لہر آجاتی ہے مگر جب وہ لہر گزر جاتی ہے تو ویسے ہی میٹھے رہتے ہیں۔ ہم بھی احسان فراموشی کے تمام تجربوں کے درمیان ہمیشہ میٹھے۔ اَوروں کے لئے فکرمند۔ بے غرض اور فیّاض رہیں +

# باب - ۹

## یسوع کی والدہ شریفہ

اِس دُنیا میں بچّہ کا پہلا دوست اُس کی ماں ہوتی ہے۔ دُنیا میں وہ بالکل اجنبی آتا اور کوئی اُس کو جانتا نہیں۔ لیکن آتے ہی وہ محبّت کو منتظر پاتا اور اُس کو ایک دوست مِل جاتا ہے جس کی گود میں وہ آرام کرتا۔ جس کے بازو اُس کو اُٹھائے رکھتے اور جس کے ہاتھ اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ بچّہ کے ساتھ ہی محبّت بھی پیدا ہوتی ہے۔ ماں اُس کو اپنی چھاتی سے لگاتی ہے۔ اور اُس کے دل میں اپنے نوزائیدہ بچّہ ہی کا تصوّر ہر دم بندھا رہتا ہے +

کچھ دیر تک بچّہ کو اس محبّت کا علم نہیں ہوتا۔ تاہم یہ محبّت اپنی مضبوطی اور گہرائی میں بڑھتی رہتی ہے۔ ہزاروں طریق سے ماں اپنے بچّہ کے دل میں بھی یہ محبّت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ آخرکار اس محبّت کا اظہار شروع ہوتا اور بچّہ محبّت کرنا سیکھتا ہے۔ اُس وقت سے یہ مقدّس دوستی بڑھتی ہے

Scanned with CamScanner

اور یہ دونو زندگیاں باہم پیوستہ ہو جاتی ہیں +

جب خُدا دنیا میں کوئی بڑا صاحبِ قوّت اور عالی دماغ شخص جس کا مشن (رسالت) بڑا بلند ہو پیدا کرتا تو پہلے وہ ایک ایسی عورت تیار کرتا ہے جو اُس کی ماں ہو۔ جب کبھی تواریخ میں کوئی ایسا شخص ہمیں نظر آئے تو ہمارا پہلا خیال اُس خاتون کی طرف جاتا ہے جس کی آغوش میں اُس نے پرورش پائی اور جس کے گھٹنوں پر بیٹھ کر اُس نے زندگی کے پہلے سبق سیکھے۔ کیونکہ اُس مرد کی عظمت کا بھید یہیں ملتا ہے۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جب ابن اللہ کے تجسّم پانے کا وقت نزدیک آیا تو خُدا نے اُس خاتون کو جس کو اُس کی ماں ہونے کا اعزاز پانا۔ اُس کی زندگی پر اثر ڈالنا۔ اُس کو زندگی کے پہلے سبق سکھانا اور اُس کو اپنی مقدس مشن (رسالت) کے لئے تیار کرنا تھا۔ سب سے دل پسند اور عمدہ صفات سے موصوف کیا۔ جب کبھی کسی عورت کا حصّہ ہوئیں۔ ہم اس تعلیم کو تو ہرگز ہرگز نہیں مانتے کہ جو یسوع کی ماں کو اُس کے الٰہی بچہ" کے برابر یا اُس سے بھی برتر جگہ دیتی ہے۔ اس عقیدہ سے ہمیں ذرا بھی ہمدردی نہیں کہ جس کے مطابق کنواری مریم کی پرستش کی جاتی اور یہ سکھایا جاتا ہے کہ ہم خدا بیٹے تک اس کی رحیم اور کریم ماں کے وسیلے سے پہنچتے ہیں۔ لیکن حضرت مریم کی نسبت ایسی غلط تعلیم کے سبب اُس کی سیرت کا اصلی مبارک پہلو کہیں ہماری نظروں سے چھپ نہ جائے۔ فرشتے کے سلام کو ہم ہمیشہ یاد رکھیں کہ "تو عورتوں میں مبارک ہے"۔ اُس کو جو عزّت ملی وہ کسی اور خاتون کو نصیب نہیں ہوئی ؎

ہوا فرشتہ یہ مجھ سے گویا کہ "عورتوں میں ہے تُو مبارک"

فقط سمجھ سوچ کر بخوبی کہا دم گفتگو۔ "مبارک"

نہیں مقدس مجھے بتایا نہیں بلایا شریف کہہ کر

یہ اس لئے تا کہ جب میں بیٹھوں خموش و مسکین آسماں پر

کمال ذی شان نام سے واں نہ مجھ کو حاصل ہو فخر ساری

Scanned with CamScanner

جو میری شوکت سے ہو زیادہ نہ جس کے قابل ہوں میں بچاری

بڑے بڑے مشاہیر نے اپنی عظمت کے لئے ہمیشہ اپنی ماؤں کی تعلیم کا اعتراف کیا اور اُن کی بجا قدر دانی کی ہے۔ لیکن کسی نہ کسی وجہ سے ہم یہ کہنے میں ذرا پس و پیش کرتے ہیں کہ اَور مرد صالحین کی طرح یسوع کی سیرت پر بھی اُس کی ماں کا اثر پڑا اور اپنی زندگی کی بہت سی خوب صورتی اور قوت اُس نے اُسی سے پائی۔ ہم اکثر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ مائیں اپنے بچّوں کے لئے ہوتی ہیں یسوع کی ماں اُس کے لئے ویسی نہ تھی۔ یعنی یہ کہ اَور بچّوں کی طرح اُسے تربیت مادری درکار نہ تھی کہ الوہیت کے اس میں ہونے کے باعث اُس کی سیرت باطن سے ظاہر ہوتی گئی اور ماں کی تعلیم و تربیت اور دیگر تاثیروں کی جس سے عموماً بچّوں کی سیرتیں صورت پکڑتی ہیں۔ اُسے چنداں ضرورت نہ تھی ٭

لیکن نئے عہدنامہ میں ایسے خیال کی ہمیں کوئی بنیاد نہیں ملتی۔ یسوع کی انسانیت ہماری سی انسانیت تھی۔ وہ اَور بچّوں کا سا کمزور اور بے تعلیم دُنیا میں وارد ہوا۔ کسی نوزائیدہ بچّہ کو ماں کی ایسی ضرورت نہ ہوگی جیسی یسوع کو تھی۔ ماں نے اُس کو تمام پہلے سبق سکھائے۔ خدا کی نسبت سب سے اوّل خیال بھی اُسی نے دلایا۔ دُعا مانگنا بھی اُس نے اپنی ماں ہی سے سیکھا۔ یہودی خاتونیں اپنے بچّوں کی تربیت کا بہت لحاظ رکھتی تھیں۔ بڑے صبر اور استقلال سے وہ اُن کو خدا کا کلام سکھلاتی تھیں۔ ایک ربّی کا یہ قول ہے کہ "خدا ہر جگہ موجود نہیں رہ سکتا اس لئے اُس نے مائیں بنائیں"۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہودیوں میں بچّہ کی نسبت ماں کے فرائض کا کیسا اعلےٰ خیال تھا ٭

جب کبھی کوئی خاتون جسکو مادریت کے فرائض کا پُورا پُورا احساس حاصل ہے اپنے نوزائیدہ بچّہ پر جھکتی تو اُس کے دل میں کیسے خوف اور ذمہ داری کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مریم کے دل میں اس خوف اور ذمہ داری کا خیال اَور بھی غیر معمولی ہوگا۔ کیونکہ اُس کے بچّہ کی پیدائش غیر معمولی اور معجزانہ تھی۔ خبر دیتے وقت فرشتہ نے اُسے کہا تھا کہ "جو تجھ سے پیدا ہوگا مقدس۔ خدا کا بیٹا کہلائیگا"

بچّہ کی پیدائش کی رات کو فرشتوں کی ایک عجیب دید ملی اور گڈریئے اُسے دیکھتے ہی شہر کو بھاگے آئے۔ اور جب اُنہوں نے بچّہ کو چرنی میں لیٹے دیکھا تو اُس کی ماں کو وہ سب عجیب باتیں بتائیں جو اُنہوں نے دیکھی اور سُنی تھیں۔ مریم نے یہ سب باتیں اپنے دل میں رکھیں اور اُن پر سوچ کیا کرتی تھی۔ اگرچہ وہ اُن سب باتوں کا مطلب سمجھ نہ سکتی تھی۔ مگر اتنا تو وہ جانتی تھی کہ یہ کوئی معمولی بچّہ نہیں۔ اور کسی عجیب معنی میں وہ خدا کا بیٹا ہے ÷

اِس احساس سے اُس کی مادریت کے فرائض اَور بھی ضروری معلوم دیتے ہونگے۔ خُدا کی کیسی گہری قُربت میں وہ زندگی بسر کرتی ہوگی! اُس کی محبت کیسی گہری اور حقیقی ہوگی! اپنے کام کاج میں وہ کیسی باصبر اور شیریں طبع ہوگی اور اُس کو ہر دم یہ خیال رہتا ہوگا کہ جو مقدّس زندگی تعلیم و تربیت کے لئے میرے سپُرد کی گئی ہے اُس پر کسی تلخ یا سخت کلامی کا سایہ نہ پڑے ÷

صرف چند بار ہی پردہ اُٹھتا ہے۔ اور ہم کو ماں اور بیٹے کی دید ملتی ہے۔ چالیسویں روز اُس کو ہیکل میں لے گئے اور وہ خدا کی نذر کیا گیا۔ یہاں بچّہ کا جلال ماں کو پھر یاد دلایا گیا۔ ایک مرد بزرگ شمعون نامی نے بچّہ کو اپنی گود میں لیا۔ اور اُس کو "خدا کی نجات" کہا۔ والدین کو وداع ہوتے وقت اُس نے برکت دی تو پردہ کو ذرا اُٹھا کر آیندہ کی جھلک اُن کو دکھلائی۔ "یہ لڑکا اسرائیل میں بہتوں کے گرنے اور اُٹھنے کے لئے مقرر ہؤا ہے۔ اور ایسا نشان ہونے کے لئے جس کی مخالفت کی جائیگی"۔ پھر اُس نے مریم کو بڑی سنجیدگی سے خطاب کر کے کہا۔ "بلکہ خود تیری جان بھی تلوار سے چھیدی جائیگی"۔ یہ پیش خبری تھی کہ مریم کے دل پر کیا کیا رنج و غم آئینگے اور جو اُس پر بار بار آتے رہے یہاں تک کہ اُس نے اپنے بیٹے کو صلیب پر دیکھا۔ صلیب کا سایہ مریم کی جان پر برسوں چھایا رہا۔ جب کبھی وہ اپنے بچّے کو لوری دے کر سُلاتی یا اُس کو گود میں لے کر ٹہلاتی اور اُسے چُومتی تو اُس کو شمعون کے الفاظ یاد آتے اور اُس کا دل چھد سا جاتا تھا۔ شاید نبی کے یہ الفاظ بھی اُس کی یاد میں آتے تھے کہ "وہ

حقیر اور لوگوں کا رد کیا ہؤا ہے۔ "مرد رنج"۔ "ہماری بدکرداریوں کے لئے وہ کچلا گیا"۔ اور اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ جب کبھی وہ بچہ کو کھیلتا۔ خوش وخرم۔ اپنے آنے والے غم سے بے خبر دیکھتی تو شمعون کے الفاظ اُس کے کانوں میں خراش کرتے اور اُس کے دل میں ایک عجیب بے وجہ خوف پیدا ہو جاتا تھا۔

ہیکل سے آنے کے بعد ہی مجوسی سجدہ کرنے آئے اور جب اُس نے دیکھا کہ یہ مشرق کے اجنبی اُس کے بیٹے کو "یہودیوں کا بادشاہ" کہتے اور سربسجود ہو کر اُس کی پرستش کرتے اور اپنی نذریں اُس کے قدموں میں رکھتے ہیں تو بڑی حیران ہوئی ہوگی۔ اس کے بعد ہی اُن کا مصر میں جانا ہؤا۔ جب اُس سخت خطرہ سے بچنے کے لئے وہ اپنے بیٹے کو لے کر بھاگی تو اُس کو کیسے اپنی چھاتی سے لگائے رہتی ہوگی! کچھ عرصہ بعد وہ مصر سے واپس ہوئے اور تب سے ناصرۃ اُن کا مسکن رہا۔

تیس سال کے عرصہ میں صرف ایک دفعہ ہمیں ماں اور بچہ کی دید ملتی ہے اور یہ بات اُس وقت کی ہے جب یسوع پہلی بار عید فسح پر گیا۔ واپسی کے وقت یسوع پیچھے ٹھیرا رہا۔ بڑی تلاش کے بعد ماں نے اُس کو ہیکل میں اُستادوں کے بیچ میں بیٹھے اور اُن سے سوال کرتے ہوئے پایا۔ اُس کی ماں کے الفاظ ملامت آمیز معلوم ہوتے ہیں۔ "اے بچے تُو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کُڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے"؟ وہ بڑی ششدر و پریشان تھی۔ اس سے پیشتر لڑکے نے ہمیشہ اُس کی فرمانبرداری کی تھی۔ اُس نے کبھی اپنی ماں کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کی کوشش نہ کی تھی اور اُس کی ہدائت سے کبھی مُنہ موڑا نہ تھا۔ اب کے اُس نے اُس سے پُوچھے بغیر ایسا کیا تھا۔ گویا اُس نے اب سے خود مختاری اختیار کر لی تھی۔ ماں اور اُس کے بچہ کی دوستی میں یہ بڑا نازک وقت تھا۔ جب کبھی کوئی بچہ اپنے حسب مرضی کام کرنا شروع کردے اور اپنی ماں کی ہدایت پر نہ چلے تو اُس کے اور اُس کی ماں کی دوستی میں یہ موقع بڑا نازک ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

یسوع کا جواب بڑا معنی خیز ہے کہ "مجھے اپنے باپ کے ہاں رہنا ضرور ہے"۔ ماں کے علاوہ ایک اَور بھی تھا جس کی اطاعت اور فرمانبرداری اُس کو لازم تھی۔ وہ ابنُ اللہ بھی تھا اور ابنِ مریم بھی۔ اپنے بچوں سے سلوک کرتے وقت والدین کو یہ امر ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے کہ اُن کے فرزند خدا کے فرزند بھی ہیں۔

ہیکل میں ماں اور بیٹے کے عجیب تجربے کے بعد جو کچھ واقع ہؤا وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ یسوع اپنی ماں کے ساتھ ناصرۃ میں آگیا۔ اور اُسکی تابعداری کرتا رہا۔ خدا سے اپنا تعلّق رکھنے کے باعث وہ اپنی ماں کا تو ویسا ہی فرزند رہا اس رشتہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ چونکہ وہ خدا سے بہت محبّت رکھتا تھا اس لئے اپنی ماں سے اُس کی محبّت کم نہ ہوئی۔ آسمانی باپ کی فرمانبرداری کرنے سے اُس نے زمینی والدین کی فرمانبرداری کو رد نہ کیا۔ وہ اپنے گھر کو واپس چلا گیا اور اَور اٹھارہ برس تک معمولی کاموں کو اُس نے اپنے باپ کا کام سمجھ کر بخوشی تمام سر انجام دیا۔

ماں اور بیٹے کی اس عرصہ کی تواریخ نہایت ہی دلچسپ ہوتی۔ لیکن ہمارے لئے وہ لکھی نہیں گئی۔ یہ عرصہ بڑا عجیب ہوگا۔ ایسی دوستی سے بڑھ کر جو کبھی کبھی ماں بیٹے کے درمیان پائی جاتی ہے۔ دُنیا میں بہت کم چیزیں ایسی دلکش اور خوشنما ہونگی۔ بچّہ کی نسبت ذرا عمر رسیدہ لڑکا زیادہ محبّت کرنے والا ہوتا ہے۔ اُن کی باہمی رفاقت بڑی مضبوط ہوتی ہے۔ ایک مقدّس اور نہ ٹوٹنے والا اخلاص اُن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ لڑکا اپنے دل کی ایک ایک بات ماں کو بتا دیتا ہے اور وہ خوش و شادمان عورت جانتی ہے کہ لڑکے کی ماں کو کیسا ہونا چاہیئے اور اپنی منزلت کو خوب رکھتی ہے۔ اور لڑکے کی نہ تو بچپنے کی شرم کو دور ہونے دیتی ہے نہ اُس کو اپنا کوئی راز پنہاں رکھنے دیتی ہے لڑکا اپنے دل کی راز سے رازدار بات اُس کے کانوں میں سُنا دیتا ہے اور شوق محبّت اور بچوں کے سے ایمان سے اُس کی دانشمندانہ اور محبّت بھری

صلاح کو سُنتا ہے۔

ماں اور بیٹے کے مابین ایسی دوستی ہمیشہ نہیں ہوتی۔ بعض مائیں۔ ہندوستان میں تو ہا۔ے قریباً سب مائیں۔ لڑکے کو ایسی رازداری میں لینے کے لئے وقت اور خیال نہیں دیتیں۔ لیکن ہم یقینی طور سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع اور اُس کی ماں کے درمیان بڑی گہری اور مضبوط دوستی تھی۔ وہ اپنی ماں کے سامنے دل کو انڈیل دیا کرتا تھا اور وہ اُس کو صرف مادرانہ محبّت ہی دیتی تھی بلکہ صلاح مشورہ اور ہمدردی بھی۔

یروشلیم سے آنے کے بعد اُن کو رنج وغم کا سامنا ہؤا۔

یوسف کا اب کہیں ذکر نہیں آتا اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مر گیا اور مریم بیوہ رہ گئی۔ بہ اعتبار بڑا بیٹا ہونے کے ماں کی فکر یسوع کے سر پر پڑی۔ اس کے دل کی گہری محبّت اور اُس کی عجیب نرم دلی کے لحاظ سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کیسی بے غرضی اور دلدادگی سے اُس نے اپنی ماں کے بیوہ ہونے پر اُس کی خدمت کی۔ اُس نے بڑھئی کا کام سیکھا تھا۔ اور دن بہ دن وہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے اُس کی ضروریات پُوری کرتا تھا۔ اِن دنوں میں ماں اور بیٹے کی محبّت نہائت ہی مقدس ہوگی۔ اس مبارک خاتون کا حلم۔ سنجیدگی۔ اُمّید۔ فروتنی اور دُعا نے اُس کی سیرت کے رگ وریشہ پر بڑا اثر کیا ہوگا آخر تک اُس کی ماں کی زندگی کی برکت اُس کے ساتھ رہی۔

نیارہی کے یہ تیس خاموش سال گزر گئے اور یسوع اپنی عام (پبلک) خدمت شروع کرنے کو نکلا۔ ماں کی پہلی دید قانا ے کی شادی پر ملتی ہے یسوع بھی وہاں موجود تھا۔ مے ختم ہوگئی۔ اور مریم اُس کی نسبت یسوع کو کچھ کہنے لگی۔ "اُن کے پاس مے نہیں رہی"۔ وہ کسی فوق الخلقت قوّت کے اظہار دیکھنے کی توقّع رکھتی تھی۔ اس کی پیدائش کے دن سے اُس کے دل میں ایک بڑی اُمّید جاگزین تھی۔ اب اُس نے بپتسمہ پالیا اور اپنا کام اختیار کر لیا تھا۔ کیا معجزہ کرنے کا وقت نہیں آپہنچا تھا؟

یسوع کا جواب ہمیں چونکا سا دیتا ہے۔ "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام؟ میرا وقت ابھی نہیں آیا"۔ ان الفاظ سے ایک قسم کی ملامت اور زجرو توبیخ مترشح ہے جو ایسے حلیم اور محبت کرنے والے بیٹے کے شایاں نہیں۔ لیکن اس جواب میں کوئی ایسی بات نہیں جو یسوع کے حلم اور محبت کے متضاد ہو۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ معجزہ کرنے سے پیشتر مجھے اپنے باپ کے فرمان کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ اُس کا وقت ابھی ہوا نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ماں نے اُس کا مطلب سمجھ لیا۔ اُس کے جواب سے اُس کے دل پر چوٹ نہ آئی۔ نہ ہی اُس کے انکار کا نتیجہ نکالا۔ اُس نے خادموں سے کہا کہ جو کچھ وہ تمہیں کرنے کو کہے وہی کرو۔ اُس نے شیریں فروتنی کا سبق سیکھ لیا تھا۔ اب وہ جان گئی تھی کہ میرے بیٹے کو سب سے اوّل خدا کی تابعداری لازم ہے اور وہ الٰہی آواز کا انتظار کرنے لگی۔ مقدس دوستی میں کسی قسم کا فرق نہ آیا۔

ایک اور عرصۂ دراز آتا ہے جس میں مریم کا کہیں ذکر نہیں۔ غالباً وہ تنہائی میں زندگی بسر کرتی تھی۔ لیکن ایک دن کفرنحوم میں ایسا ہوُا کہ جب یسوع وہاں ہر دلعزیز ہو گیا تھا اور بڑی بھیڑ کے آگے منادی کر رہا تھا تو اُس کی ماں اور بھائی مکان کے باہر آئے اور اندر کہلا بھیجا کہ ہم تجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماں اس لیئے آئی تھی کہ اُس تکان سے آرام کرنے کے لئے اُسے تھوڑی دیر کے لیئے لے جائے۔ وہ اپنی صحت وسلامتی کو معرضِ خطر میں ڈال رہا تھا۔ یسوع نے انکار کیا۔ اس کا حقیقی مطلب یہ کہنا تھا کہ میرے اور میرے فرض کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں آنی چاہیئے۔ باپ کا کام ہمیشہ مقدم رہنا چاہیئے۔ انسانی تعلّقات الٰہی تعلّقات سے پیچھے آتے ہیں۔ یسوع نے کسی طرح اپنی ماں کی بے عزّتی نہ کی۔ جبکہ اُس نے اُس کی محبت بھری دلچسپی کی تحریک کو نہ مان کر اپنا کام چھوڑنا نہ چاہا مقدس سے مقدس انسانی دوستی کے اثر سے متاثر ہو کر ہمیں خدا کی مرضی کے

پورا کرنے سے باز رہنا نہیں چاہئے۔ اور ماؤں نے بھی اپنے بچوں کی محبت کے باعث ایسی ہی غلطی کی ہے اور ایسی خدمت سے جو سخت یا نقصان دہ ہو اُن کو باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جب محبّت ہم کو خدا کی مرضی کے پُورا کرنے سے باز رکھے تو اُس کی آواز کو خاموش کر دینا چاہئے ۔

یسوع کی ماں کا ذکر پھر صلیب کے بیان میں آتا ہے۔ آہ مقدس حبّ مادری تو آخر تک وفادار اور با استقلال رہتی ہے۔ آخر کار شمعون کی پیشینگوئی پوری ہوتی ہے "تلوار ماں کی جان کو بھی چھیدر رہی ہے"۔ یسوع صلیب پر مصلوب ہوُا۔ مریم صلیب کے دامن میں مصلوب ہوئی ۔

اس سین (نظارہ) کے ایک پہلو پر فکر کرنا! حُبّ مادری یہاں بھی ہے۔ حُبّ مادری کی وفاداری کا بیان نہائت عجیب ہے۔ ماں اپنے بچّہ کو کبھی ترک نہیں کرتی۔ مریم ہی اکیلی خاتون نہیں۔ جو صلیب تک بیٹے کے پیچھے پیچھے گئی ہو۔ ماں کی اپنے بیٹے سے دوستی کا یہاں معراج اور انتہا ہے۔ وہ صلیب کے پاس کھڑی اُس کو دیکھ رہی ہے۔ اسے استقلال والی۔ وفادار نہ مرنے والی اور حقیقی دوستی ۔

لیکن دم مرگ بیٹے کی اپنی ماں سے محبّت کی کہو؟ اپنی جان کنی میں کیا اُس کو ماں کی فکر ہے؟ ہاں اُن سات کلموں میں سے جو اُس نے صلیب پر سے کہے ایک کلمہ سے ظاہر ہے کہ اُس کے دل میں ماں کی محبّت بدستور سابق اور ویسی ہی موجود تھی۔ مریم کی عمر اس وقت پچاس سے اوپر تھی۔ اس کے بیٹے کے جاتے رہنے پر دُنیا اس کی نظروں میں تیرہ و تاریک ہو جانے والی تھی اس لئے اُس نے ایسی محبّت کے سایہ میں، اُس کا انتظام کیا جہاں وہ جانتا تھا کہ محفوظ رہیگی۔ جب اُس نے اپنے پیارے شاگرد کو اُس کا ہاتھ پکڑتے اپنے گھر کو لے جاتے دیکھا تو مرنے کے درد کا ایک حصّہ اُس کے دل سے جاتا رہا۔ اُس کی ماں کی فکر و حفاظت کی جائیگی ۔

اس مبارک دوستی کے بیان سے مسیحی خانوادوں میں ماں اور بیٹے کا تعلّق

ہمیشہ کے لئے شیریں ہو جانا چاہیئے۔ اس سے ہر ایک عورت کو بہتر عورت اور لائق ماں ہو جانا چاہیئے اس سے ہر ایک بچہ کو صادق اور مقدس بچہ ہونا چاہیئے ہر ایک گھرانے میں والدین اور بچوں کے درمیان مقدس دوستی پیدا ہونی چاہیئے یوں اس زمین پر ہی بہشت کا کچھ کچھ سماں بندھ جائیگا۔ مسز براؤننگ انگلستان کی ایک مشہور شاعرہ لکھتی ہیں کہ ؎

"مقدس ہے۔ افضل ہے۔ دُنیا میں اعلےٰ
یہ ماں اور بیٹے کی کیسا ہی محبت
کہ دو قلبِ انسان سے ہو کر ہویدا
بنی باہمی اِک الٰہی محبت۔"

# باب - ۱۰

## یسُوع کی انسانی طبیعت

طبعی طور پر ہماری طبیعتوں کا جھکاؤ اس طرف ہے کہ ہم یسُوع کو ایک ایسا شخص خیال کریں جو اپنی شخصیت کے خواص میں دیگر بنی آدم سے بالکل مختلف ہو۔ چونکہ ہم اُسے اپنا خداوند اور الٰہی شخص مانتے ہیں اس لئے اُس کی انسانیت کو دیگر آدم زاد کی انسانیت کا ہمپایہ قرار دینا نہایت ہی نامعقول اور معیوب معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُس کی زندگی ہماری زندگی سے بالکل مختلف اور متفاوت تھی۔ ہمیں یہ پسند نہیں آتا کہ یسُوع کو دیگر اطفال کی طرح ایام طفولیت میں طفل مکتب تصور کریں۔ ہمارے خیالات کا رجحان ہمیشہ اُسی طرف ہے کہ وہ ہر حال میں لکھنے پڑھنے اور گفتگو کرنے پر از خود قادر اور تعلیم کا محتاج نہ تھا۔ ہمارے خیال میں اُس کے ایام طفولیت اور جوانی کے زمانہ کا وہی حال نہ تھا جو

اُس کے دیگر ہموطنوں کا بھی متصوّر ہو سکے۔ گویا اُس کی زندگی اور اُسکا تجربہ اَوروں سے مختلف تھے۔ اُس کی آزمائشوں کے متعلّق بھی ہمارے دل میں ایسے ہی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ جو امور اَوروں کے لئے مشکلات اور آزمائشوں کا حکم رکھتے تھے اُس کے سامنے گویا اُن کی کچھ حقیقت ہی نہ تھی ◆

پس ممکن ہے کہ ہم یسوؔع کی انسانی زندگی کو دیگر بنی آدم کی زندگی کے درجہ سے بالا و برتر اور اُس کے تجربات سے معرّا سمجھیں۔ ہم اکثر اسکی نسبت یہ خیال نہیں کرتے کہ اُسے بھی ہماری مانند آزمائشوں پر غالب آنے۔ ظلم و تعدّی کو برداشت کرنے۔ فرماں برداری اور صبر و تحمّل سیکھنے اور اعتماد و خوشحالی حاصل کرنے میں جد و جہد کرنی پڑی۔ ہم اکثر گمان کرتے ہیں کہ اُس کے دوست عوام النّاس کے دوستوں کی مانند نہ تھے۔ ہمارے زعم میں اُس کی انسانی زندگی کسی خفیہ اور نادانستہ طور سے اُس الُوہیّت سے جو اُس میں بستی تھی تقویت یافتہ اور انسانیّت کے تمام تقاضوں سے بری تھی ◆

اس میں شک نہیں کہ اس طرح کی تعظیم و تکریم کے خیالات بہت سے لوگوں میں یسوؔع کی حقیقی معرفت کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو اُس کی الُوہیّت کے خیالات میں ہمہ تن مستغرق ہیں اس آرام و اطمینان اور تسلّی کو جو اُس کی انسانیّت کے عرفان سے حاصل ہوتی ہے کما حقہ حاصل نہیں کر سکتے ◆

اناجیل میں یسوؔع کا حال ایسا صاف صاف مندرج ہے کہ جس سے اُس کی انسانی زندگی کے متعلّق کسی طرح کے شکوک کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوائے گُناہ کے اُس میں انسانیّت کے تمام لوازمات موجود تھے۔ اُس کی زندگی کا شروع ٹھیک ایسا ہی تھا جیسا کہ دیگر آدمزاد کا ہوتا ہے وہ بھی اَور بچّوں کی طرح کمزور اور نادان تھا۔ اُس میں کسی طرح کے قبل از وقت کمال کا نشان تک نہیں ملتا۔ اُس نے بھی دوسرے بچّوں کی طرح تعلیم و تربیت پائی۔ اُس کے سبق اَوروں کے مقابلہ میں آسان نہ تھے۔ وہ بھی دیگر بچّوں کی مانند اُن کے ساتھ کھیلتا کُودتا تھا۔ غرض جسقدر ہم یسوؔع کو دیگر آدمزاد کی مانند خیال

کرینگے اور اُسے کسی خاص طور سے غیر معمولی انسان قرار نہیں دینگے۔ اُسی قدر ہم کو اُس کا حقیقی اور سچّا عرفان حاصل ہوگا ٭

ہنٹ ملیس نامی مشہور مصوّر نے اپنی جوانی کے دنوں میں یسُوع کی ایک نہایت عجیب تصویر کھینچی۔ جس میں یسُوع ناصرۃ میں ایک چھوٹا لڑکا پیش کیا گیا ہے اور بڑھئی کے کسی اَوزار سے اپنی اُنگلی کاٹ لیتا ہے اور اُس پر پٹّی بندھوانے کے لئے اپنی ماں کے پاس آتا ہے۔ یسُوع کی یہ تصویر فی الحقیقت حقیقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اُس میں ایک ایسا نظّارہ پیش کیا گیا ہے جو اُس کے ایّامِ طفولیّت میں زیادہ تر ممکن الوقوع اور قرینِ قیاس متصوّر ہو سکتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جب تک یسُوع ناصرۃ میں رہا۔ اُس کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہویدا نہ تھی جس کے باعث اُس کے ساتھی اور ہمسائے اس کی طرف کوئی خاص توجّہ کرتے اور اُسے اچنبھا قرار دیتے۔ ہمیں صاف معلوم ہے کہ اُس نے اپنی رسالت کے علانیہ اظہار سے پیشتر کوئی معجزہ نہیں کیا۔ ہم اُسکے حق میں یہ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ ناصرۃ میں ایک ایسی زندگی بسر کرتا تھا جو ہمدردی اور مہربانی سے پُر اور خود غرضی سے بالکل خالی اور پاک تھی۔ اُس میں کبھی کوئی گُناہ یا قصور نہیں پایا جاتا تھا۔ اُس نے ہمیشہ شریعت الٰہی کی پُوری پُوری متابعت اور محافظت کی۔ با ایںہمہ اُس کا کمال کچھ حیرت انگیز اور تعجّب خیز نہ تھا۔ اُس کی شکل میں کوئی ایسی تبدیلی واقع نہ ہوئی جس سے لوگ مرعوب ہو کر اُس کے جلال اور شان وشوکت میں مجذوب ہو جاتے۔ لکھا ہے کہ "وہ انسان اور خدا کی منظوری میں بڑھتا گیا۔ اُس کے دین نے اُس کی زندگی کو ایک نہائت جلالی اور غالب زندگی بنایا۔ لیکن وہ ایسی سادہ اور معمولی معلوم ہوتی تھی کہ اُس نے کسی کی غیر معمولی توجّہ کو اپنی طرف نہ کھینچا۔ یہ زندگی بہر حال اور بہر کیف انسانی زندگی تھی ٭

آخر تک یہ زندگی ایسی ہی رہی۔ جب اُس نے اپنی رسالت کا علانیہ اظہار کیا۔ جب اُس کے کلام اور کام میں الٰہی الہام ومکاشفہ کا دریا تموّج پر

تھا تب بھی اُس کی زندگی انسانی تھی۔ وہ ہماری طرح کھاتا پیتا تھا۔ وہ تھکا ماندہ بھی ہو جاتا تھا اور اُس کی مشکلات بھی ہماری سی مشکلات تھیں جن کے باعث وہ ہماری طرح غمزدہ اور مغموم ہوتا تھا۔ جو باتیں اُسے برداشت کرنی پڑیں اُن کے وسیلہ سے اُس نے فرماں برداری کا سبق حاصل کیا۔ وہ بھوکا اور پیاسا ہوا۔ اور اُس نے کبھی اپنی حاجات کو الٰہی طاقت سے رفع نہ کیا۔ تمام امور میں وہ اپنے ہمجنس بھائیوں کی مانند تھا۔ "اُسے ایسا ہی پسند آیا"۔

یسوع کا دل انسانی تھا اور اُس کی زندگی کو انسانی زندگی کا نام دینے کے لئے یہ ایک نہائت قوی اور بیّن ثبوت ہے۔ جب ہم اُسے "ابن اللہ" خیال کرتے ہیں تو یہ سوال پیش آتا ہے کہ کیا فی الحقیقت اُسے اس امر کی کچھ احتیاج تھی یا وہ سچ مچ یہ آرزو رکھتا تھا کہ بنی آدم میں سے کوئی مرد و زن اُس کے شخصی دوست ہوں؟ جہاں سے وہ آیا تھا وہاں پر اُسے ابدالآباد باپ کی گود میں سب کچھ حاصل تھا اور آسمانی مکانوں میں مقرب فرشتگاں اُس کے حضور میں حاضر تھے۔ اس تاریک اور گناہ آلود دنیا میں اُس کی کونسی خواہش اُسے کھینچ لائی جس کے پورا ہونے کی وہاں کوئی صورت نہ بنتی تھی اور یہاں اُس کے حصول کا امکان تھا؟ کون سا گنہگار انسان اُس کی دوستی کے لائق تھا؟ کس کو فی الحقیقت اُس کا خاص دوست کہلانے کا حق حاصل تھا؟ اُس جہان کی گہری سے گہری اور پاک سے پاک محبت اُس کے دل کو کیا اطمینان دے سکتی تھی؟ ایک دھندلی اور ناچیز موم بتّی سے سورج کیا نور حاصل کریگا؟ کیا بے پایاں سمندر اور بحر ناپیدا کنار اُس قطرۂ شبنم کا محتاج ہے جو کسی پھول پنکھڑی میں مخفی ہو؟ مسیح کی رُوح کو کسی پُر کدورت اور گناہ آلود زندگی سے القائے الٰہی اور محبت کی کونسی برکات کا حاصل ہونا متصوّر ہو سکتا ہے؟

تاہم اناجیل اِس امر کی شہادت سے پُر ہیں کہ یسوع انسانی محبت کا از بس آرزومند تھا اور جن سے اُس کی دوستی تھی وہ نہائت اعلےٰ درجہ تک اُس کی تسلی اور اُس کے اطمینان کا باعث تھے۔ علاوہ اس کے جو اُس کی دوستی میں

ثابت قدم اور وفادار نہ رہے اُن کے باعث اُسے سخت رنج وغم نصیب ہوا وہ محبت و پیار کا از حد مشتاق تھا۔ یہاں تک کہ بہت سے کمزور و لاچار مرد و زن اُس کے حلقۂ دوستی میں شامل ہوئے اور اُس سے کسی طرح کا پاک تعلق پیدا کیا جس سے وہ اکثر تسلی پاتا تھا*

مسیح میں عام اور تمام بنی آدم کے لئے جو محبت تھی اُس میں اور اُس محبت میں جو اُسے اپنے خاص شخصی دوستوں سے تھی امتیاز کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس لئے دنیا میں آیا کہ خدا باپ کو ظاہر کرے اور گنہگاروں کے حق میں اُس کا دل الٰہی رحم سے پُر تھا۔ کفارہ کے کام کو پورا کرنے کے لئے اُس کا زمین پر آنا اسی بے حد محبت کا تقاضا تھا۔ اسی کے تقاضا و تحریک سے وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھنے آیا۔ وہ اُن سب کا جو اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی پیروی کریں بچانے کے لئے آسمان سے اُتر آیا۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ادنے سے ادنے جان بھی اُس کے نزدیک گراں قدر اور بیش قیمت تھی۔ اور کوئی رُوح ایسی ذلیل و حقیر نہیں تھی جس کو وہ پیار نہ کرتا تھا*

لیکن علاوہ اس عالمگیر الٰہی محبت کے جو یسوع کے دل میں تھی بنی آدم میں سے اُس کے خاص دوست بھی تھے۔ ممکن ہے کہ کوئی خیر خواہ خلائق اپنے ہمجنس بنی آدم کے لئے اپنی تمام زندگی مخصوص کر دے اور تمام عمر اُن کی ترقی و بہبودی اور آزادی کے کام میں مشغول رہے۔ اور بیماری اور غمزدوں کی دستگیری اور از پا افتادگاں کی بحالی میں مصروف رہے۔ تمام مصیبت زدوں کے لئے ایسے شخص کا دل رحم سے پُر ہوتا ہے اور اُن کو دیکھ کر اُس کے دل میں رحم کا دریا از بس موجزن ہوتا ہے۔ لیکن با اینہمہ اُنہیں میں سے جن کو بچانے اور مدد دیاری پہنچانے کا وہ ایسا مشتاق ہے اُس کے خاص دوست بھی ضرور ہونگے اور اُس کے حالات زندگی کے تار بین اُس کے عزیز احباب کے حالات کے سُنہلے تار ضرور نظر آئینگے اور صاف معلوم ہوگا کہ اُس

نے اپنے اُن خفیہ دوستوں سے اوروں کی مدد و یاری کے کام میں محنت کرنے وقت کس قدر طاقت اور تازگی حاصل کی ہے ۔

یسوع نے اپنی تمام زندگی جو نہائت ہی مبارک اور بیش قیمت تھی محبت کے کام کے لئے مخصوص کر دی - بیماروں کو صحت بخشنے - غمزدوں کو تسلی دینے - پژمردہ خاطروں کو تازگی عطا فرمانے اور نجات بخشنے کے لئے ہمیشہ اُس سے قوت نکلتی رہتی تھی - وہ اپنی ذات اور فیضان برکات سے گویا ہمیشہ پژمردہ اور تباہ حال زندگیوں کو تازہ اور توانا کرنے کے لئے آبِ حیات کے پیالے بھر بھر کے دے رہا تھا - اُس کے اپنے لئے تازگی اور طاقت حاصل کرنے کے سرچشموں میں وہ مرد و زن شامل تھے جو اُس کے خاص دوستوں کے نام سے ممتاز ہیں - یسوع کے دوست اُس کے لئے ویسے ہی تھے جیسے کہ محتاجی و احتیاج کے موقع پر ہمارے دوست ہمارے لئے ہوتے ہیں - وہ دوستی اور رفاقت کا نہائت بھوکا اور پیاسا تھا - اور جب لوگوں نے اُسے قبول نہ کیا اور اُس کے سامنے موالات و مواسات کے دروازوں کو بند رکھا تو اُسے نہایت صدمہ محسوس ہؤا ۔

اس افسوسناک امر کے اظہار کے لئے نئے عہد نامہ میں یہ چھوٹا سا نقرہ سب سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ "وہ اپنوں کے پاس آیا پر اُنہوں نے اُسے قبول نہ کیا"۔ پھر جن پر یہ مناسب تھا کہ اُس کی خوب خاطر تواضع کرتے اُن کی رُوگردانی اور لاپروائی کا بیان اس جملہ میں نہائت دردانگیز اور رقت خیز طور پر پایا جاتا ہے کہ "لومڑیوں کے لئے ماندیں اور پرندوں کے لئے بسیرے ہیں پر ابنِ آدم کے لئے کہیں سر رکھنے کو بھی جگہ نہیں"۔ جنگلی درندوں اور ہوا کے پرندوں کے لئے یہ دُنیا خاصی آرامگاہ تھی - لیکن جس کے دل میں سب سے بڑھ کر پیار اور محبت کا مسکن تھا اُسی کو اس جہان نے قبول نہ کیا اور یہ زمین باوجود اپنی فراخی کے اُس کے لئے گویا تنگ ہو گئی - پھر اُس کا یہ کہنا کہ "وہ وقت قریب ہے بلکہ آ پہنچا ہے کہ تم سب اپنی راہ لوگے اور مجھ کو اکیلا چھوڑ جاؤ گے"

یہ صاف اس امر کا اظہار ہے کہ یسُوع دوستی اور رفاقت کا بھُوکا اور پیاسا تھا۔ گتسمنی کے باغ کا نظارہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ ہمارا خداوند ہمدردی کا از حد مشتاق اور آرزومند تھا۔ اپنے غم و رنج کے وقت اُس کی آرزو تھی کہ اُس کے دوست اور رفیق اُس کے پاس ہوں تاکہ وہ ضرورت کے موقع پر اُن سے کچھ تسلّی و اطمینان اور تقویّت حاصل کر سکے۔ چونکہ وہ انسانی ہمدردی کا آرزومند تھا اس لئے جب اُسے اپنی اس آس و اُمّید کے خلاف مایُوسی کا مُنہ دیکھنا پڑا تو اُس کی مصیبت اَور بھی دوبالا ہوگئی۔ جتنی مرتبہ وہ دُعا مانگ کر اپنے شاگردوں کے پاس واپس آیا اُس نے اُنہیں سوتے پایا ٭

انجیلی بیان سے یہ چند مذکورہ بالا ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یسُوع کا دل محبت و پیار اور مہر و الفت کا کیسا مشتاق تھا۔ وہ خود مجسّم محبّت تھا اور اُس کی یہ آرزو تھی کہ لوگ بھی اس سے محبت رکھیں۔ جب اُسے کسی میں اَور کہیں بھی محبت نظر نہ آئی تو وہ مغموم اور مایوس ہوگیا۔ جس کسی نے اُس سے محبّت کی اُس نے اس کی قدر کی۔ غُربا کی محبّت۔ جن کی اُس نے مدد کی اُن کی شکر گزاری اور بچوں کا پیار اُس کی نظر میں سب قابلِ قدر تھے۔ ہم کبھی اس امر کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ پیارے شاگردوں کی محبّت کی یسُوع کی نظر میں کس قدر قدر و منزلت تھی۔ بیت عنیاہ کا گھر اُس کے لئے نہائت ہی تسلّی و اطمینان کا باعث تھا اور اُس خاندان کی رفاقت سے اُسے بہت تقویّت حاصل ہوتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی مہربانیاں اُس کے دل کے لئے آرام کا باعث تھیں۔ جن شریف عورتوں نے اُس کی پیروی کی اُن کی خدمات اور محبّت سے اُس نے بہت کچھ اطمینان حاصل کیا ٭

اس کتاب کے دیگر ابواب میں انجیلی بیانات کی بنا پر اور انہیں کے مطابق یسُوع کے بعض دوستوں کا حکایات کے طور پر حال لیا گیا ہے ٭

بعض اوقات تو ان حکایات کے متعلق بیان کی بہت گنجائش ہے۔ مثلاً پطرس اور یوحنّا کی حکایات میں طوالت کی بہت گنجائش ہے۔ بخلاف

اس کے بسا اوقات فقط ایک دو چھوٹی چھوٹی باتیں رل سکتی ہیں۔ اگرچہ وہ اس قابل ہوتی ہیں کہ انہی سے دوستی کا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ چنانچہ اندریاس کو اور بیت عنیاہ کی بہنوں کا حال اسی قسم کا ہے۔ ان دوستوں کے حالات کا مطالعہ اور ان کی تحقیق و تدقیق ہمارے لئے خالی از فائدہ نہیں ہے اس سے کم از کم ہم کو یسوع کی انسانی طبیعت کا عرفان حاصل ہوگا اور ہم معلوم کرینگے کہ دُنیا کو برکت دینے اور بچانے کے لئے اس کے طریقے کون سے اور کیا کیا ہیں۔ ہر سچے مسیحی کی زندگی میں سب سے ضروری اور لابدی بات یہ ہے کہ وہ یسوع سے خاص دوستی اور رفاقت رکھے۔ اُس نے لوگوں کو یُوں دعوت دی کہ "میری پیروی کرو۔ سب کچھ چھوڑو اور صرف مجھ سے چمٹے رہو۔ مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھ پر بھروسہ رکھو۔ مجھ سے پیار و محبت رکھو اور میری فرمانبرداری اور متابعت کرو"۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کی زندگیاں بدل گئیں اور اُن میں بھی اُسی کا جلال اپنی چمک دمک دکھانے لگا۔ وہ بات جس سے کسی کا مسیحی ہونا کچھ حقیقی معنی رکھتا ہے یہی ہے کہ یسوع سے دوستی ہو۔ دوستی سے یقیناً تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جن کی صحبت میں ہم زیادہ تر رہتے ہیں آخر اُنہیں کی مانند ہو جاتے ہیں۔ ایک کی زندگی دوسرے کی زندگی سے آمیزش حاصل کرتی ہے۔ ایک کا دل دوسرے کے دل کا ہمخیال بن جاتا ہے۔ رُوحانی طور پر اعلےٰ درجہ کی تخلیط ہوتی ہے اور انجام کار دونو دوست یک تن و یک جان ہو کر یہ آوازِ بلند پکار اُٹھتے ہیں کہ ؎

من تُو شدم تُو من شدی من تن شدم تُو جاں شدی
تا کس نگوید بعد زیں من دیگرم تُو دیگری

اگرچہ ہماری دوستی میں مسیح کے لائق بہت ہی کم سرمایہ ہے تاہم یہ دریافت کرکے تسلّی حاصل ہوتی ہے کہ فی الحقیقت ہماری دوستی اُس کی نظر میں قابل قدر اور بیش قیمت ہے۔ اس سے اُس کی دلچسپی اور اُسے

شادمانی ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری اچھی سے اچھی اور سچی سے سچی دوستی بھی نکمی اور ناچیز ہے تاہم ہمارے سے مسیح کا فضل جس کی وہ ہم پر کثرت سے بارش کرتا رہتا ہے بالکل بے حد اور لامحدود ہے "میں نے تمہیں دوست کہا ہے"۔ اُس کی کوئی اور بخشش جو ہم اُس سے پاتے ہیں اُس کی دلی دوستی اور محبت کی ہموزن نہیں ہو سکتی۔ سائرس نے اپنے ایک درباری آرٹا بارس کو ایک زرّین جام دیا لیکن اپنے عزیز کریسین تھس کو چوما۔ ارٹا بازس نے سائرس سے کہا کہ "آپ نے جو سنہلا پیالہ مجھے دیا ہے وہ ایسا قیمتی اور کھرا سونا نہیں جیسا کہ وہ بوسہ ہے جو آپ نے کریسین تھس کو دیا ہے"۔ کسی نیک آدمی کا زر و مال ایسا قابلِ قدر نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس کی گران بہا اور بیش قیمت ہے۔ فی الحقیقت اس تمام جہان میں سب سے بڑی عزت سب سے بڑا رتبہ اور عمدہ یسُوع مسیح کی دوستی ہے اور یہ دولت ایسی ہے کہ اُسے ہر ایک حاصل کر سکتا ہے۔ "میں اب سے تم کو خادم نہیں کہونگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے تم کو دوست کہا ہے"۔ "جو کچھ میں تمہیں فرماتا ہوں اگر تم اُسے بجا لاؤ گے تو تم میرے دوست ہو"+

جب یسُوع زمین پر تھا اُس کے اُس وقت کے دوستوں کے حالات سُن کر ہمیں آہیں بھرنے کی ضرورت نہیں۔ "کاشکہ جب یسُوع بنی آدم میں رہتا تھا میں بھی اُس کے ساتھ ہوتا۔ اور اُس کی دوستی کے حلقہ میں شامل ہو کر اُس کی محبّت کے جوش کو محسوس کرتا۔ میری زندگی اُس سے تقویت پاتی اور میری رُوح اُس سے تحریک حاصل کرتی اور اُس کی محبّت اور اُس کے فضل کا کام مجھ میں جاری ہوتا"۔ یسُوع کے جن دوستوں کا حال نئے عہد نامہ میں پایا جاتا ہے وہ دوستی کا نمونہ ہیں۔ اور اگر ہم بھی چاہیں تو اُس کی بخششوں کو قبول کر کے اور اپنی زندگی کو اُس کی محبّت اور وفاداری کے لئے مخصوص کر کے اُس کی دوستی کے رشتہ میں منسلک ہو سکتے ہیں +

یسُوع کی دوستی میں تمام دیگر برکات بھی ابد الآباد کے لئے شامل

چنانچہ مرقوم ہے کہ "تمام چیزیں تمہاری ہیں اور تم مسیح کے ہو"۔ اُسکی دوستی سے ہماری کامل تقدیس ہوتی ہے۔ جس دوستی میں سہ گونہ تعلق اور رشتہ نہ ہو وہ کامل نہیں بلکہ نہائت ناقص ہے۔ اگر مسیح ہمارا دوست ہے تو ہماری زندگی جلالی زندگی ہے۔ زمانہ گذشتہ کے تمام پاک بھید ہم کو اس میں نظر آتے ہیں۔ اور آئندہ زندگی کی اُمیدیں جو بالکل تباہ ہو گئی تھیں پھر سرسبز اور تروتازہ دکھائی دیتی ہیں +

# باب - ۱۱

## یسوع کا اپنے دوستوں کو تسلّی دینا

وہ انجیل جس میں غم کے لئے تسلّی نہ ہو انسان کے دل کی بڑی بڑی حاجات اور مشکلات کو رفع نہیں کر سکتی۔ اگر یسوع صرف خوشی کے وقت ہمارا دوست ہوتا تو ہماری زندگی کے اور بہت سے موقعوں پر اُس کی دوستی بالکل بے سُود ہوتی۔ لیکن انجیل شریف کا ہر ایک صفحہ تسلّی اور اطمینان سے معمور ہے یسوع جیسا خوشی اور آرام کے ایّام میں ہمارا رفیق ہے ویسا ہی تنہائی اور غم و دُکھ میں بھی ہمارا دوست اور غمگسار رہے۔ وہ شادی کی ضیافت میں گیا اور اس ضیافت کو طول دینے کے لئے اُس نے اپنا پہلا معجزہ دکھلایا۔ پھر وہ غم کے گھر میں گیا اور اُس کے غم کو خوشی سے تبدیل کر دیا +

یہ امر نہائت ضروری ہے کہ ہم یسوع کی زندگی کا مطالعہ کریں کہ اُس نے تسلّی دہندہ کی حیثیت میں اپنے شاگردوں کو کہاں تک تسلّی دی ہے اس سے ہم یہ معلوم کرینگے کہ دُکھ درد اور رنج و غم میں کس طرح تسلّی مل سکتی ہے۔ بہت سے مسیحی ایسے بھی ہیں جو انجیل سے کچھ تسلّی نہیں پاتے یسوع کے دوست ایّام سلامتی میں اُس کی محبّت میں خوش ہوتے ہیں

Scanned with CamScanner

اور گیت گاتے ہوئے اور اُس کی روشنی میں چلتے ہیں۔ لیکن جب کوئی رشتہ ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے اور گھر ماتمکدہ بن جاتا ہے تو وہ دل جو تعریف اور شکر گزاری سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے انجیل کی تسلّی کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ہم مسیح کو اپنا تسلّی دہندہ جانتے اور تسلیم کرتے ہیں تو ضرور غم و رنج میں بھی اُس پر بھروسہ کرینگے اور خوشی کے گیت گا سکینگے ۔

یسوع کی زندگی پر غور کرنے سے ہمیں اَوروں کو اُن کے غم میں حقیقی تسلّی دینے کی طاقت اور لیاقت حاصل ہوگی۔ ہر ایک مسیحی کے لئے ایسا ہونا ضروری ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے مسیحی بہت ہی کم ہیں۔ ہم میں سے بہتوں کے لئے اپنے دوستوں کو غم میں تسلّی دینے کی خاطر اُن کے پاس جانے کی نسبت اُن سے دُور رہنا ہی بہتر ہے کیونکہ اکثر اوقات بجائے اس کے کہ ہم تسلّی دہندہ بنیں اور اُن کو غم کی برداشت کے لئے زیادہ مضبوط بنائیں اُن کے غموں کو اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ اُن کی برداشت حیطۂ امکان سے خارج ہو جاتی ہے اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے تسلّی دینے کی استعداد حاصل نہیں کی۔ یہ امر از حد ضروری ہے کہ ہمارا خداوند ہی ہمارا استاد ہو اگر ہم اس کے تسلّی دینے کے طریقہ کا مطالعہ کریں تو ہم پر بخوبی منکشف ہو جائے گا کہ درد و غم کے موقع پر ہم اپنے دوستوں کو کس طرح تسلّی دیں کہ اُن کے لئے برکت کا باعث ہوں ۔

یسوع کی خدمات کا زیادہ حصّہ ان لوگوں سے وابستہ تھا جو کسی نہ کسی قسم کی تکلیف و مصیبت میں مبتلا تھے۔ ایک دفعہ اس کے سب سے پیارے اور عزیز دوستوں پر غم کی گھنگور گھٹا چھا گئی۔ اگر اس حالت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یسوع نے اپنے دوستوں کو کس طرح تسلّی دی۔ اور اس سے ہم نہائت مفید اور کارآمد سبق

حاصل کرینگے۔ یہ یسوع کے عزیز احباب بیت عنیاہ کا ایک گھرانا تھا۔ مذکورہ بالا غم و رنج کے دَورہ دَورہ سے پیشتر یسوع اکثر مہمان کے طور پر اس خاندان کے پاس جایا کرتا تھا اور اس خاندان کے تمام شرکاء کا نہائت عزیز اور جانی دوست تھا۔ جب وہ اُن کے گھر میں جاتا تھا وہ نہائت تپاک سے اُسے قبول کرتے تھے اور اُس کی بہت ہی خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چونکہ وہ اپنی خوشحالی کے ایام میں یسوع کی فیض مآب پند و نصائح سُنا کرتے تھے۔ اس لئے غم و رنج کے زمانہ میں ان کے لئے اس کی طرف رجوع لانا اور اس سے تسلی پانا آسان ہوگیا ❖

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو مصیبت میں مبتلا ہو کر مسیح کو دوست سمجھنے لگتے ہیں۔ اپنی خوشحالی اور فارغ البالی کے ایام میں اس کی دوستی کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اور جب کبھی اچانک اور ناگہاں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو تسلی کے لئے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ مبارک اور دانا وہ ہیں جو اپنے ایام سلامتی میں بیشتر اس کے کہ اُن کی زندگی میں کسی طرح کی تلخی یا کڑواہٹ واقع ہو مسیح کو قبول کر لیتے ہیں۔ یسوع ایسے لوگوں کو اُن کی خوشحالی میں برکت بخشتا ہے۔ وہ مصیبت زدوں کو خوشحال اور خوشحال خاندانوں کو اور بھی خوشحال اور فرخندہ فال بنا دیتا ہے۔ اُس کی برکت کے باعث محبت کی شیرینی بڑھ جاتی ہے۔ اور جب کبھی غم کا سایہ پڑتا ہے تو تاریکی میں روشنی چمکتی ہے۔ دن کے وقت ستاروں کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ اُس وقت سُورج کی روشنی زمین کی تمام راہوں کو روشن کرتی ہے لیکن جب سُورج غروب ہو جاتا ہے تو ستارے چمکتے ہیں اور ہم پر اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی ڈالتے ہیں اور ہم نہایت خوش و خرم ہوتے ہیں۔ اسی طرح خوشی اور سلامتی کے زمانہ میں بھی یسوع کی روشنی ہمارے سر پر آسمانی تسلی کے ستاروں کی طرح پرتو فگن رہتی ہے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ہمیں اُن کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جو برکات یسوع کے پُر فضل الفاظ میں چھپی ہوئی ہیں

اُن کا حقیقی علم و عرفان حاصل نہیں ہے۔ لیکن جب دفعتاً انسانی خوشی معدوم ہو جاتی ہے تو الٰہی تسلّی آشکارا ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر ہم تسلّی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکتے نہیں پھرتے بلکہ وہ تسلّی مسیح کی محبّت و فضل میں پیشتر سے ہی ہمارے پاس ہی موجود ہوتی ہے۔ وہ دوست جس کو ہم نے اپنے ایّام سلامت میں قبول کر رکھا ہے۔ اب غم کے وقت ہماری مدد کے لئے موجود ہے۔ اِس وقت اس کی الٰہی دوستی ایسی بیش قیمت معلوم ہوتی ہے کہ پہلے ہم نے کبھی محسوس نہیں کی تھی ✣

جب لعزر بیمار ہوا اُس وقت یسُوع ملک کے دوسرے حصّہ میں تھا۔ جب اُس کی زندگی کی امید جاتی رہی تو بہنوں نے یسُوع کے پاس پیغام بھیجا کہ "وہ جس کو تُو پیار کرتا ہے بیمار ہے"۔ یہ پیغام بہت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ اس میں نہ کسی قسم کی تاکید ہے اور نہ کوئی درخواست ہے کہ یسُوع جلد آئے مگر اس کے مختصر الفاظ سے متوکّل دلوں کی حالت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے ہمیں پتا لگتا ہے کہ مصیبت کے وقت ہمیں کس طرح دُعا کرنی چاہیئے۔ "تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تمہیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے"۔ ہمیں کسی دردناک آواز یا ولولہ انگیز اور رقّت خیز لہجہ سے دُعا کرنے کی ضرورت نہیں ..... جو دُعا ایمان کے ساتھ ہو وہ سب سے عمدہ اور بہتر دُعا ہے۔ ایسی دُعا کے وسیلہ سے ہم اپنے دل کا بوجھ اپنے مالک پر ڈال دیتے ہیں اور ہر طرح کے تردّد سے رہائی پاتے ہیں۔ جب کوئی خدا کا محبوب بیماری کے بستر پر پڑا ہوا ہو تو یہ کہنا کافی ہے کہ "اے خداوند وہ جس کو تُو پیار کرتا ہے بیمار ہے" ✣

ہم اس قصّہ کو پڑھ کر حیران ہوتے ہیں کہ یسُوع اپنے دوستوں کو پیغام سُن کر فوراً بیت عنیاہ کی طرف روانہ ہوا بلکہ دو دن تک ٹھہرا رہا۔ ہم کو کچھ معلوم نہیں کہ اُس نے ایسا کیوں کیا۔ لیکن اُن الفاظ میں جو دیر کی نسبت لکھے گئے بڑی تسلّی پائی جاتی ہے۔ "اب یسُوع مارتھا اور اُس کی بہن مریم اور لعزر کو پیار کرتا تھا۔ اس لئے جب اُس نے سُنا کہ لعزر بیمار ہے تو وہ اُسی جگہ جہاں

ٹھہرا ہؤا تھا دو روز تک رہا"۔ اس توقف کا باعث وہ محبت تھی جو یسوع اس خاندان سے رکھتا تھا۔ شاید اس کا مطلب یہ تھا کہ لعزر کی موت کے وسیلہ سے ان سب کو برکت حاصل ہو +

آخر کار وہ بیت عنیاہ میں پہنچا۔ لعزر کو مرے ہوئے چار روز گذر چکے تھے اس خاندان کے بہت سے دوست تھے۔ چنانچہ ماتم پرسی کی رسوم کے لحاظ سے گھر میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ یہ سب لوگ حسب دستور تسلی دینے کے لئے آئے تھے۔ لیکن یسوع بیت عنیاہ پہنچ کر گھر سے کچھ فاصلہ پر باہر ہی ٹھہر گیا شاید اُس کی یہ مرضی نہ تھی کہ دوسرے لوگوں میں شامل سمجھا جائے۔ جو صرف دستور کے مطابق ماتم پرسی کے لئے آئے تھے۔ اس نے چاہا کہ ان لوگوں سے الگ لعزر کی غمزدہ بہنوں سے ملاقات کرے۔ چنانچہ وہ گاؤں سے باہر ہی ٹھہر گیا اور غالباً مارتھا کے پاس پیغام بھیجا کہ "میں آ گیا ہوں" اور وہ فوراً اُسے ملنے کے لئے آ گئی +

ہم خیال کر سکتے ہیں کہ خداوند کے پاس آنے کے لئے اُس کا دل کیسا مشتاق تھا۔ جب اُس نے سُنا کہ وہ نزدیک ہے تو اُس ماتم کے شور و غل کو جس سے اُس کا گھر بھرا ہؤا تھا چھوڑ کر یسوع کی تسلی بخش حضوری میں حاضر ہو گئی۔ یسوع کا چہرہ متردّد نہیں تھا پر اس پر حقیقی ہمدردی اور شفقت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ نہایت خاطر جمع اور مطمئن تھا۔ مارتھا کو اس کی مبارک اور تسلی بخش صورت دیکھتے ہی تسلی ہو گئی ہو گی +

جب کبھی ہم تسلی کے محتاج ہوں تو مناسب ہے کہ ہم مسیح کے حضور میں حاضر ہوں۔ انسانی دوستی کا مقصد و مرام اسی وقت انجام کو پہنچتا ہے۔ جب ہم اُسے اپنے غموں میں مددگار اور کارآمد پاتے ہیں۔ ضرور ہے کہ انسانی دوستی ہمارے لئے کچھ نہ کچھ کرے۔ کیونکہ اگر کچھ نہ کرے تو دوستی نہیں بلکہ سرد مہری اور بے رُخی ہے۔ انسانی دوستی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ غموں کا ذکر کرنے کبھی نہیں تھکتی۔ چنانچہ گفتگو کے پیرایہ

ہیں اس قدر سوالات سے استفسار کیا جاتا ہے کہ ہم جواب دیتے دیتے تھک جاتے ہیں۔ ہمارے دوست خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے تمام دُکھوں کا ذکر کرنے اور اُن کی گہرائی کو پہنچنے سے ہمیں تسلّی دینگے لیکن اس تسلّی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے غموں کا بوجھ بجائے ہلکا ہونے کے اَور بھی بھاری ہو جاتا ہے اور اس کی برداشت کے لئے ہم پہلے سے بھی زیادہ کمزور اور بزدل ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم کو فی الحقیقت تسلّی کی ضرورت ہے تو بہتر ہے کہ ہم مسیح کے پاس پناہ گزین ہوں۔ کیونکہ اُسی کے پاس ہمارے لئے کامل تسلّی اور خوشی موجود ہے +

وہ تسلّی جو مسیح نے لعزر کی غمزدہ بہنوں کو دی ہمارے لئے قابلِ غور ہے۔ اوّل اُس نے پردہ اُٹھا کر اُنہیں وہ نظارہ دکھایا جو موت کی وادی سے پار ہے۔ "تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔ قیامت اور زندگی میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اگرچہ وہ مر گیا ہے تو بھی جئے گا اور جو کوئی جیتا ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مرے گا"۔ یہ کہہ کر گویا دوسری دُنیا کی طرف ایک کھڑکی کھول دی۔ یہ امر بہ نسبت مریم اور مارتھا کے ہمارے لئے زیادہ صاف ہے۔ ان کلمات برکت آیات کے کچھ عرصہ بعد یسوع کو خود موت سے گذر کر اور قبر سے نکل کر ہمیشہ کی زندگی میں آنا پڑا۔ جو کسی مسیحی دوست کی جُدائی کے باعث غم میں مبتلا ہیں۔ اُنہیں نئے عہدنامہ سے موت کی نسبت حقیقی تعلیم پڑھ کر عجیب تسلّی حاصل ہوگی۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو کہ اگرچہ اعتقادی طور پر قیامت کو یقینی سمجھتے ہیں پر عجب غم میں مبتلا ہوتے ہیں تو تسلّی اُن کے پاس نہیں بھٹکتی۔ یسوع نے مارتھا کو کہا "تیرا بھائی جی اُٹھیگا"۔ اُس نے کہا "ہاں میں جانتی ہُوں کہ قیامت میں پچھلے دن پھر جی اُٹھیگا"۔ مارتھا کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی دُور

کی اُمید سے اُس کا دل تسلّی پذیر نہ ہؤا۔ موجودہ نقصان کے خیال نے اس کے ہر ایک خیال اور جذبہ کو دبا رکھا تھا۔ اس کا عزیز بھائی فوت ہو گیا تھا اور اس کے دل میں بڑی یہ خواہش تھی کہ وہ پھر زندہ ہو جائے۔ وہ کون ہے جو کسی کے پیارے کی قبر پر کھڑا ہؤا ہو اور اس نے اس تسلّی کا تجربہ نہ کیا ہو جو مُردوں کے جی اُٹھنے کے یقین سے پیدا ہوتی ہے +

مارتھا کے مضمحل اور اندوہگین دل کے لئے یسوع کا یہ فرمان کہ "قیامت اور زندگی مَیں ہوں" نہایت ہی تسلّی بخش تھا۔ مارتھا نے دُور و دراز کی قیامت کا ذکر کیا لیکن یسوع نے فرمایا کہ "قیامت مَیں ہوں"۔ اُس کی گفتگو میں ہمیشہ کی زندگی کے متعلق صاف اور مبارک الفاظ موجود تھے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا کہ "وہ جو زندہ ہے اور مُجھ پر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مرے گا"۔ جو مسیح میں ہیں ان کے لئے کوئی موت نہیں۔ جسم مرتا ہے پر وہ زندہ رہتے ہیں۔ قیامت آئندہ زمانہ میں ہو گی۔ لیکن ایماندار کی زندگی میں جو مسیح ہے کوئی وقفہ نہیں آتا۔ اگرچہ ایماندار ہمارے درمیان سے چلا جاتا ہے۔ اور ہماری آنکھیں اُسے نہیں دیکھتیں۔ ہمارے کان اُس کی آواز نہیں سنتے۔ اور ہمارے ہاتھ اُس کو چھو نہیں سکتے تو بھی وہ زندہ اور بدستور خیال کرتا ہے اور احساس باطنی کے وسیلہ سے محبّت میں مصروف رہتا ہے۔ موت سے اُس کی ہستی کی کوئی طاقت جاتی نہیں رہتی اور اُس کی خوب صورتی میں کچھ کمی پیدا نہیں ہوتی +

یہ اُس تسلّی کا ایک حصّہ ہے جو یسوع نے اپنے دوستوں کو اُن کے غموں میں دی۔ اس نے اُن کو یقین دلایا کہ موت نہیں ہے اور وہ سب جو اس پر ایمان لاتے ہیں ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہیں۔ جو اس دُنیا میں اپنے عزیزوں سے جُدا باقی رہ جاتے ہیں۔ اُنہیں

جدائی اور تنہائی کا غم تو ہوتا ہے لیکن یہ امر قابل یاد ہے کہ جو گذر جاتے ہیں اُن کے لئے کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ٭

یسوع اپنے اُن دوستوں کو جو اس دنیا میں باقی رہ جاتے ہیں کس طرح تسلّی دیتا ہے؟ جب ہم بیت عنیاہ کے گھرانے کے غم کا حال پڑھتے ہیں تو اس سوال کے جواب میں صاف کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اُن کے مُردہ کو زندہ کر کے لفظی طور سے بھی موت اور غم کو دور کر دیا۔ اگر وہ آج کل بھی جس جگہ محبّت اُس کو پکارتی ہر حالت میں ایسا ہی کر سکتا تو نہائت تسلّی کا باعث ہوتا لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ لعزر کا موت سے لوٹکر اپنے گھر آنا محض چند روزہ اور عارضی تھا۔ وہ فنا آزمائش ہماری دکھ اور موت کی زندگی میں واپس آیا اور وہ بھی تھوڑے ہی روز کے لئے اُسکا یہ جی اُٹھنا عرفانی زندگی کے لئے نہ تھا بلکہ یہ محض فانی زندگی کی چند روزہ بحالی تھی ضرور تھا کہ وہ پھر موت کی وادی میں سے گذرے اور اسکی بہنیں دوبارہ اسکی جدائی کے غم کا تجربہ کریں۔ ہم اسکو مشکل ہی تسکین و تسلّی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ صرف کچھ عرصہ کے لئے آخری جدائی کے باب میں التوا تھا ٭

لیکن یسوع نے اُس کے علاوہ لعزر کی بہنوں کو سچّی اور حقیقی تسلّی بھی دی۔ ان کو اس کی حضوری سے ہی تسلّی حاصل ہو گئی۔ وہ جانتی تھیں کہ یسوع ہم کو پیار کرتا ہے۔ پہلے بھی جب کبھی وہ ان کے گھر آیا۔ تو اپنے ساتھ برکت لایا۔ اس کی حضوری سے ان کے دلوں میں سلامتی اور امن کا جوش پیدا ہوتا تھا۔ اس کے مبارک اور منوّر چہرہ کی روشنی سے جو اُن پر پڑتی تھی ان کے بھاری سے بھاری غموں کی تلخی جاتی رہتی تھی۔ ہر ایک مستقیم۔ ملائم اور سچّی محبّت کا اثر ہمیشہ تسلّی بخش ہوتا ہے۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی معتبر اور اعتماد و وثوق کے لائق دوست ہو تو ہم سخت سے سخت آزمائش میں بھی قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر یسوع ساتھ ہو تو ایماندار ہر قسم کے غم کی برداشت کر سکتا ہے ٭

ان غمزدہ بہنوں کی تسلّی کی دوسری بات یسوع کی ہمدردی میں تھی۔ اس نے بیریا سے آنے میں اُن کے غم کے وقت ہمدردی ظاہر کی۔

Scanned with CamScanner

اس کی گفتگو سے ہمدردی ٹپکتی تھی۔ جب اُس نے اُن بہنوں سے باری باری ملاقات کی تو اُس کے طور وطریقہ سے حد درجہ کی شرافت نمایاں تھی مریم کا غم مارے تھا کے غم سے کہیں بھاری تھا۔ جب یسوع نے اُس کو اور اُس کے دوستوں کو روتے دیکھا تو غمزدہ ہُوا اور گھبرایا۔ بلکہ بائبل کی سب سے چھوٹی آیت میں یُوں مندرج ہے کہ "یسوع رویا"۔ اس سے اس کی عجیب اور بے حد ہمدردی ظاہر ہوتی ہے ✣

"یسوع رویا"۔ غم کی حالت میں اس انسانی ہمدردی کو حاصل کرنا جس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری پروا کرتا ہے اور ہمارا ہمدرد ہے۔ بڑی تسلّی کی بات ہے۔ ایسی حالت میں ہم کو اسی قدر تسلّی حاصل ہوتی ہے جس قدر ہمارے دل میں اس شخص کی عزّت ووقعت ہوتی ہے۔ اگر یوحنّا۔ پطرس اور یعقوب لعزر کی قبر پر روتے تو بہنوں کے لئے بڑی تسلّی کا باعث ہوتا۔ مگر یسوع کا رونا اُن سب سے بڑھ کر تھا۔ یہ وہ پاک ترین ہمدردی تھی جو خدا کے بیٹے نے دو بہنوں کے سخت غم کے موقع پر رو کر ظاہر کی ✣

یہ چھوٹی سی آیت یا تمام بائیبل میں سب سے چھوٹی آیت "یسوع رویا" صرف اس لئے نہیں لکھی گئی کہ کہانی کا ایک حصّہ ہو بلکہ اُس میں تمام زمانوں کے لئے یسوع کے دل کا اظہار اور انکشاف پایا جاتا ہے۔ جب کبھی یسوع کا کوئی دوست کسی غم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ حقیقی ہمدردی اور تسلّی دینے والا اگرچہ نظر سے غائب ہوتا ہے تو بھی پاس کھڑا ہو کر اُس کے غموں میں شریک ہوتا ہے اور ہر ایک دُکھ کو محسوس کرتا ہے۔ اس خیال میں بڑی تسلّی ہے کہ خدا کا بیٹا ہمارے دُکھوں میں ہمارے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور ہمارے دُکھوں میں دُکھ اُٹھاتا ہے۔ جب ہم جانتے ہیں کہ خدا ہمارے دُکھوں کی نسبت سب کچھ سمجھتا ہے تو ہم چپ چاپ اپنے سارے دُکھوں کو برداشت کر لیتے ہیں ✣

Scanned with CamScanner

مسیح کے دوستوں کو تسلّی دینے میں ایک اور بات ہے جو بہت ہی پُر نصیحت ہے۔ اُس کی ہمدردی محض خیالی نہیں تھی اکثر دفعہ انسانی ہمدردی محض خیالی ہوتی ہے۔ ہمارے دوست ہمارے ساتھ روتے ہیں۔ اور یہہ کہہ کر ہمیں بڑا افسوس ہے واپس چلے جاتے ہیں۔ مگر ہماری مدد کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ بیت عنیاہ میں یسوع کی ہمدردی بہت عملی تھی۔ اس سے نہ صرف اس نے اپنی محبّت اپنے دوستوں کو ہی دکھلائی کہ دوسرے صوبہ سے اپنا کام چھوڑ کر چلا آیا تاکہ اُن کے دُکھ میں اُن کا ہمدرد ہو بلکہ اُس نے اُن سے الٰہی ہمدردی کے ایسے کلمات کہے جنہوں نے اب تک بھی اس دُنیا میں روشن راہ تیار کر رکھی ہے۔ وہ نہ صرف اُن کے غم میں اُن کے ساتھ رویا بلکہ اُس نے سب سے بڑا معجزہ کرکے اُن کے دلوں اور اُن کے گھر کی خوشی کو از سرِ نو بحال کیا۔ یہ معجزہ بھی بیش قیمت تھا۔ کیونکہ اُس کے سبب سے اُس کو اپنی زندگی دینی پڑی +

وہ بخوبی جانتا تھا کہ دوستی کے اس کام کا کیا انجام ہوگا تو بھی وہ نہ جھجکا۔ کسی سبب سے اُس نے دیکھ لیا کہ لعزر کا زندہ کرنا اس کے دوستوں کے لئے برکت کا باعث ہوگا۔ چونکہ وہ بہنوں اور بھائی کو پیار کرتا تھا وہ جہاں تھا حال دور دراز اور ٹھیرا رہا اور بہنوں کی طرف سے پیغام پاکر بھی جلدی نہ کی اس لئے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ لعزر کا زندہ کیا جانا اگرچہ اسکی سابقہ کمزور زندگی سے کچھ بہتر نہیں تھا تو بھی اس خاندان کے لئے برکت کا باعث تھا۔ یسوع کا اپنے دوستوں کو ہمدردی دکھلانے اور سب سے بڑی تسلّی دینے کا یہ سب سے بہتر طریقہ تھا +

اس میں شک نہیں کہ یسوع کے ہزاروں دوستوں نے اپنے کسی دوست کی جدائی کے غم کے وقت چاہا ہے کہ وہ لعزر کی طرح اُن کے پیارے کو واپس دے کر اُنہیں تسلّی بخشے۔ بہت دفعہ یسوع نے ایسا کیا ہے کہ اثر میں اس کے برابر ثابت ہوا ہے۔ یعنی ایمان کی دُعا کے جواب میں اُس

نے اُن کے پیاروں کی جانیں بچادی ہیں۔ جب ہم اپنے بیمار دوستوں کے لئے دُعا مانگتے ہیں تو بڑی فروتنی سے عموماً یہ مانگا کرتے ہیں کہ وہ شفا حاصل کریں مگر یہ کہنے سے کہ "میری نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو" گریز کرتے ہیں۔ ایمان کے پختہ بھروسے میں ہم اپنی سب سے زوردار خواہش کو بھی دبا لیتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں "اگر یہ ہمارے پیاروں کے لئے بہتر نہیں ہے۔ اگر یہ خدا کی راہ نہیں ہے تو تیری مرضی پوری ہو"۔ اگر ہم ایمان کی دُعا مانگیں تو ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو مگر ہمارے لئے وہی بہتر ہے جو خدا کو پسند ہے۔

اگر خدا کی دانائی اور محبّت پر ایسا بھروسا اور ایمان رکھنے کے بعد بھی ہمارا دوست اُٹھا لیا جائے تو اس اعتقاد میں بڑی تسلّی یہ ہوگی کہ خدا کی مرضی یہی تھی۔ حالانکہ ہمارے مُردے کو از سرِ نو زندہ کرکے کوئی معجزہ نہیں کیا گیا تو بھی یسوع کی ہمدردی عملی تسلّی پیدا کرتی ہے۔ لفظ تسلّی کے معنے مضبوطی دینا ہے۔ ہم اپنے غم کو اُٹھانے کے لئے مدد پاتے ہیں۔ نوشتوں کی یہی تعلیم ہے کہ جب ہم اپنی آزمائشیں لے کر خدا کے پاس آتے ہیں وہ یا تو ہمیں اُن سے چھُڑاتا ہے یا برداشت کرنے کے لئے فضل بخشتا ہے۔ وہ اس بوجھ کو جو ہم اس پر ڈال لیتے ہیں اُٹھانے کا وعدہ نہیں کرتا بلکہ ہمارے بوجھوں کے اُٹھانے میں سہارا دیتا ہے۔ جب کسی انسانی دوست کی حضوری ہم سے چھین لی جاتی ہے تو مسیح پہلے سے زیادہ ہمارے نزدیک ہو جاتا ہے اور اپنی محبّت اور فضل کو پہلے سے بھی زیادہ ظاہر کرتا ہے۔

مسیحی زندگی میں غم کا مسئلہ بہت بھاری ہے۔ یہ ضروری بات ہے کہ ہم اس امر کو صاف صاف سمجھ لیں تاکہ برکت حاصل کریں اور فائدہ اُٹھانے سے رُک نہ جائیں۔ ہر ایک غم جو ہماری زندگی میں آتا ہے خدا کی طرف سے کچھ نہ کچھ فائدہ ہمارے لئے لاتا ہے۔ لیکن ہم اکثر فائدے کو رد کر دیتے اور بجائے اس کے نقصان اُٹھاتے ہیں۔ وہ تسلّی جو خدا ہمیں دیتا ہے تکلیف کو دور کرنے یا ہمارے دل کے حواس کو مردہ کرنے سے یہاں تک

کہ ہم دُکھ کو محسوس نہ کر سکیں نہیں دیتا۔ خدا کی تسلّی اس میں ہے کہ وہ صدمہ برداشت کرنے کی طاقت بخشتا ہے۔ اگر ہم خدا کے وقت پر اپنی زندگی مسیح کے ہاتھوں میں سونپ دیں اور پختہ ایمان اور بھروسا کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے رہیں تو سب کچھ بہتر ہو گا۔ اور اگر رد کر دیں یا مخالفت کریں تو نہ صرف اس تسلّی کو ہی کھوئینگے جو غم میں ہمارے لئے رکھی ہوئی ہے بلکہ اسکے برعکس اپنی زندگی میں بھی نقصان اُٹھائینگے۔ جب کوئی شخص اس سے زیادہ تلخ مزاج ہو جاتا ہے تو اُس نے بجائے برکت کے نقصان اُٹھایا ہے اور اگر ہم اپنے غم کو برکت اور بھروسے کے ساتھ قبول کریں تو ہم اس کے سبب سے اپنی زندگی اور کیریکٹر میں زیادہ بہتر بن کر عمدہ کام کے لئے مفید ہو جائینگے +

ایک جگہ ایک عورت کی تصویر ہے جو کسی بھاری غم میں مبتلا سمندر کے کنارے بیٹھی ہوئی ہے۔ کالے پانیوں نے اُس کے دل کے خزانے کو کھا لیا ہے اور وہ اپنے غم میں تسلّی نہیں پاتی۔ اُس کے نزدیک ہی ایک فرشتہ اپنی بربط بجا رہا ہے۔ یہ تسلّی کا فرشتہ ہے۔ لیکن عورت اپنے غم کی شدت میں فرشتے کے چمکدار چہرے کو نہیں دیکھتی اور نہ ہی اُس کی بربط کی آواز سُنتی ہے۔ اکثر مسیحی گھرانوں کی ایسی ہی تصویر ہے۔ باوجود خدا کی محبت اور رحم کی کثرت کے دل بے تسلّی رہتا ہے +

ایسا نہ ہونا چاہئے۔ یسوع میں تسلّی کا لا محدود چشمہ موجود ہے۔ ہمیں صرف دل کھول کر اسے قبول ہی کرنا ہے۔ تب ہم الٰہی مدد اور محبت سے سنبھالے جا کر غم سے گذر ینگے اور اُس کے سبب سے کیریکٹر کی مضبوطی حاصل کر کے زندگی کی ہر ایک کی حالت میں برکت پائینگے۔ ہماری زندگی کے غم ہم کو کئی سبق سکھلاتے ہیں۔ ہر ایک دُکھ میں برکت کا بیج ہے۔ ہر ایک آنسو میں دھنک چھپی ہوئی ہے +

Scanned with CamScanner

# باب ۔ ۱۲

## دوستوں سے الوداع

کیا اِس کا ہے مطلب کہ غم و رنج کی نسبت
خوشیوں کے لئے روتے ہیں ہم لوگ بکثرت
اور بعض دفعہ روتے ہیں ہم درد و الم پر
اور آنسوؤں میں پاتے خوشی کو ہیں برابر
افسوس! کہ اُن بچوں سی حالت ہوئی اپنی
ہاں! باپ کے گھر کے لئے جن کو ہوا اُداسی
ہم دیکھتے ہیں خواب دلآویز وہاں کے
خوش ہو کے یہاں زینت بسر کر نہیں سکتے

آخرکار انجام آپہنچا۔ اس دنیا میں ہر ایک دوستی کا ایک نہ ایک دن خاتمہ ہوتا ہے۔ دو دلی عزیزوں کی شیریں زندگی میں یہ واقع ضرور آتا ہے کہ ایک نہ ایک روز وہ باہم اپنی آخری سیر کریں۔ آخری بار ایک دوسرے سے ہمکلام ہوں۔ بار آخر مصافحہ کریں۔ اور پھر ایک عازم ملک جاودانی ہو اور دوسرا اسی دُنیائے دوں میں ٹھہیرا رہے۔ دو دوستوں میں سے ایک کی یہ ضرور بدنصیبی ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر اشک فشانی کرے۔ اور اِس خیال سے اور بھی آٹھ آٹھ آنسو روئے کہ میں ہی اکیلا اس قبر پر رونے والا رہ گیا ہوں +

اپنے شاگردوں سے یسوع کی دوستی نہائت ہی شیریں تھی۔ ایسی شیریں دوستی دُنیا میں پہلے کبھی دیکھی نہ تھی کیونکہ یسوع کے دل سا اور کوئی

محبت کرنے والا اور محبت کی تحریک دینے والا دُنیا میں پہلے کبھی ہؤا نہ تھا لیکن اس دُنیا میں یہ مقدس زندگی بھی ایک وقت کے لئے تھی - یسوع کی گھڑی آخر کار آپہنچی - اگلے دن وہ اپنے باپ کے پاس جانے والا تھا +

الوداع بڑی رقت انگیز تھی - اس الوداع کہنے کے لئے ایک بالاخانہ تجویز کیا گیا - جو یقیناً یوحنا - مرقس کی ماں مریم کے مکان میں تھا - اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے - دوپہر کے وقت مسیح کے دو گہرے دوست بیت عنیاہ سے آئے کہ کمرے کی تلاش کرکے فسح کی تیاری کریں - یہ سب کام چُپکے چُپکے کیا گیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی - کمرے کی دریافت بھی کی نہ کی گئی - لیکن ایک خاص جگہ پر ایک شخص پانی کا گھڑا اُٹھائے ملا - جو ایک نہائت غیر معمولی واقع ہے - مسیح کے یہ دونو پیغمبر چُپکے سے اس شخص کے پیچھے ہولئے اور یوں اس مکان میں پہنچے جہاں وہ مہمان خانہ تھا - جو مسیح اور اُس کے شاگردوں نے استعمال کرنا تھا - یہاں دونو شاگردوں نے فسح کی ضروری تیاری کی +

شام کے قریب مسیح اور اُس کے دیگر شاگرد اس بالاخانہ میں آئے اوّل تو یہودیوں کے طریق کے مطابق عید فسح منائی گئی اور پھر نئے یادگار خداوند کی عشاء کا تقرر ہؤا - اس سے اُستاد اور شاگردوں کے مابین ایک بڑا مقدس رشتہ قائم ہؤا - یہوداہ اسکریوتی باہر چلا گیا تھا اور باقی سب یکدل اور ہمخیال تھے - اب الوداع شروع ہوئی - یسوع اُن سے رخصت ہونے کو تھا - اور اُس کو یہ آرزو دامنگیر تھی کہ میرے بعد شاگرد مجھے یاد رکھیں اُس کی یہ آرزو بالکل تقاضائے انسانی تھا - کون چاہتا ہے کہ میں فراموش ہو جاؤں - اس سے بڑھ کر کوئی خیال دل توڑنے والا نہیں ہو سکتا کہ میرے بعد احباب مجھے بالکل فراموش کر دیں - کسی دل میں میری یاد نہ رہے - اور اس دنیا میں کہیں میرا یادگار نہ رہے - ہم سب کو اُمید ہے کہ اس

Scanned with CamScanner

دنیا میں ہمارے چہروں کے مفقود ہو جانے کے مدتوں بعد بھی عزیزو احباب کی یادِ محبت میں ہم جیتے رہیں گے۔ ہماری محبت جتنی مضبوط اور پاکیزہ رہی ہو۔ ہماری دوستی جتنی گہری ہو اُتنی ہی زیادہ ہماری آرزو ہوگی کہ اپنے محبوبین کے دل میں ہماری یاد رہے ✣

کئی وسائل اور طریق سے لوگ اِس دنیا میں اپنا نام اور اپنی یاد تازہ رکھنا چاہتے ہیں۔ بعض تو اپنی قبر آپ بنواتے ہیں۔ اس دُنیا میں بقا حاصل کرنے کا یہ طریق نہایت دلسوز ہے۔ بعض ایسے کارنمایاں کرتے ہیں جو تواریخ کے صفحوں میں روشن رہیں۔ بعض کتابوں میں اپنا نام کندہ کر لیتے اور یُوں بقائے دوام کا سہرا پانے کی اُمید رکھتے ہیں۔ محبت کا دلوں میں جگہ بنانا سب سے بہتر طریق ہے ✣

خداوند کی عشاء کے تقرر سے ظاہر ہے کہ یسُوع کے دل میں اپنی یاد چھوڑ جانے کی کیسی خواہش تھی۔ اُس نے فرمایا کہ "جب میں چلا جاؤں تو مجھے بھُول نہ جانا"۔ اور اس خیال سے کہ میں فراموش نہ ہو جاؤں اُس نے روٹی اور مَے لی اور روٹی توڑ کر اور مَے اُنڈیل کر اُس نے اپنے احباب کو بطور اپنی یادگار کے دی۔ اُس نے اس الوداعی کھانے کو اپنی نجات بخش محبت کے بڑے بڑے کاموں سے متحد کیا۔ "یہ روٹی جو میں نے توڑی ہے۔ میرے شکستہ بدن کا نمونہ ہو کر دُنیا کے لئے روٹی ہو۔ یہ مَے جو مَیں اب تمہیں پیالے میں ڈال کر دیتا ہوں اُس لہو کا نشان ہو جو میں نے تمہارے لئے بہایا ہے"۔ خداوند کی عشاء کا کچھ ہی مفہوم کیوں نہ ہو اب سے اوّل یہ ایک یادگار ہے۔ یہ اُستاد کی اُس آرزو کا اظہار ہے کہ میرے احباب مجھے یاد رکھیں۔ آج کے روز ہمیں بھی جو مسیح کے دوست ہیں وہ دل کی اس آرزو کو پیش کرتا ہے "مجھے یاد رکھ۔ مجھے بھول نہ جانا۔ میری اس محبت کو یاد رکھنا جو میں نے تم سے کی"۔ یسُوع کی الوداع یوں بڑی مبارک ٹھہری۔ اس کی یاد اپنی نرمی اور سرگرمی کے باعث تب سے دُنیا

کی برکت کا موجب ٹھیری ہے۔ کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا۔ کہ اس بالاخانہ میں اس رات کے واقعات نے ان بیس مسیحی صدیوں کی زندگی پر کیا تاثیر ڈالی ہے۔

یسوع کی الوداع صرف یہ خداوند کی عشاء ہی نہ تھی۔ اس کا اُس وقت کا کلام تب سے مومنین کے لئے روٹی اور مَے یعنی مسیح کا بدن اور لہو رہا ہے۔ ان گیارہ شاگردوں کے لئے جو اس وقت دسترخوان پر بیٹھے تھے یہ الفاظ نہایت ہی بیش قیمت تھے۔ ان میں سے ایک نے جو اس رات خداوند کی چھاتی پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا ان الفاظ کو اپنے بڑھاپے میں یاد رکھا اور ان کو ہمارے لئے قلمبند کیا ✣

اس ایک باب میں ان عجیب الوداعی الفاظ پر بخوبی غور کرنا مشکل ہے صرف چند خاص خاص باتوں پر فکر کیا جائیگا۔ یہ الوداعی الفاظ اس ایک نصیحت وہاں ایک نئے حکم سے شروع ہوئے۔ کہ "تم ایک دوسرے سے محبت رکھو" ہم بخوبی سمجھ نہیں سکتے کہ جب خداوند کے احباب کو یہ حکم دیا گیا تو کیونکر فی الواقع یہ ایک نیا حکم تھا۔ دُنیا نے ایسی محبت جو یسوع اُس کی سرد فضا میں لایا پہلے کبھی جانی نہ تھی۔ وہ لوگوں میں یہ الٰہی محبت کی زندگی جی چُکا تھا۔ اب اس کے احباب کو یہ محبت قائم اور جاری رکھنی تھی۔ "جیسے میں نے تم سے محبت کی تم بھی ایک دوسرے سے ایسی محبت رکھو۔" مسیح کے دوستوں نے اس محبت کو بڑے ادھورے طور پر سیکھا ہے۔ تاہم جہاں کہیں انجیل گئی وہاں ہمدردی کی لہر پھیر گئی ہے ✣

پھر ایک تسلّی کا کلمہ کہا گیا جس کا سرود تب سے جہان میں جاری ہے "تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان لاؤ"۔ تیئسویں زبور کے سوا بائبل کا کوئی اَور فقرہ مقدس یوحنّا کی انجیل کے چودھویں باب کے اِن ابتدائی الفاظ کے برابر دنیا کی تسلّی اور اطمینان کا وسیلہ نہیں ٹھیرا۔ اِن الفاظ نے غمزدہ شاگردوں کو یقین دلایا کہ خداوند ان کو بھولے گا نہیں۔ بلکہ اس کی موت سے وہ کام جو اس نے اُن کے لئے شروع

کیا تھا منقطع نہ ہوگا۔ اور کہ وہ ان کے لئے جگہ تیار کرنے کو جا رہا تھا۔ اور پھر اُن کو اپنے پاس لے جانے کو واپس آئیگا۔ تاکہ جہاں وہ ہے وہ بھی وہیں رہیں۔ اس نے ان کو یہ بھی یقین دلایا کہ گو وہ خود جا رہا تھا اس کی اپنی بدنی حضوری سے کچھ بہتر اور بڑھ کر چیز ان کو دی جائے گی۔ ایک اور تسلی دینے والا آئیگا تاکہ وہ یتیم نہ رہیں *

خداوند کے الوداعی الفاظ کا کچھ حصہ چند سوالوں کا جواب تھا جو اس کے احباب نے اُس سے پوچھے ...........

... ان کی اپنی اپنی مشکلات تھیں۔ اُنھوں نے اپنی مشکلات خداوند کے پیش کیں۔ اور اس نے رفع مشکلات کی سبیل بتلائی۔ سب سے پہلے پطرس نے سوال کیا۔ یسُوع نے اپنے جانے کا ذکر کیا تھا۔ پطرس نے اُس سے پوچھا کہ خداوند تو کہاں جاتا ہے"؟ یسُوع نے اُسے جواب دیا۔ کہ "جہاں میں جاتا ہوں تو وہاں آ نہیں سکتا۔ لیکن کسی دن تو وہاں آئیگا"۔ پطرس بڑا دلیر تھا۔ اور وہ یہ بات سُن نہیں سکتا تھا کہ کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں وہ خداوند کے پیچھے جا نہیں سکتا۔ اس لئے پطرس نے بڑے وثوق سے کہا کہ "تیری خاطر میں اپنی جان دینے کو بھی تیار ہوں"۔ خداوند نے جواب میں کہا کہ "کیا تو میری خاطر اپنی جان دیگا"۔ کہا۔ "بیشک"۔ تب اُس نے پطرس کے افسوسناک اور دل توڑنے والے گرنے کا ذکر کیا کہ کیونکہ جان دینے کے بجائے وہ اپنے خداوند کا انکار کریگا +

جب یسُوع اپنے باپ کے مکان اور اپنے احباب کے پاس دوبارہ آنے کا ذکر کر چکا تو توما نے اس سے سُوال پوچھا۔ یسُوع نے فرمایا تھا۔ "جہاں میں جاتا ہوں تم جانتے ہو اور راہ بھی تم جانتے ہو"۔ توما بڑا کم فہم اور بال کی کھال نکالنے کا عادی تھا۔ وہ کسی بات کو فرض نہ کر لیا کرتا تھا۔ جب تک وہ کسی بات کو سمجھ نہ سکے اُس کو مانا نہ کرتا تھا "خُداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے اور ہم راہ کو کس طرح جانیں"۔ ہم کو خوش ہونا چاہیئے

کہ توما نے یہ سوال کیا کیونکہ اُس کا ایک عجیب جواب ملا۔ یسوع خود راہ اور سچائی اور زندگی ہے۔ یعنی مسیح کو جاننا ان تمام باتوں کا جاننا ہے۔ جو ہمیں آسمان اور اُس کی راہ کی نسبت جاننی ضرور ہیں۔ یسوع کو اپنا منجی۔ دوست اور خداوند ماننا۔ تاریک راہ میں سے اس کی ہدایت سے وطن کو پہنچنا ہے۔ یسوع نہ صرف وہ دروازہ ہے جو اس راہ میں کھلتا ہے بلکہ وہ خود راہ ہے راہ میں وہ رہبر ہے۔ وہ خود اس راہ میں سے گذر چکا ہے۔ ہر کہیں ہمیں اس کے نقش پا ملتے ہیں۔ اس سے بھی کچھ بڑھ کر۔ وہ خود ہی راہ ہے اور راہ کی نسبت سچائی۔ اور وہ زندگی جو راہ میں ہمیں تحریک دلاتی ہے۔ اس کا دوست ہونا ہی کافی ہے۔ ہمیں یہ پوچھنا ضرور نہیں کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اور کہ راہ کدھر یا کونسی ہے۔ ہمیں صرف اس میں قائم رہنا ہے۔

مضبوط شخص ہم کو صد شکر! وہ ملا ہے
جو جگہ سے ہے واقف۔ اور راہ جانتا ہے
اس راہ سے سفر وہ۔ اک بار کر چکا ہے
یہ رہبر ہے۔ ور ہے۔ رہ اور رہنما ہے

پھر فیلبوس نے ایک سوال کیا۔ اُس۔ نے خداوند کا جواب جو اُس نے توما کو دیا۔ سُنا تھا۔ فیلبوس کُند ذہن اور غبی تھا لیکن بڑا وفادار اور کامن سنس کا آدمی تھا۔ قوتِ متخیلہ سے بالکل عاری تھا۔ روحانی رموز بالکل سمجھ نہیں سکتا تھا۔ صرف امرِ واقعہ اس کے ذہن میں آتا تھا۔ یسوع نے جو باپ کو دیکھنے اور جاننے کا ذکر کیا تو یہ الفاظ اس کے کان میں پڑ گئے۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ باپ کو دیکھے۔ وہ خدا کی رویا دیکھ رہا تھا۔ مسیح بڑا صابر تھا اور اپنے شاگردوں کی کند ذہنی سے مایوس نہ ہو جاتا تھا۔ لیکن فیلبوس کے ان الفاظ سے اُس کو سخت چوٹ لگی۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس تین سال کے عرصہ میں فیلبوس نے کیسا تھوڑا سیکھا تھا۔ "میں اتنا عرصہ تمہارے ساتھ رہا اور تو نے اب تک مجھے نہیں جانا" پھر

یسوع نے بتایا کہ وہ باپ کو اُن پر ظاہر کر رہا تھا۔ اور فیلبوس اسی امر کا خواہاں تھا +

کچھ دیر یہ مشفقانہ الفاظ یسوع کی زبان پر رہے اور وہ اپنے آپ کو شاگردوں پر ظاہر کرنے کا ذکر کر رہا تھا کہ ایک اور سوال اُس کا مخل ہؤا۔ اِس دفعہ یہوداہ سخن گو ہؤا۔ یہ یہوداہ اسکریوتی نہ تھا۔ کیونکہ اُس کا نام بغاوت کے دھبہ سے داغدار ہو چکا تھا۔ وہ باہر رات کے اندھیرے میں چلا گیا تھا اور شاگردوں کے خاندان سے الگ ہو چکا تھا۔ یہوداہ سمجھ نہ سکتا تھا۔ کہ یسوع کس طرح اور کس خاص طریق سے اپنے آپ کو شاگردوں پر ظاہر کریگا۔ شاید یہوداہ کا یہ خیال تھا کہ مسیح کے پیرو اس طرح جُدا اور الگ کئے جائینگے۔ جیسے اسرائیل اور قوموں سے ممیز کئے گئے تھے۔ لیکن یسوع نے اپنے شاگردوں کے دل سے ایسی تنگ خیالی کو فوراً دور کر دیا۔ اس کے انکشاف کی صرف ایک شرط تھی۔ اور وہ محبت۔ ہر ایک پر جو اس سے محبت رکھے اور اس کے حکم کی فرماں برداری کرے وہ اپنے آپ کو ظاہر کریگا +

اپنے شاگردوں کے اِن تمام سوالات کا جواب دینے کے بعد یسوع نے اپنے الوداعی کلمات پھر شروع کئے۔ اس نے اپنے دوستوں کو کئی عطیات دیئے اور اپنی ملکیت سب میں تقسیم کی۔ ہمارے دل میں خواہ مخواہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ وہ کیا جائداد چھوڑ مرا۔ اس کے پاس مکانات یا زمین۔ چاندی یا سونا تو نام کو نہ تھا۔ جب وہ صلیب دیا گیا تو سپاہیوں نے اُس کے کپڑے آپس میں بانٹ لئے۔ لیکن جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے علاوہ اور مقبوضات و ملکیت بھی ہوتی ہے۔ کوئی شخص بڑا اعلےٰ اور شریف نام پیدا کرتا ہے۔ اور اپنے لواحقین کو اپنا نام ورثہ میں دے جاتا ہے۔ ایک شخص ایسی طاقت اور اثر رکھتا ہے جو وہ دوسروں کو دے جاتا ہے۔ لیکن ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری رات اس بالاخانہ میں یسوع کے پاس نہ نام تھا نہ طاقت تھی جو وہ اپنے دوستوں کو دے جاتا۔ اگلے دن اُس نے صلیب پر چڑھنا

تھا اور اسکی زندگی میں ہر ایک خوب صورتی اور اُمید کا خاتمہ ہوا معلوم ہوتا تھا ۔

تاہم اُس نے اپنے مرتے وقت عطیات بڑے اطمینان سے کئے اس امر کا احساس رکھتے ہوئے کہ میرے پاس وہ کچھ ہے جو کسی گنج قارون کی نسبت کہیں زیادہ دُنیا کی برکت کا موجب ٹھیریگا۔ جو میں پیچھے چھوڑ جاؤں۔ ان میں سے ایک عطیہ اُس کا اطمینان تھا "میں تمہیں اطمینان دئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں"۔ یہ اُس کا اپنا اطمینان تھا اگر یہ اطمینان اس کا اپنا نہ ہوتا تو وہ اپنے شاگردوں کو کیسے دے سکتا۔ ہم دوسروں کو وہ چیز کبھی دے نہیں سکتے جو ہمیں خود حاصل نہ ہو۔ یہ اس کا اپنا تھا کیونکہ اُس نے اُس کو زور سے حاصل کیا تھا۔ اطمینان محض راحت و آرام نہیں ہے۔ نہ یہ جھگڑے اور لڑائی کی عدم موجودگی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو سخت سے سخت لڑائی اور ہنگامہ کے بیچ میں بھی قائم رہتی ہے۔ یسوع اس دنیا کے اطمینان۔ راحت و آرام سے آشنا نہ تھا۔ لیکن دلی چین کا اُس نے ایک ایسا راز پایا تھا جس میں دُنیا کبھی خلل انداز نہ ہو سکتی تھی۔ یہ اطمینان اُس نے اپنے شاگردوں کو دیا اور اُس سے وہ ایسے غنی ہوگئے کہ دُنیا کی ساری دولت سے بھی نہ ہوتے ۔

اپنی ایک اور ملکیت جو شاگردوں کو دے گیا اس کی خوشی تھی۔ ہمارا خیال مسیح کی نسبت ہمیشہ یہی رہتا ہے کہ وہ مردِ غم تھا اور ہم ذرا حیرانی سے پوچھتے ہیں کہ بھلا اس کے پاس کون سی خوشی تھی جو وہ اپنے شاگردوں کو دے گیا۔ اور بھونہ ہو خوشی کے ذکر کرنے کا یہ وقت بھی کونسا تھا۔ کیونکہ وہ گتسمنی کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ اور دوسرے روز اُس نے صلیب پانا ہے تاہم اس بالاخانہ میں اس کے دل میں ایک نہایت مُبارک خوشی تھی۔ اس تاریک ساعت میں بھی جو اُس پر آئی اُس کی وہ خوشی سرِمو کم نہ ہوئی کیونکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ" اس خوشی کے باعث جو اُس کی نظروں کے سامنے

تھی شرمندگی کی پروا نہ کرکے صلیب کا دُکھ سہا"۔ یہ خوشی اُس نے اپنے شاگردوں کو بھی دی۔ "میں نے تم سے یہ باتیں اِس لئے کہیں تا کہ میری خوشی تم میں ہو"۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شاگردوں نے یہ ورثہ ضرور پایا۔ جب خدا کے یہ بندے دُنیا میں گئے تو اس خوشی کے عجیب راز سے دنیا حیران ہوتی تھی۔ تاریک سے تاریک راتوں میں وہ خوشی کے نغمے گاتے تھے۔ بڑے سے بڑے غم کی حالت میں اُن کے چہرے گویا کسی مقدس اندرونی نور سے روشن تھے۔ مسیح کی خوشی اُن میں پُوری ہوئی ✤

رخصت ہوتے وقت اُس نے اپنی تمام میراث جو اُس کو بہ حیثیت خدا کا اکلوتا بیٹا ہونے کے حاصل تھی اپنے دوستوں کے سپرد کر دی۔ آسمان کی چابی اُس نے اُن کے ہاتھوں میں دیدی۔ اُس نے اُن کو بتایا کہ جو کام اُنھوں نے اُس کو کرتے دیکھا تھا۔ وہ ایسے کام اور اُن سے بھی بڑھ کر کام کرنے کی طاقت اور قدرت پائینگے۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ جو کچھ تم میرا نام لے کر باپ سے مانگوگے وہ تمہیں دے گا۔ اس کے نام کی تمام طاقت اُن کی ہو گی اور جیسے وہ چاہیں اس طاقت سے کام لیں۔ اُن کی کسی درخواست سے انکار نہ کیا جائے گا۔ تمام آسمانی بادشاہت ان کے لئے کھُلی ہو گی ✤

جو عطیات مسیح اپنی رخصت کے وقت شاگردوں کو چھوڑ گیا یہ صرف اُن کا خلاصہ ہے۔ اپنا اطمینان۔ اپنی خوشی اور اپنی بادشاہت کے تمام خزانوں کی چابی۔ اپنی زندگی میں اُس نے اُن کو عجیب طریق سے برکت دی تھی۔ لیکن اُس کی محبت کی سب سے عمدہ اور قیمتی چیزیں آخری وقت کے لئے رکھی گئی اور اُس کے جانے کے بعد دی گئی تھیں۔ بلا ریب سب سے عمدہ چیزیں اور سب سے بڑی برکت اس کی موت کے وسیلے دی گئی۔ جو کسی اَور طریق سے دی نہ جاتی۔ اَور لوگ بھی ہیں جو نیک کام کرنے کے لئے جیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اپنا آفتاب غروب ہونے سے پیشتر اپنے کام کو انجام دیں۔ خُدا کا منصوبہ بھی یہی ہے کہ پیشتر ازیں کہ اُن کے

دنوں کے انجام پر موت "خاتمہ" کندہ کرے وہ اپنا کام ختم کریں۔ لیکن مسیح کے لئے خدا کا ارادہ اس کی موت میں تھا۔ خُداوند کی عشاء کے اجزاء میں وہ برکتیں ظاہر کی گئی تھیں جو اس کے مرنے کے باعث ظہور میں آنے والی تھیں شکستہ بدن اور بہا ہوُا خون۔ وہ عطیات جو اُس نے اپنے دوستوں کو دئے۔ اور جن کا ذکر اُس نے اپنے الوداعی کلمات میں کیا اس کی موت پر حاصل ہونے تھے۔ تمام لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ضرور تھا کہ وہ بلندی پر چڑھایا جائے۔ گناہوں کی معافی دینے کے لئے اُس کو اپنا خون بہا ضرور تھا۔ اس کا جانا اُن کے لئے فائدہ مند تھا تاکہ تسلّی دینے والا آئے۔ اُس کا اطمینان اور اُس کی خوشی ایسے عطیات تھے جو تب ہی مل سکتے تھے کہ جب وہ دُنیا کا نجات دہندہ ہو کر اپنی جان دے چکے۔ اُس کے نام میں آسمان کے خزانے کھولنے کی طاقت اسی وقت حاصل ہوگی کہ جب کفارہ ہو چکے اور شفیع آسمان میں خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہو۔

یسُوع کی اس الوداع میں ایک اور بات تھی۔ اپنا یہ شفقت آمیز کلام ختم کر کے اُس نے اپنی آنکھیں دُعا میں اپنے باپ کی طرف اُٹھائیں اُس کی سفارش بڑی شفقت آمیز اور رقّت انگیز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک ماں اس دُنیا سے رخصت ہونے کو ہے اور اپنے بچّوں کو آسمانی باپ کی شفقت پدری کے حوالہ کر رہی ہے اور جانتی ہے کہ میں ان کو نامعلوم اور خطرناک دشمنوں کے درمیان ماں کی محبّت اور پناہ کے بغیر چھوڑے جاتا ہوں۔

اس عجیب دُعا کے لفظ لفظ سے محبّت ٹپکتی اور ایک نہایت محبت بھرا دل ہم پر ظاہر ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے احباب کے ساتھ تھا تو اُس نے اُن کو اپنی الٰہی قدرت کے سایہ تلے رکھا تھا۔ اُس نے ایسی وفاداری اور جاں نثاری سے اُن کی نگہبانی کی تھی کہ سوائے ہلاکت کے فرزند کے کوئی گمراہ ہوُا نہ تھا۔ ہلاکت کے فرزند کی نگہبانی بھی اُس نے کما حقہٗ کی تھی اور یہ

اچھے گڈریا کا قصور نہ تھا کہ یہ بدنصیب ہلاک ہؤا۔ وہ ہلاک اس لئے ہؤا کہ اُس نے الٰہی محبّت کا مقابلہ اور الٰہی مرضی کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کیا تھا۔ جب یِسُوع نے اپنے باپ سے اس کم نصیب کا جو ہلاک ہؤا ذکر کیا تو اُس کے دل میں بڑا درد ہؤا ہو گا لیکن باقی سب سلامت تھے۔ یِسُوع نے اب تک تمام خطروں میں سے اُنکو بچائے رکھا تھا ✣

لیکن وہ اب اُن سے رُخصت ہونے کو ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اُن کو بڑی بڑی مشکلات اور خطروں کا سامنا ہوگا اور اُن کی حفاظت کو میں نہ ہونگا اُن کے لئے اُس کی طرزِ شفاعت قابلِ غور ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ وہ اس دُنیا سے اُٹھا لئے جائیں۔ محبّت کا تقاضا تو شاید یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن الٰہی طریق یہ نہیں ہے کہ ہمیں جنگ میں سے نکال لیا جائے۔ مسیح کے اُن دوستوں کو تربیت دی گئی تھی کہ اس کے گواہ ہوں اور اس کے جانے کے بعد اس کے قائم مقام بنیں۔ اس لئے کیسی ہی مشکلات اور خطرے کیوں نہ ہوں اُنکا دُنیا میں ٹھیرنا ضرور تھا۔ اُس نے یہ دُعا کی کہ شریر سے اُن کی حفاظت کر۔ ایک ہی شریر۔ اور بُرا ہے۔ ایذا رسانی۔ زمینی تکالیف اور نقصان۔ غم اور درد سے بچے رہنے کے لئے دُعا کی نہ گئی۔ یہ کوئی ایسی بُرائیاں اور شرارتیں نہیں ہیں کہ جن سے انسانی زندگی محفوظ رکھی جائے۔ ایک ہی شریر ہے اور وہ گُناہ ہے۔ تکلیف اور مصیبت میں ہمارا خطرہ یہ نہیں کہ ہم دُکھ اُٹھائیں بلکہ یہ کہ ہم کہیں گُناہ نہ کریں۔ اپنے دوستوں کے لئے یِسُوع کی دُعا و منّت یہ تھی کہ وہ گُناہ سے اپنی رُوحوں اور اپنی رُوحانی زندگی میں نقصان نہ اُٹھائیں ✣

اگر دشمن ہمیں نقصان پہنچائیں یا ہمیں تکلیف دیں۔ تو خطرہ اس بات کا نہیں کہ ہمارے ساتھ بے انصافی ہو اور بلاوجہ ہمیں نقصان پہنچے بلکہ خطرہ اس امر کا ہے کہ اپنی مصیبت میں محبّت ہمارے دلوں سے جاتی رہے اور ہم غصّہ ور یا تلخ مزاج ہو جائیں۔ بیماری۔ مصیبت یا مفارقت کے وقت ہمیں

بیماری یا غم سے ترساں ہونا نہ چاہیئے بلکہ اس سے کہ مبادا خُدا کا اطمینان ہمارے دل میں نہ رہے اور ہم شیوں مزاجی کھو بیٹھیں۔ ایک ہی بات ہمیں سچ مچ نقصان پہنچا سکتی ہے اور وہ گناہ ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ہمیشہ یہی شفاعت کی جاتی ہے نہ یہ کہ ہم دُنیا کی دُشوار گذار راہوں اور دردناک تجربوں سے بچے رہیں۔ بلکہ یہ کہ ہم پاکیزہ۔ حلیم اور خُدا کے فرماں بردار بنے رہیں اور اطمینان اور خوشی ہمارے دلوں میں ساکن رہے
اس امر کی التجا بھی تھی کہ اُس کے شاگردوں کو اپنی رُوحیں کُلیۃً تقدیس کرنے کی توفیق ملے اور وہ اپنے اُستاد کے لئے باہر دُنیا میں جانے کے لئے تیار رہیں اور دُنیا کے لئے وہ وہ کچھ بنیں جو خداوند اُن کے لئے رہا تھا۔ یہ اس بات کے لئے دُعا نہ تھی۔ کہ اُن کی راہ میں پھول بچھے رہیں بلکہ یہ دُعاء صلیب کے لئے تھی۔ کہ وہ اپنی زندگی کُلیّۃً طور پر خدا کو نثار اور تسلیم کر دیں۔ دُعا ختم کرنے سے پیشتر اُس نے اپنے دوستوں کے لئے آخری آرزو کا اظہار کیا کہ جب دُنیا میں اُن کا کام ختم ہوئے وہ اپنے وطن اور گھر میں باریاب ہوں کہ جہاں وہ خود ہوں وہاں اُس کے دوست بھی ہوں تاکہ اُس کا جلال دیکھیں ؂

بیشک ایسی پُر مطلب اور ست سنگت دُنیا میں کبھی نہیں ہوئی جیسی یہ الوداعی میٹنگ اس بالاخانہ میں تھی۔ یہاں یسوع اور اُسکے برگزیدوں کی دوستی اپنے سب سے مقدس تجربہ پر پہنچی۔ اس کی گہری انسانی محبت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس نے اپنے آخری روز کی ساری شام اپنے دوستوں کے ساتھ بسر کی۔ وہ جانتا تھا کہ آدھی رات کے بعد اس پر کیا کچھ گذرنے والا تھا۔ گتسمنی کی سخت جان کنی۔ یہوداہ کا اُسکو پکڑوانا اُس کا گرفتار ہونا۔ اس کا ملزم ٹھیرایا جانا۔ اور پھر اگلے روز کی شرمساری اور اذیت۔ اس لئے اُس نے یہ تجویز کی تھی کہ اس کی اذیت کے تجربہ سے پیشتر یہ وقت آرام و اطمینان سے دوستوں کے ساتھ کٹ جائے۔ یہ

Scanned with CamScanner

اُس نے اپنے لئے کیا تھا۔ اس کا دل دوستوں کی سنگت کا اشتیاق رکھتا تھا۔ اُسے بڑی آرزو تھی کہ دُکھ سہنے سے پہلے یہ فسح اُن کے ساتھ کھائے۔ ہم کسی قدر یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس مقدس سنگت سے اُس کو تسلی اور قوت ملی جو بعد کی تاریک ساعتوں میں اُس کی پشتی کا موجب ٹھیری۔ اس نے یہ اپنے شاگردوں کی خاطر بھی کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میرے پکڑوائے جانے پر اُن کے دل کیونکر غم سے شکستہ ہونگے اور وہ خواہاں تھا کہ اُن کو تسلی دے اور راہ کے لئے اُنہیں مضبوط کرے۔ اس مقدس وقت کی یاد اُن کے غم کی شبِ تاریک میں مثل ستارہ کے آویزاں اور درخشاں رہی اور اُن کی زندگی بھر اُن کی برکت کا موجب ٹھیری ✣

کون بتا سکتا ہے کہ اس الوداع سے اِن بیس صدیوں میں مسیح کی تمام کلیسیا کو کیا کیا برکتیں ملی ہیں؟ مسیحی تواریخ کا یہ قدس الاقداس ہے۔ خداوند کی عشاء نے جو اس رات مُقرّر ہوئی اور جو تب سے خداوند کی عجیب محبت اور قربانی کی یادگار منائی جاتی ہے اپنی مہکدار یادگار سے دُنیا کو شیریں اور معطّر کر دیا ہے۔ دسترخوان پر خداوند نے جو الفاظ فرمائے وہ جہاں کہیں انجیل کی خوشخبری پہنچی ہے زبان اور دل سے دُہرائے گئے ہیں۔ اور لاکھوں دلوں کی تسلّی کا موجب ٹھیرے ہیں۔ اس شفاعتی دُعاء کی مناجاتیں بخور کی طرح برابر اوپر اُٹھتی اور مومنین کی ہر ایک نئی پُشت کو اپنے زمرہ میں شامل کرتی رہی ہیں۔ اِس الوداع نے تمام صدیوں کے مسیحی دلوں کو اُس کی محبت سے شرابور رکھا ہے جو کبھی نہ بدلنے والا دوست کل۔ آج اور ہمیشہ تک یکساں ہے ✣

# باب - ۱۳

## مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد کی دوستی

اپنے رہینگے دائم - جو ہیں عزیز اپنے ∴ وہ خالق اپنی بخشش واپس نہ لیگا ہم سے
ہو جائیں گرچہ اوجھل نظروں سے وہ ہماری ∴ پر ہے یقین اپنی رُوح اُن کو ڈھونڈھ لیگی
مدت انتظار کا سب ہو جائیگا جو پورا ∴ اُٹھ جائیگا ہمارے دل سے فنا کا سایا
غم کے عوض میں ہوگا حاصل جلال ہمکو ∴ شک کی جگہ ملے گی تسکیں کمال ہمکو

ہمارے دل میں اکثر یہ خیال آتا ہے کہ اس زندگی کے بعد کیا ہوگا؟ ہماری زندگی کس قسم کی ہوگی؟ اور اس دُنیا کے عزیز و احباب سے وہاں ہمارے تعلقات کیسے ہونگے؟ موت سے انسانی محبّت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ کیا دوستی کے رشتے جو یہاں اس دُنیا میں ایسے مضبوط ہوتے موت سے ٹوٹ جاتے ہیں؟ یا کیا اس زندگی اور موت کے بعد بھی یہ دوستی کا رشتہ قائم رہتا اور صرف کچھ عرصہ کے لئے معرضِ التوا میں آتا ہے؟ اگلے جہان کی نسبت واقفیت حاصل کرنے کی خواہش بالکل قدرتی اور جائز ہے ∴

سچ ہے کہ جب تک ہم اِس دُنیا میں ہیں - اگلے جہان کی نسبت ہم بہت کچھ آگاہی حاصل نہیں کر سکتے - انسانی آنکھیں اس رازِ سربستہ کی کیفیت دیکھ نہیں سکتیں - ہم تو گویا ایک بحرِ بے پایاں کے کنارے کھڑے حیرانی سے پوچھ رہے ہیں کہ اس کے پار دوسری طرف کیا ہے ∙ اِس دُور مُلک سے واپس آکر کسی نے وہاں کی خبر ہمیں نہیں دی - کلام اللہ سے بھی ہمیں بہت مدد نہیں ملتی - الہام بھی اُس مُبارک زندگی کے بارے میں بہت کچھ نہیں بتاتا - ہم جانتے ہیں کہ تجسّم سے پیشتر ابن اللہ ہمیشہ

آسمان پر رہتا تھا اور ہمیں خیال آتا ہے کہ وُہی ہمیں بتائیگا کہ آسمانی دروازوں کے اندر کس قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے سوالات پر وہ بھی خاموشی اختیار کر لیتا اور ہمیں کچھ نہیں بتاتا۔ جس جگہ سے وہ آیا اور جہاں واپس گیا اور جہاں اُس نے فرمایا کہ میرے شاگرد فراہم ہونگے۔ وہاں کے نقش ونگار۔ وہاں کے دلفریب نظاروں اور وہاں کے باقطع بازاروں کا کچھ حال ہمیں نہیں سناتا۔ نہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس دیار کے ساکنین کام کیا کرتے اور اپنا وقت بسر کیسے کرتے ہیں۔ نہ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ موت کے بعد ہماری دوستی ایک دوسرے سے کیسی ہوگی۔ بایں خیال کہ یسُوع بھی ہمیں بہت کچھ آگاہی نہیں دیتا شائد ہم بے حوصلہ ہوکر اس دریافت کا شوق کھو بیٹھیں۔ تاہم اس نے ہمیں بہت کچھ بتایا ہے +

ایک عجیب انکشاف ہے جس کو اکثر ہم نظرانداز کر دیتے ہیں۔ موت اور قبر میں تین دن رہنے کے بعد یسُوع پھر جی اُٹھا اور زمین پر چالیس روز رہا اس عرصہ میں اُس نے پُرانے تعلقات پھر اختیار نہ کئے۔ جیسے وہ پہلے اپنی خدمت کے تین سال شب وروز اپنے شاگردوں کے ساتھ رہتا۔ اُن کے ہمراہ سفر کرتا۔ اُن سے گفتگو کرتا اور اُن کو معجزے دکھاتا تھا۔ اب اُس نے ایسا نہ کیا۔ صرف چند بار اُن پر ظاہر ہُوا +

اس چالیس دن کے عرصہ میں مسیح کے اپنے شاگردوں پر ظاہر ہونے میں ہم یہ ایک عجیب بات پاتے ہیں کہ وہ موت سے پرے معلوم ہوتا ہے +

لعزر بھی موت کے بعد اس زندگی میں واپس آیا تھا۔ لیکن اس کی زندگی وہی پُرانی زندگی تھی۔ اپنی بہنوں اور دیگر احباب سے اُس کے وُہی پرانے تعلقات قائم ہو گئے تھے اور اُن میں غالباً بہت کچھ فرق نہ آیا تھا۔ لعزر وہی پہلا سا انسان تھا اور وہی پہلی سی انسانی کمزوریاں اور خطائیں اُس میں پائی جاتی تھیں +

قبر سے واپس آنے پر یسُوع موت سے پرے معلوم ہوتا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جو تینتیس برس اس دُنیا میں جیا۔ اور مصلوب ہوا۔ پر تاہم اس میں

Scanned with CamScanner

ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ جب چاہتا ظاہر ہو جاتا اور پھر جب چاہتا نظروں سے غائب ہو جاتا تھا۔ بند دروازوں میں سے وہ اندر کمروں میں آ جاتا تھا۔ آخرکار اُس کا بدن زمین سے اُوپر کو صعُود کر کے آسمان پر چڑھ گیا اور قوانین مرکز الثقل کا تابع نہ رہا۔ اس لئے ان چالیس روز کے عرصہ میں ہم یسُوع میں ایک ایسا شخص پاتے ہیں جو گویا دوسری زندگی میں جا پہنچا ہے۔ جو کچھ وہ تب تھا وُہی اُس کے بندے بھی ہونگے جس حال کہ وہ موت میں سے رُوحانی بدنوں کے ساتھ نکلینگے کیونکہ جو سو گئے ہیں اُن میں وہ پہلا پھل تھا +

جب ہم یسُوع کو اِس چالیس روز کے عرصہ میں دیکھتے تو ہم حیران ہوتے ہیں کہ اس میں کیسی کم تبدیلی آئی۔ موت کے کوئی نمایاں نشان اس میں باقی نہ رہے۔ اس کی زندگی کی کوئی خوب صورتی قبر میں جاتی نہ رہی۔ موت کے سایہ سے وہ ویسا ہی انسان واپس آیا جیسے وہ وادی میں داخل ہونے سے پہلے تھا۔ موت سے اُس کی انسانی ہمدردی کم نہ ہوئی۔ اس کی حلیم مزاجی میں فرق نہ آیا۔ اُس کی خوش اطواری پر اثر نہ پڑا۔ جب شاگردوں کے ساتھ ہم اُس کو ملتے جلتے اور بات چیت کرتا دیکھتے تو اُس کے خاص انداز و اطوار جو اُس کی خدمت کے پہلے تین سال اُس کی طبیعت کا خاصہ تھے۔ اب بھی اس میں پاتے ہیں +

ہم اس سے یہ بجا نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اپنی نئی زندگی میں مسیح کی مثال ہم میں بہت تبدیلی واقع نہ ہوگی۔ ہمارے گُناہ۔ ہماری کمزوریاں اور خطائیں۔ ہمارے عیب اور داغ ہم سے جاتے رہینگے۔ ہماری جبلّی طاقتیں اور قوّتیں جو دیر تک بند اور رُکی رہی تھیں آزاد ہونگی۔ ہماری سیرت کی چھُپی ہوئی خوب صورتیاں چمک اُٹھینگی۔ جیسے فوٹوگرافر کی پلیٹ میں تصویریں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کی کئی تبدیلیاں ہم میں واقع ہونگی۔ لیکن ہماری شخصیت ویسی کی ویسی رہیگی۔ یسُوع کے احباب نے اُس کو بہ آسانی پہچان لیا۔ ہمارے عزیز بھی ہمیں پہچان لینگے۔ یہاں اس زندگی میں جو کچھ عمدہ اور پسندیدہ ہے۔ رُوحانی فتح کے پھل

دنیا کے تجربوں سے جو کچھ سبق ہم نے سیکھے ہیں۔ کلام اللہ سے جو کچھ اثر ہم پر ہوُا ہے۔ پاکیزہ دوستی سے ہماری زندگی میں جو سُنہلے اور روپہلے تاگے بنے ہیں۔ رنج وغم سے جو ہم پر اثر ہوُا ہے۔ رُوح القدس کی جو تاثیر ہم پر ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ ہماری نئی زندگی میں ظاہر ہوگا۔ ہمیں نہ سڑنے والے رُوحانی اور جلالی بدن ملیں گے جو نہ فنا ہونگے۔ نہ مادّہ کا اُن پر اثر پڑے گا۔ ہماری زندگی میں جو کچھ عمدہ اور حقیقی اور مُبارک زندگی کے لائق ہے موت اُسکو چھین نہ لیگی +

ہے اعتماد۔ واپس دیگا ہمیں وہ اُن کو
صاف اور خوبصورت۔ روشن۔ یقین جانو

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

یہ آسماں اگرچہ خوش وضع۔ خوشنما ہے۔
لیکن نہیں خدا کا ہرگز یہ مدّعا ہے

ایسا بدل دے اُن کو جو رُوحیں اُسمیں جائیں
بے صبر و آبدیدہ آنکھوں کو وہ بھُلائیں

اور اُن لبوں کو چشم اخلاص سے نہ دیکھیں
جو نا اُمید ہو کر کرتے ہیں ضبط آہیں

جو رُوحیں اُسنے دی ہیں واپس نہ اُنکو لیگا
اور ہے جنہوں نے اُس سے یاں پر جلال پایا

اُمید ہے وہ اُن کو ایسا بنا نہ دے گا
جاتی رہیں وہ ہم سے بھُولیں دھیان ہمارا

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

کچھ شک نہیں ہے اسمیں ایمان میں ہوں رکھتا
ہاں! وہ ہی پیارا پیارا۔ پُر پُر جلال چہرا

ہے انتظار کرتا میرا وہاں پہ ہر دم
اِکدن جہاں اکٹھے ہو کر ملینگے سب ہم

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

دو رُوحیں جو بنائی حق نے ہیں ایک جیسی
صادق مثل ہے جن پر "دو جسم ایک جاں" کی

نازک یہ اُن کا رشتہ ہرگز نہیں ہے ایسا
جس کو کہ توڑ ڈالے دستِ ستم فنا کا

قبر سے واپس آن کر یسُوع نے جو دوستیاں کیں اُن کا مطالعہ بھی خالی از دلچسپی نہیں۔ اُس نے پہلی سی عام خدمت کی زندگی پھر اختیار نہ کی۔ اُس نے پھر ملک بیں جا بجا سفر نہ کیا۔ اُس نے ہیکل میں یا لب دریا لوگوں کو پند و نصائح نہ کیا۔ پھر وہ بیماروں کو شفا دیتا نہ پھرا۔ نہ اُس نے جا بجا جا کر تعلیم دی۔ نہ اُس نے دیوؤں کو نہ نکالا۔ نہ ہی اُس نے مُردوں

جلایا۔ وہ پبلک میں ظاہر بھی نہ ہوا۔ صرف اُس کے شاگردوں نے ہی اس کو دیکھا۔ اُس کی لوگوں سے ملاقات بھی بہت مختصر کیفیت میں قلمبند ہے لیکن وہ ہے نہائت ہی دلچسپ۔ اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس کے موت کے تجربہ سے اُس کی دوستی کا کوئی رشتہ سرِ مُو کم نہ ہوا۔ اُس کے دل کی محبت موت میں بھی زندہ رہی اور اُسی حلیمی اور شفقت میں اس چالیس روز کے عرصہ میں ظاہر ہوئی۔ وہ اپنے پُرانے احباب کو اجنبیوں کی طرح نہ مِلا۔ بلکہ اس طرح کہ گویا کچھ عرصہ کے لئے کہیں گیا ہُوا تھا اور وہاں سے واپس آیا تھا +

جی اُٹھنے کے بعد وہ اوّل اوّل مریم مگدلینی پر ظاہر ہُوا۔ مریم کی داستان نہائت ہی دلسوز اور دلچسپ ہے۔ صدیوں کی روایات نے اس کے نام نامی پر دھبا لگا دیا ہے۔ لیکن نئے عہد نامہ میں اس امر کا اشارہ تک نہیں کہ اس کے چلن میں کسی قسم کا عیب تھا۔ مریم مگدلینی وہ گنہگار عورت نہ تھی جو شمعون کے گھر میں مسیح کی زیارت کو آئی۔ مریم کی پہلی حالت کی نسبت صرف یہی لکھا ہے کہ اُس میں سات دیو تھے۔ اور کہ مسیح نے اس سخت غلامی سے اِس کو آزاد کیا۔ اس بے بیان رہائی کے شکریہ میں مریم اپنا گھر بار چھوڑ کر مسیح کے پیچھے ہو لی۔ اور اُس کی موت کے دن تک اُس کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ اُن چند برگزیدہ خاتونوں میں سے تھی جو برابر اُس کی خدمت کرتی تھیں +

مسیح کے لئے مریم کی جاں نثاری کمال درجہ کی تھی۔ جب قبر پر پتھر رکھا گیا تو وہ اُس کے آس پاس پھرا کی اور قبر کو چھوڑ کر جانا نہ چاہتی تھی۔ پھر پہلے دن کی صبح کو وہ اُن میں سے تھی جو مسیح کے لئے مُرلے کر منہ اندھیرے قبر پر پہنچی تھیں۔ اُس کی صلیب سے وہ سب سے بعد میں گئیں اور قبر پر سب سے پہلے پہنچیں۔ مریم کی جاں نثاری کا صلہ بھی مل گیا۔ کیونکہ یسوع سب سے پہلے اُسی پر ظاہر ہوا۔ جب وہ خالی قبر کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔ پہلے تو اُس نے اس کو نہ پہچانا۔ اس کو خیال تک نہ تھا کہ اُس کو جیا ہُوا دیکھے گی آنسوؤں سے اُس کی آنکھیں بھی دُھندلا گئی تھیں۔ اور وہ صاف دیکھ نہ سکتی

تھی۔ لیکن جس وقت خداوند نے اُس کو نام لیکر پکارا "مریم" اُس نے اُس کو فوراً پہچان لیا۔ اور بولی۔ "ربّونی۔ خداوند"۔ اُس کی نظروں میں وہ تبدیل نہ ہؤا تھا۔ اُس نے اُس کو فراموش نہ کیا تھا۔ اُس کے دل کی محبت سرِمُو کم نہ ہوئی تھی۔ پہلے کی طرح شاگرد اُس سے بات چیت کر سکتے تھے۔ موت سے اس کی پہلی دوستی اور ہمدردی میں فرق نہ آیا تھا +

مریم پر ظاہر ہونے کے تھوڑی دیر بعد وہ دوسری عورتوں پر۔ جو شکرگزاری سے اُس کی خدمت کیا کرتی تھیں ظاہر ہؤا۔ اُنہوں نے اُس کو پہچان لیا۔ اور اس نے اُن کو۔ اُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کہ جب اُنہوں نے اُس کو پہلے سا ہمدرد اور شفیق اور غمگسار پایا +

اُسی دن یسُوع پطرس پر ظاہر ہؤا۔ انجیل نویسوں نے اس ملاقات پر پردہ ڈال دیا ہے۔ یسُوع اور پطرس کی دوستی تین برس قائم رہی تھی پطرس نے اپنی مجذوبی طبیعت اور بے صبری سے کئی دفعہ اپنے آقا کو رنج دلایا تھا۔ لیکن پکڑوائے جانے کی رات سردار کاہن کے ایوان میں پطرس نے مسیح کے شاگرد ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اس کو جانتا ہاں پہچانتا بھی نہیں۔ جب تیسری بار یہ جھوٹے اور بزدلی کے الفاظ پطرس کے لبوں پر تھے۔ مسیح نے پھر کر اندوہگیں محبت کی نظر اپنے بے وفا اور کم اعتقاد شاگرد پر ڈالی اور پھر پطرس کو اپنے آقا کی آگاہی یاد آئی۔ تو یہ سے اُس کا دل شکستہ ہؤا۔ اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔ لیکن معافی پانے کا اُس کو کوئی موقع نہ ملا۔ کیونکہ دوسری صبح ہی مسیح اپنی صلیب پر تھا اور شام کو قبر میں۔ پطرس کا غم نہائت گہرا اور دلی تھا۔ کیونکہ اپنے آقا سے اُس کی محبت نہائت گہری اور مضبوط تھی +

ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جب اُس صبح کو ایمانداروں میں یہ خبر پھیل گئی کہ خداوند جی اُٹھا ہے تو پطرس کے دل کی کیا حالت ہوگی اور اُس کو کیا کیا خیال آتے ہونگے کہ مسیح مجھ سے اب کیسا برتاؤ کریگا۔ وہ اس اضطراب

ہیں دیر تک نہ رہا۔ جو خاتونیں اوّل اوّل قبر پر آئیں اور اُس کو خالی پایا اُن کو شاگردوں اور پطرس کے لئے پیغام ملا۔ خصوصیت سے پطرس کا نام لینے سے پطرس کو کیسی خوشی ہوئی ہوگی۔ اس سے اس پر ظاہر ہؤا کہ مسیح کی محبت صرف موت ہی سے زیادہ مضبوط نہ تھی۔ بلکہ گناہ سے بھی مضبوط۔ پھر اُسی دن مسیح اکیلے میں پطرس پر ظاہر ہؤا۔ کوئی شک نہیں کہ اُس محبت کی قدسیت میں شاگرد نے اپنے گناہ کا اقرار اور اعتراف کیا اور آقا نے معافی بخشی چالیس روز کے عرصہ میں یسوع اور پطرس اکثر ملاقی ہوئے۔ موت سے دوستی میں فرق نہ آیا۔ مُردوں سے جی اُٹھنے کے بعد خداوند ایسے ہی محبت کرتا تھا جیسے معمولی انسانی ملاقات کے دنوں میں ٭

جی اُٹھنے کے بعد کے واقعات میں سے اماؤس کا سفر نہائت ہی دلچسپ ہے۔ کلیوپس اپنے ایک دوست کے ہمراہ بہ دلِ بریاں گھر کو جا رہا تھا کہ راہ میں اُن کو ایک اجنبی آ ملا۔ جب وہ اُن کے ساتھ ہو کر مقدس نوشتوں کی باتیں اُن کو سمجھاتا تھا تو اُس کی باتیں نہایت ہی مؤثر معلوم ہوتی تھیں۔ پھر اُنہوں نے شام کا کھانا اکٹھے کھایا اور روٹی توڑتے وقت خداوند نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کیا۔ یہاں بھی اُسی شیریں دوستی کا اظہار ہؤا۔ جس سے پہلے اُن کے دل خوش ہؤا کرتے تھے ٭

مسیح کے جس جس موقع پر ظاہر ہونے کا حال مندرج ہے ان سب میں یہ بات عام پائی جاتی ہے۔ جو لوگ موت سے پہلے اُس کے دوست تھے اُنہوں نے اُس کو پہلا سا ہی دوست پایا ٭

کیا ہم اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے ہیں کہ جیسے مسیح کے حال میں ہوا ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی ہوگا۔ اُس کا جی اُٹھنا صرف اس امر کا نشان اور وعدہ نہ تھا کہ ایمانداروں کا جی اُٹھنا کیسا ہوگا کہ مبارک ابدیت کا بیج اور قدرت اُن میں ہوگی بلکہ اس امر کا نمونہ بھی۔ کہ ہمارا جی اُٹھنا کیسا ہوگا۔ موت سے ہم میں بہت کم تبدیلی واقع ہوگی۔ ہم ایسے ہی زندگی بسر کرتے جائینگے کہ

جیسے کچھ واقع نہیں ہؤا۔ اگر ہم مسیح پر ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں موت کے تجربہ سے خائف ہونا نہیں چاہیئے۔ اس میں ایک راز ہے۔ لیکن جب ہم اِس میں سے گذر چکیں گے تو ہم پائینگے کہ یہ ایک نہائت ہی سادہ اور معمولی واقعہ ہے۔ شاید جیسے رات کو سو جانا۔ اور صبح کو اُٹھ بیٹھنا۔ اس سے ہمیں کسی قسم کا ضرر نہ پہنچے گا۔ ہماری زندگی کی کسی خوب صورت چیز پر اس سے داغ نہ پڑے گا۔ کوئی کارآمد چیز اس سے جاتی نہ رہیگی۔ موت زندگی کا صرف ایک حصّہ اور نمو کی صورت ہے۔ جیسے بیج مٹی میں بویا جاتا اور پھر ایک خوب صورت پودے کی صورت میں پھل پھول لے کر ظاہر ہوتا ہے۔ موت کے بغیر زندگی نامکمّل رہے گی۔ سب سے بڑی مصیبت جو کسی پر آسکتی ہے یہی ہے کہ وہ کبھی نہ مرے۔ یہ ترقی اور نمو کی رکاوٹ فی الواقع موت ہی ہوگی ٭

موت بیشک ہے زندگی کا تاج
گر نہ ہو موت۔ مفلس و نادار
گر نہ ہو موت۔ روز ورد بڑھے
گر نہ ہو موت۔ ایک احمق بھی
موت دینے کے واسطے صحت
گرتے ظاہر ہیں اسکے صدمے سے
ہم حکومت کے لطف اُٹھاتے ہیں
محو ہیں اس زمیں کے ناز و نیاز
ہے مقابل میں جس کے باغ عدن
ہم نے جو کچھ عدن میں ہے کھویا
خوف کا بادشہ جسے سمجھا

مرض لا دوا کا ہے یہ علاج
زندگی میں ہوں سخت خستہ و خوار
کوئی جینے کو زندگی نہ کہے
دل سے خواہش کرے گا مرنے کی
زخم دیتی ہے۔ ازرہِ شفقت
لیک فوراً ہیں اُٹھ کھڑے ہوتے
بیڑیوں سے رہائی پاتے ہیں
آسمانوں کو کرتے ہیں پرواز
ایک پژمردہ اور خشک چمن
موت اس سے کرے زیادہ عطا
شاہزادہ وہ ہے سلامتی کا

آسمان اور بہشت کے متعلق جو عام خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن میں اصلاح مطلوب ہے۔ بچپن ہی سے یہ خیال ہمارے ذہن نشین

Scanned with CamScanner

ہوگیا ہے کہ قبر سے پرے کی زندگی اس دُنیائے دُوں کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ شروع ہی سے ہمیں ایسا ہی سکھایا اور بتایا گیا ہے کہ بہشت آرام کی جگہ ہے۔ جہاں ہم خدا کی حضوری پاتے اور ابدالآباد اُس کی حمد وثنا کرتے رہتے ہیں۔ ہماری انسانی زندگی میں سے انسانی پہلو بالکل مفقود کیا گیا ہے۔ ایمانداروں کے باہمی تعلقات بالکل نظر انداز کئے گئے ہیں۔ مسیحی گیتوں اور کتابوں میں آسمان کے متعلق صرف خدا کی طرف کا پہلو دیا گیا ہے۔ اس جگہ کی شان وشوکت پر مقدس یوحنا کی رویا کے پہلو سے بہت زور دیا گیا ہے۔ اِن خیالات میں الٰہی برکت کا سب سے بڑا خیال یہی ہے کہ یہ زمین اور زمینی حالات وتعلقات سے رہائی پاتا ہے۔ جس وطن کو ہم جا رہے ہیں وہاں نہ غم ہے نہ تکلیف۔ نہ درد۔ نہ کسی قسم کی کشمکش۔ نہ محنت نہ مشقت۔ خوب صورت نہروں کے سرسبز کناروں پر پھولوں کے درمیان ہم بیٹھینگے اور ابدالآباد نغمہ سرائی کرینگے۔ ہم قادرِ مطلق خُدا کے تخت عالی کے حضور سربسجود پڑکر اُس کے مُبارک اور نورانی چہرے کو دیکھا کرینگے۔ لیکن مسیح کی تعلیم سے ایسے آسمان اور ایسی آسمانی زندگی کا پتا نہیں ملتا۔ سچ ہے کہ جس جگہ وہ جا رہا تھا اور جہاں اُس نے فرمایا کہ میرے شاگرد فراہم ہونگے وہ اُس کو "اپنے باپ کا مکان" نام دیتا ہے اس سے گھر (ہوم) اور محبت کا پتا ملتا ہے۔ اور یہ مسیح کی چالیس روزہ زندگی سے مطابقت کھاتا ہے کہ دوستی اور محبت کے جو رشتے اور تعلقات یہاں پیدا ہوئے ہیں وہاں قائم اور برقرار رہینگے۔ لیکن خاندانی زندگی کی جو رویا ہمیں یہاں ملتی ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ بیکاری کا آسمان ہوگا۔ لاریب گھر (ہوم) کے خیال سے جس زندگی کا مفہوم ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر خوبصورت اور قدرتی زندگی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ دُنیا میں کوئی ہوم (گھر) کامل نہیں لیکن ہر ایک سچے ہوم (گھر) میں آسمانی معانی کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ اور ہمیشہ اس سے مفہوم محبت کی خدمت ہوتی ہے نہ کہ آرام وبیکاری کی زندگی+ مسیح کی اور تعلیم سے آسمانی زندگی کے بارے میں ہم بہت کچھ دریافت کرسکتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ جو کوئی جیتا اور ایمان لاتا ہے کبھی نہ مریگا۔ جس حالت کو ہم موت کہتے ہیں اُس میں زندگی کی کوئی رُکاوٹ یا التوا نہیں۔ ہمیشہ کی زندگی کو ہم آسمانی زندگی یا جلال کی زندگی سمجھے بیٹھے ہیں۔ ہے تو وہ ایسی ہی۔ لیکن اس کا آغاز یہیں ہو جاتا ہے۔ جس وقت ہم ایمان لاتے ہیں ابدی زندگی پا لیتے ہیں۔ جو بھی صفات ہم کو حاصل کرنی چاہئیں وہ آسمانی سبق ہیں۔ جو ہمیں سیکھنے ہیں۔ اگر ہم آسمانی زندگی کا بخوبی اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔ تو چاہیئے کہ اس دنیا میں مسیحی زندگی کا نمونہ اپنے سامنے رکھیں اور تصور کریں کہ یہ زندگی اپنی پوری کاملیت میں کیا ہوگی۔ آسمان کیا ہے۔ اس دُنیا کے فضل کے سبق اچھے سیکھے ہوئے اور اس دُنیا کی عمدہ سے عمدہ رُوحانی زندگی جلال پائی ہوئی۔ اس لئے آسمانی زندگی کا سب سے عمدہ نمونہ زندگی کے اُس نمونہ سے ملتا ہے جو مسیح نے اپنے شاگردوں کے لئے مُقرر کی۔ کیونکہ آسمان میں یہی زندگی بخوبی کمال کو پہنچی ہوئی ہوگی ٭

مثلاً سب سے ضروری سبق جو ہمیں سیکھنا ہے اور جس میں اور سب سبق آجاتے ہیں وہ محبت ہے۔ خدا محبت ہے اور اگر ہم اس کی مانند ہونا چاہیں تو ہمیں محبت کرنا سیکھنا چاہیئے۔ تمام تعلقات محبت کے تعلقات ہیں۔ تمام صفات اور نیکیاں محبت کی صفات ہیں۔ تمام فرائض ایک بڑے فرض کا جزو ہیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرنا۔ تمام عمدہ اور شریف سیرت ہماری زندگی میں محبت کا ظاہر ہونا ہے۔ ساری زندگی ایک مدرسہ ہے جس میں روز کا کام کرنا۔ محنت کرنا۔ تکلیف اُٹھانا۔ لوگوں سے ملنا جلنا۔ احباب سے دوستی کرنا۔ خوشی اور غم کے تجربے پانا۔ بوجھ اُٹھانا۔ مایوسی اور اُمید کا لطف اُٹھانا۔ اور سب سے آخری تعلیم محبت کا سبق سیکھنا ہے۔ انگریزی کا مشہور شاعر براؤننگ اپنی ایک کتاب "ربی بن عزرا" میں یُوں لکھتا ہے:-

اے بوڑھے دوست میرے یہ زندگی ہماری
جو فکر و عیش۔ یاس و اُمید میں ہے کٹتی

ہے صرف ایک موقع سیکھیں سبھی محبّت
ہوسکتی ہے یہ کیا کچھ - کیا کچھ رہی محبّت
جانیں کہ چیز کیا ہے فی الواقع محبّت

یہ محبّت کیا ہے جو زندگی کا سب سے بڑا سبق سیکھنے والا ہے؟ خدا کی طرف اُس کا اظہار عبادت - بندگی - حمد - فرماں برداری اور رفاقت سے ہوسکتا ہے۔ آسمان کے متعلق عام خیالات میں محبّت کا یہی اعلےٰ خیال پایا جاتا ہے - یہ سب خدا کی حمد وثنا اور اُس کو تمجید دینا ہے - لیکن محبّت کا انسانی پہلو بھی ہے - مقدس یُوحنا جو گویا محبّت کا شاگرد ہے صاف صاف تعلیم دیتا ہے کہ جو شخص کہے کہ میں خُدا سے محبّت کرتا ہوں - اُس کو چاہیئے کہ انسان سے محبّت کرنے سے اس بات کا ثبوت دے - اگر ہماری تمام تربیت محبّت کرنا اور اپنی زندگی میں محبّت کا اظہار کرنا ہو تو بیشک ہمیں آسمانی زندگی کا پتا اور نمونہ مل گیا - جو باتیں ہم نے یہاں سیکھی ہیں اُن کو وہاں جاری رکھیں گے - جلال کی زندگی صرف اِس دُنیا کی مسیحی زندگی کی کمالیت ہوگی ؀

آسمان بیکاری کی جگہ بالکل نہ ہوگا - اُس زندگی کے لئے جو کام کے لئے بنائی اور تربیت دی گئی ہو بیکاری کی زندگی کبھی برکت کی زندگی نہیں ہوسکتی - محبّت کا خاصہ خدمت ہے - "نہ خدمت لینا بلکہ خدمت کرنا" جس شخص نے محبّت کرنا سیکھ لیا ہو اُس کو ایسی حالت میں کبھی خوشی مل نہیں سکتی کہ جس میں خدمت کرنے کا موقع نہ ملے - آسمان میں یہاں سے بڑھ کر - دُنیا لینے سے مبارک ہوگا - اور وہی لوگ وہاں اوّل اور مقدم ٹھیرینگے جو فروتن اور حلیم رُوح میں خدمت کرتے ہیں - آسمان بڑی کام کرنے کی جگہ ہوگی" اس کے بندے اُس کی خدمت کرینگے - جن قوا نے یہاں مسیح کی خدمت کرنے کی تربیت پائی ہے - وہاں اُن کو اپنی بہتر خدمت کا بڑا موقع ملے گا" - وکٹر ھیوگو نے اپنے بڑھاپے میں کہا - "جب میں قبر میں اُترونگا تو اوروں کی طرح میں کہہ سکتا ہوں میں نے اپنے دن کا کام ختم کیا" - لیکن میں یہ کہہ نہیں سکتا کہ "میں نے اپنی زندگی ختم کی" -

Scanned with CamScanner

دوسری صُبح کو تو میرا دن کا کام شروع ہوگا۔ میری قبر چاروں طرف سے بند جگہ نہیں وہ تو ایک رہ گذر ہے۔ شفق کے ساتھ ہی یہ بند ہو جاتی ہے اور صُبح کو کُھل جاتی ہے +

جو زندگی مسیح کے مومنین کو آسمان میں نصیب ہوگی اُس کے ساتھ کیسا ہی راز وابستہ کیوں نہ ہو۔ ایک بات کا ہم یقین رکھیں کہ اُن کی زمینی زندگی میں جو کچھ سچ اور الٰہی ہے وہ اپنے ہمراہ لے جائینگے۔ اُن کی جو سیرت یہاں بنی ہے وہ موت سے گذر کر بھی قائم رہیگی۔ اپنی طاقتوں کے استعمال سے اُنہوں نے جو لیاقت پیدا کی ہے وہ نئی زندگی میں خدمت کرتے وقت اُسکو حاصل رکھیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اُن کی تربیت یافتہ قابلیّت کے مطابق اُن کو کام ملیگا +

آسمان ایک ایسی قدرتی اور معمولی جگہ ہوگی جس کا ہمکو خیال تک نہیں۔ اس دنیا کی نمونہ کی زندگی سے وہ بہت کچھ مختلف نہ ہوگا۔ جب ہم وہاں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ تو شاید اس خیال سے حیران ہونگے کہ ہم کیسے کم تبدیل ہوئے ہیں۔ پُرانی ہمدردی اور دوستی مفقود نہ ہوگی۔ ہم اپنے احباب کو کسی خاص حلیمانہ طریق یا اَوروں کے لئے فکر کے ذریعے۔ جو اُن کا یہاں دُنیا میں خاصہ تھا۔ پہچان لینگے۔ جو دوستیاں ہم نے یہاں شروع کیں اور جن کے بڑھانے کا ہمیں وقت نہ ملا وہاں اُن کو تازہ کرنے اور ابدیت تک قائم رکھنے کا موقعہ ملے گا +

انسانی زندگی اسی دُنیا میں شروع ہوئی ہے۔ آسمان میں وہ اپنے کمال اور معراج کو پہنچے گی۔ اس دنیا میں اکثر رُوحیں ایک دوسرے سے صرف کچھ وقت کے لئے ملتیں اور پھر اپنی اپنی راہ ایک دوسرے سے جُدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے رات کو دو جہاز ایک دوسرے کے پاس سے گذر جاتے ہیں۔ آسمان میں کافی وقت ملیگا کہ ایسی دوستیاں نمو پاکر اپنی خوب صورتی ظاہر کریں +

مسیح کی دوستیاں یہاں صرف ایک بحرِ بے پایاں کے کنارے کو چھوتی ہیں

Scanned with CamScanner

آسمان میں ہم بلا روک اُس کی رفاقت میں مسیح کی محبت کے بارے میں جو فہم سے باہر ہے ہمیشہ تک سیکھتے رہیں گے +

# باب - ۱۴

## یسُوع خود کیسا دوست تھا

کئی صدیاں گذرتی ہیں کہ اِک شخص
بظاہر زندگی اس نیک خُو کی
بوقت مرگ اُسنے ایک بخشش

ہوا روے زمین پر جلوہ گر تھا
دکھائی دیتی تھی ناکام گویا
جہاں کو دی - رہے گی جو ہمیشہ

دوستی کی تعریف میں دنیا ہمیشہ رطب اللّساں اور شیریں بیان رہی ہے۔ تمام تواریخ کے ابتدائی اوراق شریف دوستیوں کے بیان سے روشن ہیں اور یہ تذکرے مستند علم ادب کا رتبہ پا چکے ہیں۔ ہر زمانہ میں ناظم اور ناثر نے ایک نمونہ کے قابل دوست کی صفات پر قلم اُٹھایا ہے۔ لیکن یسُوع مسیح نے دُنیا میں انسانی زندگی کی ہر ایک بات کے متعلق نیا سطح اور معیار رائج کیا۔ وُہی اکیلا مردِ کامل ہاں انسانیت کے لئے خدا کا نمونہ تھا۔ دُنیا کی تواریخ میں صرف ایک بار ایک مرد پیدا ہؤا۔ زمانہ کے طبقوں میں صرف ایک بار کئی ناکامیوں کے بعد انسانی نیچر کے ذخیرہ میں سے ایک غنچۂ بے عیب پھُول کی صورت شگفتہ ہؤا۔ خُدا نے انسانیت کا ایک ہی کامل نمونہ زمین پر ظاہر کیا۔ انسانی زندگی کی ہر ایک بات میں الٰہی نمونہ کے لئے ہم مسیح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یسُوع نے دوستی کے معنی کیا بتائے؟ ایک سچّے دوست کی صفات جو یسُوع کی زندگی میں ظاہر ہوتی ہیں وہ کیا ہیں؟

ظاہر ہے کہ اس نے دوستی کے پایہ کو ایسا بلند کیا جو پہلے کبھی نہ تھا۔ اس

نے سب چیزیں نئی کر دیں۔ یسوع کے ہمیں تعلیم دینے اور ہمارے درمیان رہنے اُس کے صلیب پانے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد لفظ فرض نے نئے معانی پا لئے۔ اس نے زندگی کا ایک نیا خیال لوگوں کو پیش کیا۔ سیرت دیگر کرش کا نیا مطمح بنایا۔ قابل اور خوب صورت چیزوں کی نسبت نئے خیالات پیدا کر دئے دُنیا کے جو خیالات مبارک حالی کی نسبت تھے ان میں مسیح کی ایک بھی برکت جگہ نہ رکھتی تھی۔ مسیح کی تمام برکت و مُبارک حالی کی بنا روحانیت پر تھی۔ جن باتوں کے لئے اُس نے فرمایا کہ زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اس کے آنے سے پیشتر لوگ ان باتوں کے لئے زندگی بسر کرتے نہ تھے۔ اُس نے زندگی میں ہر ایک بات کے لئے نیا نمونہ دکھایا۔

یسوع نے دوستی کا ایسا نمونہ اور خیال پیش کیا جو علم ادب کے تمام نمونوں سے گوے سبقت لے گیا۔ شاگردوں سے الوداع کہتے وقت اُس نے اُن کو ایک "نیا حُکم" دیا۔ حُکم یہ تھا۔ کہ اُس کے دوست ایک دوسرے سے محبّت رکھیں۔ اِس فرمان کو "نیا حکم" کا نام کیوں دیا گیا؟ کیا یسوع کے آنے سے پیشتر اس بارے میں کوئی حکم نہ تھا کہ نیک مرد ایک دوسرے سے محبّت کریں؟ کیا یہ محبّت کا قانون بالکل نیا تھا جو اسی نے رائج کیا؟

جس طریق اور صورت میں مسیح نے یہ حکم دیا۔ اس صورت میں وہ پہلے کبھی نہ دیا گیا تھا۔ موسوی شریعت میں اس مضمون کا ایک حکم پایا تو جاتا ہے لیکن مسیح کے حکم سے وہ بالکل مختلف ہے۔ حکم اس طرح پر تھا کہ "اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبّت رکھ"۔ محبّت کرنے کا معیار۔ مطمح اور ہدف اپنی مانند تھا۔ لوگ پہلے اپنے آپ سے محبّت کریں اور پھر ہمسایوں سے اپنی مانند۔ پُرانا حکم یہی تھا۔ لیکن نیا حکم اِس سے بالکل اختلاف اور امتیاز رکھتا ہے۔ اس کا معیار اور اندازہ یہ ہے۔ "جیسے میں نے تم سے محبّت کی"۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کیسے محبّت کی؟ جیسے اپنے آپ سے؟ کیا اس نے تمام وقت اسی معیار کو مدِنظر رکھا؟ ہمیشہ اپنے آپ۔ اپنے آرام۔ اپنی راحت۔ اپنی سلامتی کا

خیال رکھا اور شاگردوں سے محبت کرتے وقت اس معیار سے آگے نہ بڑھا؟ نہیں! نہیں!! یسوع نے محبت کا ایک نیا نمونہ پیش کیا۔ اس نے اپنے آپ کو بالکل نظر انداز اور فراموش کر دیا۔ اپنے آپ سے انکار کیا۔ اپنی جان کی کبھی فکر نہ کی۔ اور محبت کرنے میں خرچ یا قربانی۔ حد یا اندازہ کا کبھی خیال تک نہ کیا۔ اُس نے اپنے آپ کو خالی کر دیا۔ کوئی چیز اپنے احباب سے دریغ نہ رکھی۔ اپنی جان تک سے دریغ نہ کیا۔ اس لئے مسیح نے جو دوستی کا معیار اور مطمح اپنے پیروؤں کے لئے مقرر کیا وہ بیشک نیا تھا۔ بجائے اس کے کہ "اپنے ہمسایہ سے ایسے محبت رکھ جیسے اپنے آپ سے"۔ "ایسے محبت کرو جیسے مسیح نے محبت کی" اور اُس نے آخر تک محبت کی۔

مسیحی دین کی تواریخ پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوگا کہ مسیح نے دوستی کے جس نمونہ کو رواج دیا وہ بیشک دُنیا میں نئی بات تھی۔ وہ اپنے مُدعا اور تحریک میں بیشک نئی تھی۔ موسوی شریعت کی محبت کی تحریک کوہِ سینا سے ہوئی۔ مسیحی شرع کی محبت کلوری سے۔ پہلا تو محض سخت اور سرد قانون تھا۔ دوسرا جلتا ہوا جذبہ۔ پہلے عملدرآمد محض فرض کے رو سے تھا۔ دوسرے کی تحریک مسیح کی عجیب محبت سے ہوئی۔ بلاشک پُرانے عہدنامہ کے دنوں میں لوگ خدا سے محبت کرتے تھے۔ کیونکہ اُس کے ان برگزیدہ بندوں کی تعلیم میں جو خدا کی طرف سے لوگوں سے کلام کرتے تھے۔ خدا کی نیکی اور فضل اور محبت کا انکشاف پایا جاتا ہے۔ یہ انکشاف گو نہائت ہی عجیب تھے تاہم خدا کے اس مکاشفہ سے جو یسوع مسیح میں ہوا۔ یہ مقابلہ کھا نہیں سکتے۔ ابن اللہ انسانی صورت میں لوگوں کے درمیان آیا اور اس کی فروتن اور نیم زندگی میں الٰہی محبت کی برکت آدمیوں کی نظروں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ آخر کار صلیب کا واقع ہوا۔ جہاں محبت میں خدا کا دل شکستہ ہو گیا۔

پھر کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسی تحریک کے ساتھ مسیح کے پیروؤں

کی دوستی کا ایک نیا نمونہ ظاہر ہؤا۔ اس زندگی سے جو مسیحیت نے پیدا کی ہے ہم ایسے مانوس ہو گئے ہیں کہ جس جس جگہ رُوح کے پھل پک گئے اور اپنی اصلی نمو کی حالت پر پہنچ گئے ہیں، ہم خیال تک نہیں کر سکتے کہ یسُوع کے آنے سے پیشتر وہاں انسانی سوسائٹی کی حالت کیا تھی۔ اس دن سے پہلے دُنیا میں محبّت تو تھی۔ والدین اپنے بچّوں سے محبّت کرتے تھے۔ جبلّی محبّت کے رشتے غیر مسیحیوں میں بھی بعض اوقات بڑے مضبُوط اور سچے تھے۔ محبّانِ صادق پائے جاتے تھے گو خال خال۔ تواریخ نے بعض کی سچّی دوستی اور صادق محبّت کو بقا کا لباس پہنا دیا ہے۔ انسانیّت میں یہ باتیں ہمیشہ دل خوش کن اور پسندیدہ رہی ہیں۔ یہ الٰہی صورت کا بقیہ ہے جو انسان کے گرنے کے بعد بھی اُس میں باقی رہا ہے۔

لیکن روزِ پنتیکوست کے بعد ایک دوسرے سے جو محبّت کا اظہار مسیحیوں کے درمیان ہؤا اس کی نظیر پیشتر کی اعلےٰ سے اعلےٰ اور مہذّب سوسائٹی میں کہیں پائی نہیں جاتی۔ بلا ریب نوزاد مردوں میں یہ الٰہی محبّت کا انکشاف تھا پنتیکوستی کلیسیا میں جس قسم کی رفاقت کا ثبوت ملتا ہے وہ معمولی انسانی محبّت سے کبھی بھی پیدا ہو نہیں سکتی۔ یہ آسمانی زندگی کا ایک شمّہ تھا جو زمین پر ظاہر کیا گیا۔ جو شخص ایک دوسرے سے ایسی محبّت کرتے تھے وہ نئے آدمی تھے۔ اور ازسرِ نو اوپر سے پیدا ہوئے تھے۔ یسُوع آسمان کی بادشاہت اس دنیا میں قائم کرنے کو آیا۔ دوسرے لفظوں میں وہ اس لئے آیا کہ اپنے مومنوں کے دلوں میں آسمان قائم کرے۔ نئی دوستی یہی ہے۔ عقیدہ کے دُہرانے سے کوئی شخص مسیحی بن نہیں جاتا۔ کوہِ سینا کی کڑک اور گرج کے درمیان گو حکم سُنائے جائیں ان سے کسی کی زندگی میں محبّت پیدا ہو نہیں جاتی۔ جو محبّت کا نیا نمونہ مسیح لوگوں میں رائج کرنے کو آیا وہ خدا کی محبّت کا انسانی دلوں میں آشکارا کرنا تھا۔ "جیسے میں نے تم سے محبّت کی۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبّت کرو"۔ یہ تھا نیا حکم!

چونکہ دوستی کا نیا نمونہ جو مسیح نے دیا وُہی تھا جو اُس نے اپنی زندگی میں ظاہر کیا۔ مناسب ہے کہ ہم اس مقدّس نمونہ کا مطالعہ کریں تاکہ ہم جانیں۔ کہ اس نمونہ

Scanned with CamScanner

تک کس طرح پہنچیں +

پہلے ہم مسیح کی دوستی کی شیرینی اور اُس کی لطافت پر غور کریں۔ انگلستان کے ایک واعظ نے خوب کہا ہے کہ مسیح کی ذات میں دونو نوع کی صفات ظاہر ہیں "اُس میں عورت کا دل تھا اور مرد کا دماغ"۔ مزاج کی شیرینی اور لطافت صرف عورت ذات کا ہی خاصہ نہیں۔ چونکہ یہ مزاج کی حلیمی۔ لطافت اور مہربانی صرف طاقت اور قوت کے ساتھ ہی موجود ہوتی ہے اپنے اعلےٰ اظہار میں یہ صفت ایسی ہی مردانہ صفت ہے جیسی زنانہ۔ یسُوع انتہا درجہ کا حلیم مزاج دل سے مہربان اور شیریں کلام تھا۔ اس کی مزاج کی حلیمی ہرگز ہرگز کمزوری یا نرمی کے باعث نہ تھی۔ یہ ماں کی سی سچی محبت اور اپنے بچوں کے لئے حلیم مزاج تھی۔ یہ محبت بازوؤں میں لینے۔ حفاظت اور پرورش کرنے والی محبت تھی +

یسُوع کی سوانح عمری میں ہم اس صفت کی اکثر مثالیں پاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے حلیم اور محبت کرنے والے مزاج بھی کچھ نہ کچھ سختی۔ سرد مہری۔ یا تلخی کا اظہار ضرور کرتے ہیں۔ لیکن مسیح حلیم مزاجی میں کبھی قاصر نہ رہا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یُوحنا کے لئے اُس کی محبت کیسی مجذوب تھی۔ چھوٹے بچوں سے اُسے کیسی اُلفت تھی۔ گنہگاروں پر جو اُس کے پاؤں میں آگرتے تھے اس کو کیسا ترس آتا تھا۔ اُس شہر پر جس نے اُس کو رد کیا۔ اور اُس کو صلیب دینے پر تھا۔ وہ کیسا زار زار رویا۔ غریبوں کا اُسے کیسا فکر رہتا تھا۔ اور بیماروں سے اُس کو کیسی ہمدردی تھی +

مسیح کی دوستی کی ایک اور خاصیت صبر و تحمل تھا۔ اپنی ساری زندگی میں وہ ایک دفعہ بھی اس صفت میں قاصر پایا نہ گیا۔ شاگردوں سے اُس کا سلوک اس امر کا شاہد ہے کہ وہ بڑے کم فہم شاگرد تھے۔ اُس کو ایک ہی سبق کئی دفعہ بار بار سکھلانا پڑا۔ وہ اس کی سیرت (کیرکٹر) کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ لیکن اپنی تعلیم میں وہ کبھی نہ تھکا۔ وہ اپنی دوستی میں بیوفا بھی نکلے۔ خطرہ کے وقت

ہیں وہ سب بھاگ گئے۔ اور اُن میں ایک نے اس کا انکار کیا۔ اور دوسرے نے اُس کو پکڑوایا۔ لیکن اُس نے کبھی بھی بےصبری کا اظہار نہ کیا۔ اپنوں سے اس نے آخر تک۔ باوجود سرد مہری اور بے وفائی کے۔ محبت کی۔ اُس نے بیجا دُکھ اُٹھائے۔ لیکن چُپ چاپ سب مصیبتیں برداشت کیں۔ اپنا مزاج کبھی اُس نے کھو نہ دیا۔ اگرچہ اس کا سارا کام رائگاں معلوم دیتا تھا وہ کبھی بےہمت نہ ہُوا۔ اپنے شاگردوں کی طبیعت اور سیرت کی ناپسندیدہ باتوں کو دل پسند بنانے میں وہ کبھی بےحوصلہ نہ ہُوا۔ کسی جان کے بارے میں اُس نے اُمّید کو ہاتھوں سے نہ دیا۔ اگر یہ اَن تھک صبر کی صفت اُس میں نہ ہوتی تو انسانی زندگیوں میں وہ جو دلچسپی لیتا تھا اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلتا۔

مسیح کی دوستی لاغرض تھی۔ اس نے ایسوں کو اپنا دوست نہ بنایا کہ جنکی دوستی سے اُس کی شان بڑھ جائے اور جس کی مدد سے اس کا منصب اور پایہ بلند ہو۔ بلکہ اُس نے حقیر اور گمنام شخص چُنے کہ جن کو وہ خود احسن مرتبے کے پایہ تک بلند کرے۔ اُس کے دشمنوں نے بھی اُس پر الزام لگایا تھا۔ کہ وہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست ہے۔ ایک معنی میں تو الزام راست تھا۔ وہ دُنیا میں اسی لئے آیا تھا کہ گم گشتہ بنی آدم کا نجات دہندہ ہو۔ اُس نے اپنے آپ کو طبیب کہا اور طبیب کا کام بیماروں کے درمیان ہے نہ کہ تندرستوں کے۔

اپنے دوستوں کی سیرت میں عیب یا نقص پا کر مسیح کی دوستی اُن کے لئے کسی طرح کم نہ ہوئی۔ ان معمولی انسانی تعلّقات میں جب ہم کسی شخص کو اپنے دوستوں کے زمرہ میں لیتے تو ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا کرنے کو ہیں نکاح کا اقرار اس طرح پر ہے کہ "اقبال اور ادبار میں۔ امیری اور غریبی میں۔ بیماری اور صحت میں۔" سچّی دوستی میں بھی یہی اقرار ہے۔ ہم اپنے دوستوں سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں جو کچھ اس لفظ وفاداری میں مفہوم ہو ہم نہیں جانتے کہ ہمارے اس مقدّس عہد سے کیا کچھ کام نہ لیا جائیگا۔ شاید

ہمارے دوست پر مصیبت آئے اور کئی باتوں میں اُس کو مدد درکار ہو۔ بجائے مدد کے وہ ہمارے لئے بوجھ ثابت ہو۔ لیکن دوستی کو کچھ ہی خرچ دینا کیوں نہ پڑے اُسے اپنے معیار میں کم اُترنا نہیں چاہیئے۔ جب ہم کسی کے دوست بنتے ہیں تو نہیں جانتے کہ گہری واقفیت سے اُس کی سیرت کے کیا کیا عیب اور نقص ہم پر ظاہر نہ ہونگے۔ لیکن یہاں بھی نمونہ کی دوستی کا قاصر ہونا نہیں چاہیئے۔ عام انسانی تعلقات پر جو کچھ صادق آتا ہے وہ ایک نہائت ہی عجیب طور پر مسیح کی دوستی پر صادق ٹھیرتا ہے۔ صرف غور کرو کہ شاگردوں کے ساتھ اس کے تین برس کیسے گذرے۔ اس بڑی محبّت کا جو اُس نے اُن سے کی اُنہوں نے کیا معاوضہ دیا۔ شاگرد متلوّن مزاج۔ کمزور۔ نادان۔ بے وفا اور ناقابلِ اعتبار تھے۔ ذاتی بڑائی کا خیال ہر وقت اُن کو دامنگیر رہتا تھا۔ خداوند کی عشاء میں بھی اُن کو یہی فکر تھی کہ میں سب سے مقدّم ٹھیروں۔ رشک۔ حسد۔ تنگ خیالی۔ ناشکرگذاری۔ کم اعتقادی اور بزدلی اُن کے رویّہ سے ظاہر تھیں۔ اپنے برگزیدوں میں ان ناپسندیدہ صفات کے اظہار سے مسیح کی دوستی اُن کے لئے سرِمُو کم نہ ہوئی۔ اُس نے ان کو اپنے دوستوں کے زمرہ میں لے لیا تھا اور اُن پر پُورا اعتبار رکھتا تھا اور کُلّیۃً ان کا ہو گیا تھا۔ وہ دوستی کے معیار میں کیسے ہی کم کیوں نہ اُترے اُس کی محبّت ویسی کی ویسی رہی۔ اُن کی کمزوریوں اور اُن کی آہستہ روی میں وہ صابر رہا۔ اور انتظار سے خائف نہ تھا کیونکہ اُسکو یقین تھا کہ آخر میں وہ اپنے ایمان اور اس کی دوستی کا ثبوت دینگے۔

یسُوع کو اپنے احباب کے موجودہ راحت و آرام کی فکر نہ تھی بلکہ ان کی سب سے بڑی بہتری کی۔ بسا اوقات انسانی دوستی مہربانی اور فیض کے پیرایہ میں درحقیقت بڑی مہربانی کرتی ہے۔ اس کا خیال یہی ہے کہ انسانی دوستی کا فرض درد سے رہائی دلانا۔ بوجھ کو ہلکا کرنا۔ تکالیف و مصیبت کو ہٹانا اور راہ سخت کو ہموار کرنا ہے۔ انسانی محبّت کی شفقت و اُلفت سے بڑے بڑے نقصان پہنچتے ہیں۔

لیکن یسوع نے اپنے دوستوں سے برتاؤ کرنے میں ایسی کوئی غلطی نہ کی۔ اس
نے اپنے دوستوں کے لیئے زندگی کو آسان بنانے کی کوشش نہ کی۔ اس نے ان کو
نازونعمت میں نہ رکھا۔ اس نے شاگردی کی شرائط ایسی خیال کبھی ہلکی نہ کیں۔
کہ ان کو اس کی پیروی کرنا آسان ہو جائے۔ اس نے ان کے بوجھ خود نہ اُٹھائے
بلکہ ان کی ہمّت اور حوصلہ افزائی کے لئے اُن کو اُمّید اور جُرأت دلائی تاکہ وہ خود
اپنے بوجھ اُٹھائیں ٭

اُس نے اُن کو ایک تنہا گوشہ میں دُنیا سے علیحدہ نہ رکھا تاکہ بُرائیاں اُنکے
سامنے نہ آئیں اور آزمائشوں سے اُن کا سامنا نہ ہو۔ بلکہ اس نے اُن کو ایسے
زندگی بسر کرنا سکھایا کہ رُوحانی خطرہ میں الٰہی حفاظت اُن کو اپنے ظلّ عاطفت میں
رکھے اور تب وہ خطروں کا سامنا کریں اور اپنی لڑائی اچھّی طرح سے لڑیں۔ اُس
نے اپنے شاگردوں کے لئے یہ دُعا نہ کی کہ وہ دُنیا سے اُٹھا لئے جائیں اور یوں اُس
کے خطروں اور آزمائشوں سے بچیں بلکہ یہ کہ دُنیا کی بدی سے بچے رہیں۔ وہ جانتا
تھا کہ اچھّے سپاہی بننے کے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ رزمگاہ میں تربیّت پائیں۔ اس
نے ان کی بجائے جنگ نہ کی۔ اُس نے پطرس کو بھٹکائے جانے سے نہ بچایا۔ ضرور
تھا کہ اس کا یہ پیارا شاگرد تلخ تجربہ اُٹھائے۔ گو وہ اس میں ناکام کیوں نہ نکلے۔
پطرس کے لئے مسیح کی دُعا یہ نہ تھی کہ پطرس بھٹکایا نہ جائے بلکہ یہ کہ اُسکا ایمان
بالکل جاتا نہ رہے۔ اپنے احباب سے برتاؤ کرتے وقت اس کے یہی پیش نظر
رہتا تھا کہ ان میں سیرت کی مضبوطی اور عالی حوصلگی پیدا کرے اور راحت و آرام
کے چمنستان میں پھول بکھری ہوئی راہوں میں اُن کو لیئے نہ پھرے ٭

ہم اکثر کہا کرتے ہیں کہ مسیح کا پیرو جہاں کہیں جائے۔ رحمت اور نیکی ہمیشہ
اُس کے شامل حال رہینگی۔ یہ ہے تو سچ لیکن یہ کبھی نہ سمجھ بیٹھنا کہ کبھی تکلیف
پیش نہ آئیگی۔ صلیب اُٹھانی نہ پڑیگی۔ درد اور نقصان کا تجربہ نہ ہوگا۔ بوجھ تلے
ہی ہم بخوبی بڑھتے ہیں۔ وہی سبق ہم اچھی طرح سے سیکھتے ہیں جو مشکل ہوں۔ جب
ہم اس زمینی زندگی سے گذر کر دوسری طرف کھڑے ہونگے۔ اور جس راہ سے ہم

Scanned with CamScanner

نے ہیں۔ مگر اُس کو دیکھینگے تو اُس وقت یہ راز ظاہر ہوگا کہ جس جس جگہ ہم نے راہ کٹھن اور تکلیف دہ پائی وہیں ہم کو سب سے اچھی برکت ملی۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ جو کچھ مسیح میں سخت معلوم ہوتا تھا۔ وہی سب سے سچی اور دانشمند دوستی ہے۔ ایک شاعر نے سچ کہا ہے۔ کہ

تم اگر ہو کے مستعد یکسر / جاسکو واپس اس دوراہے پر
جس جگہ سے بڑا سفر کرکے / آئے ہو بوجھ یہ اُٹھائے ہوئے
جس جگہ پر تھا فیصلہ کرنا / لُوں میں دونوں سے کون سا رستہ
تم اگر اُس جگہ پہنچ جاؤ / اپنے کھوئے مقام کو پاؤ
صاف اے غم کے جاتری بتلا / کونسی راہ واں سے تُو لے گا
دوسری رہ جو اختیار کرو / اور یہ معلوم اس سے تم کو ہو
اُس کے وعدے تمام دھوکا تھے / جس سے اس دام میں تھے تم آئے
راہ پہلی کہ جس پہ آہ دلگا / کرتے رنج سفر میں صبح و مسا
وہ اگرچہ کٹھن تھی اور دشوار / پر مبارک تھی مرہم دلِ زار
ہاں! پھر اے غم کے جاتری بتلا / کونسی راہ واں سے تُو لے گا

بعض دیندار لوگ جس طریق سے کہ اُن کی دُعاؤں کا جواب ملتا ہے اُس سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ بلاریب ان کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی دُعاؤں کا جواب ہی نہیں ملا۔ وہ خُدا سے دُعا کرتے ہیں کہ اُن کی کسی تکلیف کو دُور کرے اور ان کا کوئی بوجھ ہٹادے اور اُن کی درخواست مقبول نہیں ہوتی۔ وہ دُعا میں لگے رہتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے پڑھا ہے کہ ہم کو دُعا میں اصرار کرتے رہنا اور ثابت قدم ہونا چاہیئے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہمیشہ دُعا میں لگے رہیں اور بیدل نہ ہوں لیکن تاہم کوئی جواب نہیں ملتا۔ پھر وہ پشیمان خاطر ہو جاتے اور سمجھ نہیں سکتے کہ خُدا کے وعدے کیوں پورے نہیں ہوتے۔ بات یہ ہے کہ اُنہوں نے وعدوں کو ٹھیک طور پر پڑھا نہیں۔ اس امر کا کبھی وعدہ کیا نہیں گیا کہ ہمارے بوجھ اُٹھالئے جائینگے اور کوئی اور اُن

کو اُٹھائے گا۔ اگر خُدا اپنے بچوں کے ذرا ذرا رونے پر اُن کی تکلیفوں کو دُور کر دے اور سختی سے اُن کو بچانے اور ہر ایک چیز اُن کے لئے راحت و آرام کی بنا دے تو وہ دانشمند۔ اچھّا اور محبت کرنے والا باپ نہ رہیگا۔ ایسے طریق سے تو ہم ہمیشہ بچے کے بچے بنے رہینگے اور کبھی تربیت نہ پائینگے۔ نہ سلیقہ سیکھینگے۔ بوجھ اور تکلیف اُٹھانے سے ہی ہم مضبوط اور خود اعتماد بن سکتے ہیں۔ خود یسُوع نے رزمگاہ اور زندگی کی آزمائشوں کے تجربہ میں تربیت پائی۔ ان باتوں سے جو اُس کو اُٹھانی پڑیں اُس نے فرمانبرداری سیکھی۔ آزمائشوں کا سامنا کرنے اور اُن پر فتحیاب ہونے سے وہ دُنیا کا اُستاد بنا اور تمام آزمائشوں میں ہم کو رہائی دینے کے قابل ٹھیرا۔

کسی اَور طریق سے ہم مسیح کی مانند بن نہیں سکتے۔ یہ تو نہائت ہی نامہربانی ہوگی اگر ہمارا باپ ان تجربوں سے ہم کو بچائے کہ جن سے ہم طاقت اور قوت پاتے ہیں۔ وعدہ یہ نہیں کہ اگر ہم اپنی مصیبت میں خدا کو پکاریں تو وہ مصیبت کو ہم سے دُور کر دے گا بلکہ یقین تو اس بات کا دلایا گیا ہے کہ اگر ہم خُدا کو پُکاریں تو وہ ہمیں جواب دیگا۔ ہو سکتا ہے کہ جواب مصیبت کا دور کرنا نہیں بلکہ صرف حوصلہ اور تسلّی دلانا ہو۔ ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنا سب بوجھ خدا پر ڈال دیں۔ لیکن یہ وعدہ کیا نہیں گیا کہ خداوند بوجھ کو اُٹھا لیگا۔ وعدہ اس بات کا ہے کہ بوجھ تلے وہ ہم کو سنبھالے رکھیگا۔ چاہئے کہ ہم بوجھ کو اُٹھائے رکھیں اور ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ بوجھ تلے ہم بیہوش نہ ہو جائینگے کیونکہ خداوند ہمیں طاقت دیگا۔ یقین اس امر کا دلایا نہیں گیا کہ ہم آزمائے نہ جائینگے۔ بلکہ یہ کہ کوئی ایسی آزمائش ہم پر نہ آئیگی جو انسان کی طاقت سے باہر ہو اور کہ وفادار خدا کوئی ایسی آزمائش ہم پر آنے نہ دیگا جو ہم برداشت نہ کر سکیں۔

یہ ہے جو الٰہی دوستی ہمارے لئے کرتی ہے۔ یہ زندگی ہمارے لئے آسان نہیں بنا دیتی کیونکہ اس طرح ہم جینے سے طاقت اور نیکی کی کوئی برکت حاصل نہ کرینگے۔ تو پھر ہماری دُعاؤں کا جواب کیسے ملتا ہے؟ خدا ہمیں اپنے سنبھالے رکھتا

Scanned with CamScanner

ہے کہ ہم بیدل نہیں ہوتے اور پھر اس کی برکت ہمارے شامِل حال رہتی اور ہمیں دانشمندی اور طاقت بخشتی ہے ٭

مسیح کی دوستی ہمیشہ ہمدردی سے بھری رہی۔ اکثر لوگ ہمدردی کے غلط معنی سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہمدردی محض کمزوری سے کسی پر ترس کھانا ہے یا کسی بیمار یا غمگین کے سرہانے بیٹھے رہنا اور اس کو کسی طرح سے مدد یا قوت دینے کے بجائے صرف اس کی تکلیف کا تجربہ اُٹھانا۔ مصیبت کے وقت میں ایسی ہمدردی سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سے شاید دوسرے شخص کو رفاقت کا احساس پیدا ہو جس سے تنہائی کا خیال شاید جاتا رہے۔ لیکن اس سے مصیبت زدہ یا غمگین نہ دلاور نہ طاقتور بنتا ہے۔ بلکہ اس سے تو بوجھ اس کے غم کے احساس کے بڑھ جانے کے طاقت کم ہو جاتی ہے ٭

مسیح کی ہمدردی ایسے طور پر ظاہر نہ ہوئی۔ کسی شخص کی ایسی تکلیف اور درد نہ تھی کہ جس سے اس کا دل چھد نہ گیا اور شفقت اور رحمت کے چشمے اس کے دل سے جاری نہ ہوئے۔ اُس نے اپنے دوستوں کی بیماریاں اُٹھائیں اور اُن کے غم اپنے سر پر لئے اور ہر ایک انسانی تجربہ میں کمال محبت کے ساتھ داخل ہؤا۔ لیکن بیماروں کے ساتھ ہمدردی کرنے اور اُن کے سرہانے رہنے کے لئے اُس نے کچھ اور بھی کیا۔ اس کی ہمدردی ہمیشہ اُن کی طاقت دہی کے لئے تھی۔ اُس نے درد یا مصیبت کے بارہ میں مبالغہ کی کبھی جُرأت نہ دلائی کیونکہ اکثر دلوں میں اس بات کا میلان ہے۔ اس نے کبھی خود ترسی بے ہمتی غمگینی یا بیجا غم کو کبھی پسند نہ کیا۔ اس نے مایوسی کے لہجہ میں غم یا تکلیف کا کبھی ذکر نہ کیا۔ اُس نے ہمیشہ اُمّید دلانے اور لوگوں کو مضبوط اور دلاور بنانے کی کوشش کی۔ اس کی خدمت ہمیشہ حوصلہ اور جُرأت دلانے کی تھی۔ اس نے اپنے شاگردوں کو بڑی بڑی اصولی صداقتیں سکھائیں کہ جن پر اُس کے دوست اپنے غم میں تکیہ کریں اور اُن کو یہ بھی سکھایا کہ خوش رہو کیونکہ میں دُنیا پر غالب آیا ہوں۔ اُس نے اُن کو اپنی سلامتی اور خوشی دی۔ وہ اُن کے ساتھ اُنکی

افسوسناک بیچارگی کی حالت میں گر نہ گیا بلکہ اپنی فتحمند زندگی میں اُن کو ہمدردی کے پایہ تک بلند کیا ٭

مسیح کی تمام خدمت میں ایک عجیب اُمید کی جھلک پائی جاتی ہے - وہ کبھی پست ہمت نہ ہوا - اس کے لئے ہر ایک غم خوشی کی راہ تھا - ہر ایک لڑائی فتحمندی کی برکت کا راستہ تھی - ہر ایک بوجھ جس کے نیچے لوگ کراہتے ہیں نئی طاقت کا راز تھا - ہر ایک نقصان میں منافع پنہاں تھا - یسوع خود ایسی زندگی بسر کرتا تھا - یہ کوئی تھیوری (رائے) نہ تھی - کہ جس کی اُس نے اپنے پیروؤں کو تو تعلیم دی لیکن جس کا اُس نے خود تجربہ کیا نہ تھا - اس نے کبھی اپنے دوستوں کو ایسی نامجرّب رائوں کے قبول کرنے کو کہا - جو سبق اُس نے سکھائے اپنی زندگی میں سب پُورے کر کے دکھائے - وہ محض ایک اُستاد ہی نہ تھا بلکہ وہ لوگوں کا پیشوا بھی تھا - اُس کی دوستی سے خود بخود بڑی بھاری تحریک پیدا ہوتی تھی - اُس نے لوگوں کی زندگی میں نئی نئی باتیں اور نیا مقصد سکھایا اور اعلےٰ سے اعلےٰ تحصیل میں اُن کی مدد کرنے کو ہمیشہ تیار رہا ٭

مسیح کی یہ دوستی ایک ایسی تحریک ہے جو دُنیا کو الٰہی نمونوں کی طرف بلند کر رہی ہے - جب مسیح نے اپنے قدموں میں صلیب کا سایہ دیکھا اور اپنے بڑے غم کے پھل اور اپنی محبت کے اثر پر فکر کی تو اُس نے یہ بڑا وعدہ اور پیشگوئی کی کہ "میں - جب میں زمین سے اوپر اُٹھایا جاؤں تو میں سب لوگوں کو اپنی طرف کھینچونگا" ہر ایک زندگی جو اپنے لئے خدا کی خوب صورتی اور کمالیت کے خیال تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے وہ اس مُبارک دوستی کی طاقت کو محسوس اور اُستاد کی شبیہ تک ترقی کر رہی ہے ٭

مسیح کی دوستی ہر ایک انسانی دل کے دروازے پر بڑی الٰہی آرزو سے منتظر کھڑی رہتی ہے - اس کی یہی پکار ہے کہ دیکھ میں دروازہ پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں - اگر کوئی میری آواز سُن کر دروازہ کھولے تو میں اسکے پاس اندر جاؤنگا اور اُس کے ساتھ کھانا کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ رہیگا" یہ مبارک

دوستی ہر ایک زندگی کے آگے منتظر رہتی ہے۔ منتظر ہے کہ مقبول ٹھیرے اور اُس کی مہماں نوازی کی جائے۔ جہاں کہیں یہ مقبول ہوتی ہے دل میں الٰہی محبت ڈال دیتی ہے کہ جس سے ساری زندگی بدل جاتی ہے۔ مسیح کا دوست ہونا آسمان کی مُبارک سنگت میں خدا کا فرزند ٹھیرنا ہے +

Scanned with CamScanner

# فہرست کتب

**تاریخ بئیبل**۔ معہ حالات دیگر اقوام جن کا بائبل میں ذکر ہے ضخیم کتاب ہے قیمت صہ ۱۲ار

**حیات المسیح**۔ مسیح کی زندگی کے مفصل حالات مع مفید مطالب قیمت ۱۲ار

**سموئیل کروتھر**۔ ایک حبشی غلام جو افریقہ کا بشپ ہوگیا قیمت ۲ر

**سموئیل مورس**۔ ایک حبشی لڑکے کی دیندارانہ زندگی کا حال قیمت ار

**پاسٹر شئی**۔ چین کے ایک مشہور دیندار خادم دین کا دلچسپ حال قیمت ۶ر

**سپرجن**۔ یعنی انگلستان کے سلطان الواعظین کی سوانح عمری قیمت ار

**تذکرۃ المومنین**۔ زمانہ حال و قدیم کے مسیحیوں کے حالات دو حصّہ فی حصّہ قیمت ار

**مسیح کا نمونہ**۔ ڈاکٹر سٹاکر صاحب کی مشہور کتاب جس میں ہر امر پر خداوند مسیح کی زندگی کی پیروی کے سبق درج ہیں۔ قیمت ۸ر

**طریق دُعا**۔ میڈم گیون صاحبہ ایک مشہور فرنیچ لیڈی کی کتاب سے ترجمہ ہوئی۔ روحانی زندگی کے لئے نہایت مفید ہے قیمت ۴ر

**حیات داؤد**۔ جس میں حضرت داؤد کی زندگی کا مفصل حال اور اُس سے جو روحانی سبق حاصل ہوتے ہیں درج ہے۔ قیمت ۱۲ار

**رُوح القدس سے معمور زندگی** نہایت دلچسپ روحانی کتاب ہے قیمت ۴ر

**مکتب مسیح میں دُعا کی تعلیم**۔ دعا کے متعلق ہدایات از مرے صاحب قیمت ۶ر

**طریق تسلیم**۔ رضائے الٰہی کی اطاعت کے متعلق ہدایات از مرے صاحب قیمت ۶ر

**الہام بئیبل**۔ مسئلہ الہام پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

**یسوع مسیح کی گرفتاری اور موت**۔ تاریخی اور روحانی طور پر بحث کی ہے۔ قیمت ۱۲ار

**زندہ مسیح اور اناجیل اربعہ**۔ مسیحی تجربہ اور اناجیل کی صحت کے تاریخی

Scanned with CamScanner

ثبوت ہے۔ قیمت ۱۲؍

**عیسیٰ کی سیرت** ۔ عادات و خصائل پر مفصل بحث کی ہے قیمت ۱۰؍

**گلدستۂ وعظ** ۔ مشہور واعظوں کے وعظوں کا مجموعہ ۳ جلد ہر ایک ۸؍

**فضل الٰہی** ۔ سپرجن صاحب کی مشہور کتاب نجات بالفضل کا ترجمہ۔ قیمت ۳؍

**مسیحی دین اور اخلاق** ۔ جس میں انگلستان کے ایک مشہور عالم نے فلسفیانہ طور پر مسیحی مذہب پر بحث کی ہے قیمت ۸؍

**نجات کی تعلیم** ۔ جس میں ڈاکٹر ہوپر صاحب نے مسیحی۔ محمدی اور ہندو مذاہب کی تعلیم نجات پر بحث کی ہے ۔ قیمت ۱۲؍

**حقیقت گناہ** ۔ تو لفۂ ڈاکٹر ہوپر صاحب ۔ فلسفیانہ کتاب ہے قیمت ۳؍

**بزرگان بائیبل کے حالات کا سلسلہ** نہایت دلچسپ پیرائے میں فی جلد ایک آنہ (۱) آدم ۔ حوا۔ (۲) ابراہیم ۔ (۳) ربقہ ۔

**مسیح کی پیروی** ۔ ٹامس اے کمپس کی مشہور عالم کتاب کا ترجمہ ۸؍

**یاد محبوب** ۔ صبح و شام کے لئے ۔ میکڈف صاحب کی مشہور کتاب قیمت ۱۲؍

**مقدس اگسٹینوس کے اقرارات** ۔ قدیم زمانے کی نہایت مشہور روحانی کتاب ۔ قیمت ۱۲؍

**چوپانی زبور** ۔ زبور ۲۳ کی روحانی شرح ۔ قیمت ۳؍

**چند وعظ** ۔ از پادری رایٹ صاحب ۔ قیمت ۳؍

**حکمت الالہام** ۔ جس میں مسئلہ وحی و الہام پر مفصل بحث کی ہے دو جلد فی ۱۴؍

**مفتاح الاسرار** ۔ از فنڈر صاحب دربارہ تثلیث ۔ قیمت ۲؍

---

درخواستیں بنام اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور کے آنی چاہئیں *

Scanned with CamScanner